

الف مقصورہ

اثر سید محمد میر کمین برادر خواجہ میر درد علیہما الرحمہ بارسمی آگہی آشنا و از معنوی دانش آگاہ افکارش خاطر نشان و اشعارش دلنشین دیوانے و مثنوی گذاشت ؎

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
دشمنی پر تو پیار آتا ہے ؎

آپ ہی نہ چل سمجھے نہ کچھہ اوس دلہن راہ کی
اسیر کہین گئے آہ کہ ہمنے بھی آہ کی

ہمین حیرت ہے آپ ہی تجھکو کیا دیوین جواب اسکا
کہ تجھ بن اب تلک کس طرح ہمنے زندگانی کی

میر کہین کچھہ تو ہی تحقیق سی کیا کام مجھے
یون تو ناحق نہین دیکھے ہین دشنام مجھے

اثر عبد الرزاق پسر عبد الرحمن تمنا از تربیت یافتگان مولوی صہبائی ؎

ترا ہر ایک سے ملنا ثبت و فا دشمن
کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو

ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بھی باقی ہے سو مر دیکھینگے

احسان حافظ عبد الرحمان خان دہلوی بر عہدۂ مختاری سرکار مرزا فرخندہ بخت مامور بود بصنائع لفظیہ خیلے گرایش داشت و با اینہمہ سخن سادہ پرکاری داند در سنہ ۱۲[illegible] ازین خاکدان رخت بربست ؎

مین تو اوس نوجوان پہ غش ہون
ہائے عالم تری جوانی کا ؎

یہ شام ہجر آئی آفت زدہ کہان سے
ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان لب پہ آنا
کسیکا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

ہماری جان پہ گرتی ہے برق غم ظالم
تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا

پھرا عدم سے کوئی اب تلک نہ اگتا کر
خدا ہی جانے وہان ہین فراغتین کیا کیا

کہے کیا کیون طفل اشک اپنے گلے کے ہار ہین
اس زمانہ کے تو کچھہ لڑکے ہی ناہموار ہین

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی | تجھے یاد کافر بہانے بہت ہین
کشش دل کی ہی کام آتی ہے ورنہ | فسون سیکڑون ہین فسانے بہت ہین

احسن مولوی محمد احسن خلف منشی محمد احمد بلگرامی اصل و صفی پوری موطن ولادتش درسنہ ۱۲۶۲ واقع شدہ و نسبش تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرسد امروز در بھوپال بسلک اعزہ منسلک است و بہ تعلیم کہین برادرم مامور در حسن تعلیم نا آشنایان پارسی معروف است از تالیفات اوست ارژنگ فرہنگ کارنامہ فرہنگ آئینہ حسن تحفہ صدیقیہ و صحیفہ شاہجہانی و لغات شاہجہانی و مصطلحات شاہجہانی منشآتش در بنگالہ غازہ شہرت بر رو دارد سخن در ریختہ کمتر گفتہ است و در پارسی بیشتر دیوان پارسی صولت عظیم آبادی کہ از تلامذہ اش بود دیدہ ام طبع ہموار داشت **ہ**

نہ کرینگے سر شوریدہ کی ہم چارہ گری | اپنے سر پہ نہین لینے کے ہم احسان اپنا
اثر دیکھو شہیدان محبت کی تواضع کا | نکلتا ہے میرے سینہ سے تیر اوسکا کمان ہوکر
تن کا یہہ نقشہ کہ ہل سکتا نہین جون نقش پا | دلکی یہہ حالت کہ سو سو بار اوچھلا جاے ہے
گمان ذوق کرم تو نکر خدا کے لیے | وفا مین کرتا ہون ظالم تری جفا کے لیے
ہمارا تذکرہ لازم ہے قیس کے مابعد | خبر ضرور ہے جس طرح مبتدا کے لیے
وہان بھی ناز سے تم میرا خون بہا دینا | کرون مین حشر مین دعوی جو خونبہا کے لیے
یہہ سر کہ بار گران ہے بدوش جان احسن | لگا رکہا ہے کسی تیغ آزما کے لیے
دیر تک ٹھیرے وہ پیش کشتن | بدگمانی کا مجھہ پر احسان ہے

اختر قاضی محمد صادق خان از قاضی زادگان ہوگلی نواح کلکتہ از غازی الدین حیدر بادشاہ لکہنؤ خطاب ملک الشعرا یافت پس از غدر ہندوستان جامہ گذاشت از تالیفات اوست صبح صادق و نور الانشا و محامد حیدریہ و نقود الحکم و تذکرہ

آفتاب عالمتاب و دیوان پارسی و ریختہ

جان وہی ہمنے ہوئی تب غم ہجر انسے نجات — عقلا اسلیئے کچھہ چیز لگا رکھتے ہین

اسیر منشی مظفر علی خان لکھنوی ارشد تلامذہ مصحفی در سایۂ عطوفت فرمانروای رامپور بسر می برد پیشتر در عہد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ مورد مکارم خسروانی بود و بہ تدبیر الیہ مدبر الملک میر مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ مخاطب در فارسی نیز دستگاہے دارد و در ریختہ او را دیوانہاست سخنور ریختہ گوست و این چند بیت از وست

ثابت اپنا نہوا خون کسی پہ دم حشر — ناز نے غمزہ پہ غمزہ نے ادا پہ رکھا

کوے قاتل کو جو چلتا ہون تو سایہ ڈر کر — پوچھتا ہے لیے جاتے ہو کہان تم مجھکو

اشک قطب الدین نام از تلامذۂ داغ دہلوی است خیلے خوش گفتہ

خوف رنجش نہ کچھہ اندیشۂ بیداد آیا — لکھدیا خط مین اونہین وقت پہ جو یاد آیا

چرخ کی چال زمانہ کا طریقہ سیکھو — ہے یہی شرم تو کب شیوۂ بیداد آیا

دلمین مرے رہا دل دشمن کو چھوڑکر — تیر نگاہ یار یہی ہے آبرو پسند

کہتے ہین مجھہ سے صرف یہہ ہیچ و پوچ لین — دل ہے پسند دل کی نہین آرزو پسند

میری قسمت مین خوشی کب تھی بجز رنج و الم — مین تو کھٹکا تھا وہین اپنا مقدر دیکھکر

خاکساری جو ٹھکانے سے لگا دے مجھکو — تو رہون چین سے خاک در جانان ہوکر

ادا کہتی ہے مین لون ناز کہتا ہی کہ مین لیلون — ابہی سودا نہین دل کا خریدارونکی باتین ہین

ملائی جایگی اوس بت کی صورت حور و غلمان سے — بڑا موقع تو ہے پر دیکھیے وہان ہم بھی تو بیٹھے ہین

دل اوسی فتنہ گر کا پیرو ہے — فتنہ سمجھتا ہے جسکے دامن سے

خبردار اسکو چین آنے نہ دینا — قسم لی اوس نے میرے ہمنشین سے

بزم دشمن مین مجھکو رہنے دو — چاہیے اک برے بھلے کے لیے

اوسکی محفل کی دیکھنا تہذیب — بات کا انتظام ہوتا ہے

اے جنم اگر کبھی کہے ہو	ہم سے لینا عذاب فرقت کے

افسوس میر شبیر علی خلف میر مظفر علی نسبش تا امام جعفر رضی اللہ عنہ منتہی میشود مرزا جوان بخت را ہمدم خیرسگال بود و میر حیدر علی حیران را تلمیذ رشادت پیوند در آخر ایام عہدۂ انشاء کالج کلکتہ بود و باز گشت ه

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہو گئے مرجانیکو	وہی احباب جو یان آئے تھے سمجھانیکو

افضل میر افضل علی فرزند میر قاسم علی قاسم از پدر خویش بہرۂ سخن برداشتہ است ه

دل سے شکوہ زبان تک آکر	بن گیا شکر آپ کے ڈر سے
کیا مزا ہو جو وہ دربان سے اپنے کہدین	کوئی یان آنے نپائے مگر افضل آئے

اکبر اکبر خان کہین برادر شیفتہ دہلوی از مومن خان باستفاضہ پرداختہ نیکو سنجیدہ است ه

ہوا نہ شوق سے اوس کوچہ مین گذر اپنا	ہمیشہ بیچے رہا ہم سے نامہ بر اپنا
ہم تو یون ہی رہے جو خفا ہو تو خوش ہو	آئے تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

امیر منشی امیر احمد کہین فرزند مولوی کریم احمد لکہنوی نسبش تا حضرت شیخ مینا قدس سرہ میرسد زانوے ادب پیش منشی مظفر علی اسیر تہ کردہ امروز بہ اوستادی فرمان فرمائے رامپور سرفراز است از تالیفات اوست مرآۃ الغیب گوہر انتخاب محامد خاتم النبیین مضامین دل آشوب مجموعہ واسوختہا و قصاید و بعض مثنویات مثل نور تجلی و ابر کرم و مسدسے نعتیہ مسمی بہ ذکر شاہ انبیا و سرمۂ بصیرت از گرامی سخن سنجانست و نامی اوستادان گفتار خود انتخاب کردہ نزد نامہ نگار فرستادہ ذوقہا کہ بخشید نتوان گفت ه

اسقدر ہے دراز ہجر کی رات	پہ تڑپنے سے جی نہیں بہرتا

نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
دل لگایا تو کیا گناہ کیا

وہ آتے کھینچ کے تلوار سکو شاد کیا
امیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا

زخم اوسکا حسرتو نشے چھنتا ہے میرے سینہ مین
کہان ہے وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا

لاکھون اوس لیلی کے دیوانے تھے اونہین عشق نے
ایک مشت استخوان کا نام مجنون رکھدیا

بہانون ہو کر جو ٹھوکر سے بولے
مصیبت کا مارا یہہ دل تھا کسیکا

چلے جو آج بتاتے تری گلی کی راہ
مین آج خضر سے بھی سخت بدگمان ہوا

عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہی گریز
جی مین ہے آج سے عاشق ہون شب وقت پر

ڈر اون حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین
ہمارے آگے تمہاری وہان سنیگا کون

مجھکو دیکھا تو غیر سے بولے
آپ ہی مجھکو پیار کرتے ہین

عمر کو سارا زمانا گذران کہتا ہے
دن جدائی کا گر عمر مین محسوب نہین

روتے ہین ترے مریض پہرون
چھاتی سے لگا کے درد دل کو

روز آنے کو جب کہا بولے
اک تمھین مجھکو پیار کرتے ہو

کرتے تو ہو امیر سوال اوس سے محشر مین
اور اوسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو

ایسے شب فرقت عجب اندھیری یہہ بتا ہی
ساری دنیا مین تو دن اک میرے گھر مین رات

بسملون سے بھی ناز اٹھوائے
ہاے انداز میرے قاتل کے

ہی قصد کہ دل کعبہ نشینونکے چرائے
تاکا ہے بڑے گھر کو ترے دزد حنا نے

تمکو آتا ہے پیار پر غصہ
مجکو غصہ پہ پیار آتا ہے

سینے کہا کہ پھیر دو دل کیا کروگے تم
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائینگے

کہئے نا آشنا تو کہتے ہین
یہی باتین ہین آشنائی کی

غیرونکے حال پہ تو بہت لطف ہے مگر
ہم پہ بھی لطف حال ہمارا بھی غیر ہے

باقی نہ کوئی دل مین الٰہی ہوس رہے
چودہ برس کے سن مین وہ لاکھون برس کے ہے

مسجد مین بلاتا ہے ہمین زاہد نافہم | ہوتا کچھ اگر ہوش تو میخانے سجاتے

ہاتھ ڈالا مینے دامن پر تو بولے ناز سے | میرا دامن چھوڑ دے اپنا گریبان پھاڑ دے

دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہ سمجھے | دل جو یہ اوٹھا تو سنا نکے لئے جان گئی

مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا | مجھی سے پھر گلا اولٹا ہے چاک گریبان کا

نہوگا بند جب تک نقد جان باقی ہے قالب مین | سنجی کے گھر کا دروازہ ہی چاکیا ہے گریبان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون بتا اے ناوک قاتل | کہ دو پیاسو نمین ہے یہ ایک قطرہ آب پیکانکا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی وحشت | اوٹھائی اوس نے چلمن ہو گیا پردہ گریبانکا

خلعت پہن کے آئینگی تھی گھر مین آرزو | یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دلکو نہ اے درد کر تلاش | مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

بت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ میرے بیٹھ | ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

اہل محشر پہ ہے احسان ترے دیوانے کا | سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

بہار آئی ہے اے دست جنون یا عید آئی ہے | گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک داما نکا

چھانی ہے پہاڑ پھاڑ کے اوسمین شراب ناب | کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون | کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو | کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

جب کہا مینے شب غم کوئی غمخوار نتھا | درد نے اوٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نتھا

قریب ہے یارو روز محشر چھپیگا کشتونکا خون کیونکر | جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

وہ مزا دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یارب | مرے دونون پہلوؤن مین دل بیقرار ہوتا

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے | کہتے ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب

مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوا یا | بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس سے آئی | جمع پھر دل نہین ہوتا ہے پریشان ہو کر

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع — فریاد کو چلے ہو ہماری خدا کے پاس

کانٹا ہوا ہوں سوکھ کے لیکن نہاں ہوں — کھٹکوں گا اور اپنے عدو کی نگاہ میں

تونے تو اسے سیاہی شبہائے تار ہجر — دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ میں

کہتی ہے ہر پلک تری زلف دراز سے — چھوٹے سے قد پہ میرے نہ جانا بلا ہوں میں

اے برق تو ذرا کبھی تڑپی تھم گئی — یاں عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب میں

ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہیں ناز سے — لو ایسے مفت سجدے مری آستانکے ہیں

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہیں میرے زخم — ظالم مزے بھرے ہوئے تجھمیں کہانکے ہیں

وہ اگر وعدہ وصل کا قاصد نہیں نہیں — سچ سچ بتا یہ لفظ اونہیں کی زبانکے ہیں

نہاں رہتا ہے آئینہ سے وہ بیگانہ خو برسوں — حیا دیکھو نہیں آتا ہے اپنے روبرو برسوں

مزا لے لیکے رگڑا ہی گلا شمشیر قاتل سے — برنگ زخم ہم ہنس ہنس کے روتے ہیں لہو برسوں

نکالے یاس یوں برباد میرے خانۂ دلکو — اسی گھر میں جلایا ہے چراغ آرزو برسوں

صورت غنچہ کہاں تاب تکلم مجھکو — منہ کے سو ٹکڑے ہوں آئے جو تبسم مجھکو

ہیں تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہے — پیار کی آنکھ سے دیکھا نکرو تم مجھکو

زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے — پہلے شراب پیجئے گنہگار بھی تو ہو

کانٹوں سے کہو سنبھال لینا — آتا ہے غش اک برہنہ پا کو

وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو — اخیر یوں ہی سہی چند روز مر دیکھو

مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم سے — بہت رہے مرے دل میں اب اور گھر دیکھو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر — کہتے ہیں لگاوٹ بہت آتی نہیں مجھکو

دل ملگئے وصال کا سودا اٹھ گیا — الفت کی آنکھ بیچ میں دلال ہوگئی

آرائش اوسکی زلف نے کس طرح سے کی — ہنسلی گلے میں پاؤں میں خلخال ہوگئی

کان جب آواز سنتے ہیں تری — آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیئے

کرنہ انکار مرے خون سے اسے تیر فگن
سبکو پاس اپنو نکا ہوتا ہی پیدا ہی عفو کا حکم
اللہ رے قدر ترے گناہونکی روز حشر
سو جانین ہون تو تیغ پہ تیری فدا کرون
تجھ سے بیٹھکے مسجد مین نکرا سے واعظ
غیر کے ساتھہ وفا کرکے وہ مجھہ سے بولے
حشر مین عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکھو
لگی دل کی بجھا ئے بیکسی مین کون ایسا ہے
چھوڑے کہین نہ گیسو پر خم نے اوسکے پیچ
نہ توڑو آئینہ جانے بھی دو کہ ایک ہی
شوخی حسن نے لاکھہ اونکو کیا طاق مگر
یقین ہوا جگر ادانت کوئی پری مین
ہاتھہ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
منہہ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر اے جا بجھان
نکالے جاتے ہین ہر روز اوسکے پاس خاطر سے
جفا دیکھو جنازہ پہ مرے آکے تو فرمایا
شب وصلت قریب آنے نپائے کوئی خلوت مین
آنکھہ کہتی ہے یہ دل سے کہ کریگی برباد
کہتا ہے وہ صنم کہ رہین ہم تمہارے گھر

دیکھہ کچھہ کہتی ہے سرخی ترے سوفار کی
بیگناہونسے سبقت آگے ہو گنہگارون کی
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی
کیا جلد کھل گئی ہے گھڑی اضطراب کی
ایسی شے ہے کہ قیامت پہ اوٹھا رکھی ہے
یہہ وہی بات ہے جو تمنے بتا رکھی ہے
کہ صبا وا انھین بھولے تو مجھے یاد ہے
مگر اک گریہ حسرت کہ بتا یا نہ آتا ہے
کچھہ رہ گئی تو میرے مقدر مین رہ گئے
تمہارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے
پھر لڑکپن ہے ابھی آنکھہ جھپک جاتی ہے
کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی
سنبھلی کی نہ چوٹ روبرو کی
اوسی انداز سے کہہ لے کہ نہین تھوڑی سی
ترے عاشق نہ ٹھیرے ہم عدو کا مدعا ٹھیرے
کہو تم بیوفا ٹھیرے کہ اب ہم بیوفا ٹھیرے
ادب ہم سے جدا ٹھیرے حیا تمسے جدا ٹھیرے
خواہش وصل نہ تجھے حسرت دیدار مجھے
لیکن یہہ شرط ہے کہ خدا درمیان ہے

انشا انشاء اللہ خان خلف ماشاء اللہ خان مصدر تخلص از مشاہیر قافیہ سنجان

ظرافت شعار در مرشدآباد از خلوت کدهٔ عدم برآمده و در پایان روزگار بزمرهٔ همنشینان وزیر الممالک نواب سعادت علی خان درآمده از بیشتر فنون بهره مند و در بذله سنجی صاحب دستگاه بلند پرگو بود اما منتخب گفتارش دلچسپ آمده

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھی ایک چونچ	بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر
نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی	تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین
چھیڑنے کا تو مزہ جب ہے کہو اور سنو	بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی	یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی
چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے	چلو پھر کعبہ ہی ہو آئین بھلا سیر تو ہے
گر نازنین کے کہنے سے مانا برا ہو کچھ	میری طرف کو دیکھیے مین نازنین سہی
گالیان سیکڑون دین پاؤن جو دابے بھی	تحسینین خوب ہی کین خوب سے انعام لیے
دو بوسون مین راضی نہوا مین تو وہ بولے	تیری تو کسی طرح سے نیت نہین بھرتی

انور سید شجاع الدین نام عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین خوشنویس اوستاد بہادرشاه از تلامذهٔ ذوق است گویند امروز در جیپور پاے افشرده است این مایه از گفتارش بدست آمد بس نیکو میسر آید

وہ آنکھین نہین ہاے کیا ہو گیا	وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا
نہین سمجھا نہ آپ آئے کہین سے	پسینا پونچھیے اپنی جبین سے

ایجاد مرزا رحیم الدین پسر مرزا حسین بخش از شاگردان مولوی صہبائی است

لگے ہم سے نظر اپنی چرانے	وہ سمجھے جس گھڑی لطفِ نظر کو

باے الموحده

بحر شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش لکھنوی از تلامذۂ ناسخ است در اینسو درگذشت ۵

کہا کسی نے نہ اتنا ہمارے دفن کیوقت	کہ اپنے پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہائے ہوئے
جو بات کل تھی ملاقات میں وہ آج نہیں	برا نہ مانیے دو دن کا پیار دیکھ چکے

برق فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان فرزند مرزا کاظم علی از ناسخ فیض پذیر بود با واجد علی شاہ بادشاہ سابق اودہ بہ کلکتہ شد و از انجا بہ ۱۲۸۵ھ رہگرائے نیستی گاہ گشت ۵

قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو	دیکھ لینا مجھے تم موسم گل آنے دو
ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوئے الفت مین	تم جو غیرون سے ملے تمکو نہ غیرت آئی

برکت برکت علی خان خیرآبادی مختار فرمان فرمائے پٹیالہ نیک برمی گذارد ۵

غم اوٹھانا یہ مرے دل کا ٹھکانے لگیا	ایک دم کے بھی لیے پاس جو بٹھلائے کوئی
مجھکو مرکر کا سا جو پایا تو یون کہا	پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان کے
تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے تو کہتا ہون	ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے پہلو سے

بسمل عبد الحکیم برادرزادہ مولوی صہبائی پارسی آشنا بود و از فن طب و حکمت بہرہ مند ۵

اگر نہ تیغ نگہ سے اسے بچاتا مین	تو ہر ہدف کے لئے آج دل کہان ہوتا
حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس	پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا

بقا بقاء اللہ اکبرآبادی پور حافظ لطف اللہ خوشنویس پیرو مرزا را دریافتہ مرد ظرافت پیشہ درست اندیشہ بود بپارسی از مرزا مکین مستفیض و در ریختہ از شاہ حاتم و میر درد مستفید ۵

مزمری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا	راہ بس نا اپنے آگئے تھے یہ آنا کیا تھا

دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے مین | اوسکا مین چاہنے والا ہون لقا وہ یہ نہین

بلند صفدر علی بیگ خط نستعلیق و شکستہ نیکو می نگاشت از مرزا صابر بہرہ اندوز بود ه

ایک بوسہ پہ یہ لڑائی حیف | دس نہین سو نہین ہزار نہین

بیان خواجہ احسن اللہ از خاک پاک دہلی است مولانا فخر الدین را مرید عقیدت شعار و مرزا مظہر رح را تلمیذ رشادت پیوند بود رحمۃ اللہ علیہما در حیدرآباد فرد شد حرف خوش میزد ه

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی | جسطرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی
بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو | تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے

بیتاب عباس علی خان برادر زادہ نواب محمد سعید خان بہادر مرحوم فرمان فرماے رامپور شیوہ سخن از حکیم مومن خان آموختہ سخن دلکش میگذارد ه

پیدا ہوا رقیب کا غم دلمین اندنون | بیتاب غم بھی کہانے مین اب کچھ مزہ نہین
سحر نہ دیکھنی ہمکو نصیب ہو یارب | شب وصال بھی اپنی یہی دعا ہوگی

بیدار میر محمدی دہلوی با مرتضیٰ قلی خان نسبت تلمذ درست داشتہ و با مولانا فخر الدین رح پیوند ارادت محکم در اکبرآباد عنصری پیوند گسیخت ه

کردن ہون شاد دل اپنا ترے تصور سے | اگر یہ شغل نہوتا تو کیا کیا کرتا
فتراک سے باندھ خواہ مت باندھ | اب تیرے شکار ہو گئے ہم
آج لگتی ہے کچھ بغل خالی | کون سینے سے لے گیا دل کو
خوابمین ایک بھی شب یار نہ آیا بیدار | اس تمنا مین کئی دن ہوئے سوتے سوتے

بیمار شیخ علی بخش از خاک پاک قصبہ آنولہ متعلقہ کمشنری بریلی از اوائل عمر سوداے سخنگوئی در سر میداشت در شباب بشوق بہ لکھنؤ گذر کرد و در تلامذہ

مصحفی انتظام یافت بہ کمال شہرت سخن او نواب محمد سعید خان سروری آرای ریاست رامپور بواسطہ حکیم سعادت علی خان بہادر جنرل فوج طلب داشتند باصرار رئیس محتشم الیہ شاگردی آخون زادہ احمد خان غفلت تخلص رامپوری اختیار نمود صاحب زبان مغزدار است و استاد قیامت کار چندین دیوان غزلیات و قصاید فراہم آوردہ پریشان ساخت

کون پرسان ہے حال بسمل کا ۔ خلق منہہ دیکھتے ہی قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار ۔ ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
ہر روز وہ پہر جاتے ہین در تک مرے آکر ۔ کچہہ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
بیمار کو غفلت ہے بہت خیر نہین آج ۔ ہر چند کہ تہی حالت غش کل بہی پر ایسی
کیا سفر کا ارادہ جو بزم جانان سے ۔ کوئی گلے نہ ملا موت کے سوا مجھہ سے
نہ رہنے دیگی وحشت بتکدہ مین ۔ اوٹہو بیمار جو مرضی خدا کی

تاء فوقانی

تابان میر عبد الحی جہان آبادی نژاد از دودۂ حضرت علی موسی رضا رضی اللہ عنہ بدیع الجمال لطیف الاعتدال بود در عنفوان شباب درگذشت

تو دیکہہ مجھکو نزع مین مت کراہ کہ پہر بعد ۔ مجہہ سے بہت ہین ایک نہوگا تو کیا ہوا
کس طرح کی ملین گزرتی ہین حسرتین ۔ ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
کس سے فریاد کرون نہین کہ وہ ہرجائی ہے ۔ آہ اس بات مین میری ہی تو رسوائی ہے

تپش مرزا جان نامش اسمعیل دہلوی مولد فرزند مرزا یوسف بیگ از اولاد سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ در لکہنؤ برفاقت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ پس

در بنگالہ بجرگہ نواب شمس الدولہ در آمد سینسکرت نیکو میدانست درین فن از تلامذۂ میر درد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیشتر مقطعات میگفت ؎

ہمین تو اشک کے قطرہ کا بھی ہے تپانا مشکل	بھلے وہ لوگ ہین جنکے تئین دل تھام آتا ہے

تجلی میر محمد حسن دہلوی المعروف بہ حاجی پور میر محمد حسین کلیم خواہر زادہ میر تقی میر ظرافت منش جوانے بود ؎

آنکھین خدا نے دیکھنے کو دی ہین میر جان وہ اب تو ہمین بھول گئے ہین یہ تجلی	دیکھا تری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا جب ہم نہین ہونے کے بہت یاد کرینگے

تسلیم منشی محمد انور حسین سہسوانی تلمیذ شیخ علی بخش بیمار در ہر دو زبان پارسی و ریختہ بخلہ گوست و در صنایع و بدایع اورا نامہاست و در تاریخگوئی ید طولے دارد دو دیوان دارد یکے در پارسی دیگرے در ریختہ مثنوی و قصائد مزید علیہ اکنون سترگ نامہ در تحقیق الفاظ ترتیب دادہ است ؎

کاٹ سر میرا اہلکا بدن ہو جائیگا حال یہہ اون کی انجمن مین ہے دیکھ نئی تازہ او پیچ وہ میری فریاد کی ہے	کام میرا نام تیرا تیغزن ہو جائے گا ہر سخن معرض سخن مین ہے باغبان لوٹ ہے حالت تری صیاد کی ہے

تسلیم شیخ امیر اللہ فرزند مولوی عبد الصمد فیض آبادی سخن طرازی از نسیم دہلوی آموختہ دیوانے دارد مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان اوراست گویند امروز در رامپور از متوسلان ریاست است ؎

نہین معلوم بگڑے آج کس سے ہائے کب تک نہین گھبراؤنگا اے دست جنون اتنے صدمے دئے کہ آخر کو	مزا ہے دشمنی مین دوستی کا اب تو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤنگا ہاتھہ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد سید حیدر بود کہ فرخ سیر را از ہم

گذرانید درسنہ ۱۲۶۶ وفات یافت ہ

چپ لگی مجھکو تو چرچا یہی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بہی پنہان ہوگا

ہر صبح وہ ڈہونڈہے ہے کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جاوے تو اچھا

تکو بہی تو غیر ونسے وہ اخلاص نہین ہے
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا

خوبصورت نہو کوئی تو نہو بدنامی
سچ تو یہہ ہے کہ برا ہوتا ہی اچھا ہونا

کہتے ہین رنجش ظاہر مین مزہ آتا ہے
یون ہی تم مجہسے خفا ہوکے ذرا الجھا

تمہین بہی کہولنی زلفین پڑینگی
دل گم گشتہ گر اپنا نہ پایا

یہہ تو سچ ہے کہ جو تم چاہو گے کر گذروگے
پر یہہ ممکن نہین ہمپر کبھی بیداد نہو

دیکھ آتا ہے مٹا کر خط پیشانی اسنے
اسمین لکہا ہو اوس در کی جبین سائی کو

اب یہہ حالت ہے کہ اونسا بیمار ہو
میرے بچنے کی دعا مانگے ہے

تصویر بتن نام دہلوی سواد روشن نکردہ بود آنا طبع خوشی داشت نجیب زادہ بود اما از آشوب زمانہ پیشہ نیچہ بندان گرفتہ ہ

کچھہ بن آیا تو شکو آپ کہکر اپنے ظلم
سبزہ رکھنے کو میرے وہ پشیمان ہی رہا

رہا ہوتے ہی ہم تو رہے قفس ہی کے گرد
کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

کچھہ مزا شور تبسم نے تمہارے ہے دیا
یون تو زخمو نپہ بہت ہم نے نمکدان اولٹے

یہہ بہی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام
سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم رولا چکے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے
کل تو لیویگے ہی بدلا شب ہجران ہمسے

تعشق سید محمد دہلوی از تلامذہ میر عزت اللہ عشق یا میر قدرت اللہ خان قاسم پدر میر عزت اللہ عشق واللہ اعلم و نیز وے قرابتے با ایشان داشت تعلیم دانش جویان مدرسۂ انگریزی شاہجہان نامزد بود ہ

سامنے دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون
بارے کہا بتوہوا خوش دل مجروح ترا

وعدۂ شام تو کیا ہے و لے کچھ وہ آتا نظر نہیں آتا

تمنا یکے از اقامت پذیرندگان کلکتہ ہ

جو اس طرف سے گذر ہوا ہے تو قبر عاشق بھی آکے دیکھو
نگاہ حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے تیوری چڑھا کے دیکھو

کھلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہاے نو رسیدہ
تمام اعضا ہین گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی ؛

تمنا اسحاق خان دہلوی خیلے عاشق مزاج بود اوقات خود وقف صحبت نازنینان داشت یکے طبعش از اعتدال برگردید طبیبان منعش از وقاع کردند دران حال شعرے گفت و ہو ہذا ہ

اپنی تو یہ صورت ہے کہ جون بلبل تصویر پرواز کی طاقت نہین اور یاس چمن ہے

تنہا محمد عیسیٰ از دہلی ست از مصحفی تہذیب گفتار پرداخت ہ

ہین جور و تنہا تو سنا کرتے وہ یون ہی کہئے کیا کرتے جو تمکو نہ ستا تا کوئی

توقیر عبد القادر پنجابی در دہلی اقامت گزیدہ بود ہ

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے کہہ کہہ کے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل

ہم تو خاطر سے تری غیرونکو بھی تعظیم دین رشک پر کہتا ہے بیٹھو اپنی یہ عادت نہین

بتونکو چاہنا اور حضرت توقیر یہ صورت بظاہر تو نظر آتے ہو تم مرد مسلمان سے

تاء مثلثہ

ثاقب نواب شہاب الدین خان خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان کا سمیلیس مرزا غالب است ہنگام شورش ہند جامہ گزاشت خیلے نغز گفتار بود ہ

اوس عصر مین کہتے تھے سب اپنے پیارے طوفان
بچپن کا ہے یہہ نام مرے دیدۂ تر کا

گہر بیابان مین بنایا نہین ہمنے لیکن
جسکو گہر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا

جو کام مین غیر کے ہوئین صرف
افسوس وہ دلربا ادائین

تمنا نہین ہمکو پروانگی کی
وہ اب غیر کی شمع محفل ہوئے ہین

نہ لپٹین نہ ہون قتل انصاف یہہ ہے
کہ ہم خود بدآموز قاتل ہوئے ہین

دلکا سودا ہے خفا ہونیکی کچہہ بات نہین
گفتگو رہتی ہے بایع کو خریدار کے ساتہ

دانہ پانی کی خبر لینیکی توفیق نہین
کہیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتہ

رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہو نصیب
کافر بتونکو کہتے ہین عشاق پیار سے

رکہتے ہین لوگ خلوتِ دشمن کا اتہام
بے پردگی مین پردہ ہی پردہ اوٹہائیے

جیم تازی

جرأت شیخ قلندربخش خلف حافظ امان دہلوی سخن از جعفر علی حسرت آموخت اما از وبمراتب درگذشت و باوستادی نام برآورد در ستار نوازی مہارت شایستہ و در ستارہ شناسی دستگاہ بایستہ داشت جرأت و انشا و مصحفی دریک زمانہ بودہ اند و بایکدیگر مطارحہ کردند در عمر نوزدہ سالگی بصارتش زوال گرفتہ در ۱۲۲۵ھ قالب تہی کرد ہنجارش عاشقانہ است و از جملہ معاصران در شیوہ خویش ممتاز ہ

جنہونکا نامہ پہنچتا ہے اوس ستمگر تک
اونہین کا کاشکے جرأت بہی نامہ بر ہوتا

دور سے کل ہمنے اوسکے آستانکو دیکہکر
رو دیا کن حسرتون سے آسمان کو دیکہکر

غم سے گہٹنا یہہ مرا سب مین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجہے دیکہے ہی سو دیکہنے جاتا ہی اوسے

وہ نہ آئے تو یہہ ہو جائے غلط　　کہ بن آئی نہیں مرتا کوئی ؎

قاتل نہ مجھہ سے موڑیو منہہ وقت قتل تو　　ٹک شرم کیجیو مرے گردن جھکانے کی

یہہ تو کیونکر میں کہوں کچھہ نہیں بہاتا مجھکو　　کچھہ تو بہایا ہے کہ جو کچھہ نہیں بہاتا ہے مجھے

سنیو شوخی کہ یہہ کہتا ہے وہ قاصد سے مرے　　نامہ لے پر ابھی وہاں جا نہیں تاخیر لگا

حیران ہو نہیں وہ کون ہے جو عین وصل میں　　کہتے ہو تم کہ چل بے اوسیکو تو پیار کر

میری بیتابی سے محفل میں یہہ ٹہر گیا ہی اوسکو　　اوٹھہ کے ہونے نہ لگے یہہ مرے قربان کہیں

بے رنگ مہر ہی گردش ہے ہمکو سارے دن　　جو تم پھر آؤ تمہارے پھریں ہمارے دن

کچھہ لگاوٹ کا سبب اور نہیں پر جرأت　　یہہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگالے گلے مجھے

روداد اوس سے کہیے تو منہہ پھیر مسکرا　　کیا چپکے سے کہے ہے وہ شامت نصیب کی

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بدظن کے آنے کی　　کہ آکر نعش پر کہنے لگا خوبی بہانے کی

یاد اوسکے بدلے ہم نے بمنت کئی بوسے　　ہارے بھی تو کیا ہار مزیدار نکالی

جلال حکیم سید ضامن علی فرزند حکیم اصغر علی لکھنوی ارشد تلامذہ - فتح الدولہ برق قصیدہ در مدح پدر عالی گہرم فرستادہ بنظر نامہ گرد آورہم رسید خیلے خوش گفتہ است ؎

آج کچھہ لپٹے ہی جاتے ہیں وہ آئینہ سے　　نشہ بیخود کئے دیتا ہے خود آرائی کا

آج تو وہ بھی نہایت مجھکو مضطر دیکھکر　　کچھہ پکارے جانبِ چرخِ ستمگر دیکھکر

قریب جنکا تماشا نگاہِ یار کو دے　　وہ داغ ڈھونڈتے ہیں جسم داغدار میں ہم

غم نصیبوں میں محبت کی خوشی کا کیا کام　　کہیں ہنسنے تو نہ آیا ہو تبسم مجھکو

حشر میں چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز　　آنکھہ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھکو

دعا میں ہمیں دیتے سب اہل حشر پھرے　　تمام ایک ہی جھگڑے میں روز محشر تھا

ہماری جان بخش ہو شوخ نیرنگ تو نہ اوس کی
کہ جیسے پیار آ جاتا ہے تمسے خود بدولت کو

دکھایا اوس نے جلوہ اور ہمیں کچھ نہیں دکھایا
گواہی اسکی بھی ہوگی بلکہ میری حیرت کو

ڈھونڈتے ہیں اور بہت کو کہیں اے شیخ
تم خدا ترس تھے اک کام ہمارا کرتے

غم نہیں ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے رونے کو سنا لائیگی حسرت میری

روئیے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستی بھی نہیں سنکے مصیبت میری

جلیل سید جلیل احمد ابن مولوی سید اولاد احمد ابن سید آل احمد شاہ ابن سید نظر محمد شاہ المودودی النقوی السہسوانی کان اللہ لہم سال ولادتش ۱۲۷۲ ہجری از متوسلان ریاست بھوپال است اور است ؎

جسکا کشتہ ہی جہان وہ ستم ایجاد آیا
کیا برا ہوئے تھے کیا خوب ہمیں یاد آیا

تہا وعدۂ وصال جو شبکو تو شام سے
پیغام مرگ آکے اجل نے سنا دیا

جمیل سید جمیل احمد ابن منشی سید امتیاز علی ابن مولوی سید مراد علی سہسوانی سال ولادتش ۱۲۷۴ ہجری زانوی تلمذ پیش مولوی سید سبط احمد کہ از بزرگان اوست تہ نمودہ اصلاح سخن پارسی از منشی انوار حسین تسلیم و در ریختہ از منشی صابر حسین صبا میگیرد حالا متوسل ریاست بھوپال است از وست ؎

بار عصیان نہ گنہگار اوٹھا کر لیجائیں
اینجا راہ میں لٹ جائے یہ سامان انکا

کچھ بلبلونکو یاد ہیں کچھ قمریونکو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے مری داستان کے ہیں

بہت اوس گل کے بلبل ہیں اولجھتے کیون نہیں اونسے
مجھی پر خار کھائے بیٹھے ہیں کانٹے بیابان کے

جودت عبد الہادی فرزند مولوی عبد اللہ از اہل نیوتنی کہ قصبہ ایست متصل لکھنؤ سلسلہ نسبش تا اولین خلیفہ رسول اللہ صلعم میرسد کتب درسیہ در رامپور خواندہ و اکتساب پارسی از آبا و اجداد خویش نمودہ و فن طب از مرزا مظفر خلف مسیح الدولہ آموخت و مشق نستعلیق از میر عوض علی تلمیذ حافظ ابراہیم بہم رسانند

الحال بذریعہ قصیدہ در سرکار بھوپال توسل یافتہ و بہر دو زبان پارس و ریختہ فکر میکند ریختہ آرائی از منشی امیر احمد امیر بدست آوردہ ہ

ہمارے دل میں بھی آیا تو منہ چھپائے ہوئے	اس آئینہ میں بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا
دل اوس نے مجھکو جو پہلے تو ناز سے یہ کہا	کہ ایک یہ بھی ہے انداز دلربائی کا
ہزار فسق کرے شیخ پر گمان نہیں	عجب جگہ ہے نہانخانہ پارسائی کا
سگ جانان ہماری ہڈیاں کہانے کو آتا ہے	ادب ہے قاعدہ ہے اک ذرا ہٹ کر ہما ٹھہرے

جوشش شیخ محمد روشن عظیم آبادی از خوش گویانست جادہ عروض نیک پیمودہ ہ

قیس پھرتا جو رہا دشت میں دیوانہ تھا	اوسکو لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجانا تھا
بیکسی سے بھی گلہ ہے مجھے	تھام لیتی ہے ہاتھ قاتل کا
توانائی تو کر بیٹھی جدا آغوش سے مجھکو	کرامت دیکھیو اے ناتوانی دوش سے مجھکو

حای مہملہ

حالی مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش پانی پتی امروز در دھلی است در صحبت حضرت شیفتہ خیلے بسر بردہ مرزا غالب را فرو دیدہ یادگار است و در نغز سرائی نادرہ کار ریختے از گفتارش دیدہ ام و برخے شنیدہ ام اندازہ دان لفظ و رتبہ شناس معنی است ہ

روز وداع بھی شب ہجران سے کم نہ تھا	کچھ صبح ہی سے شام الم کا ظہور تھا
نہیں بھولتا اوسکی رخصت کا وقت	وہ رو رو کے ملنا بلا ہو گیا
ملتے ہی اونکے بھول گئے کلفتیں تمام	گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا

آج امتحان ہے نالۂ بے اختیار کا / کل ذرا ت دیکھنا ہے ترے راز دار کا

اوپچھے ہین طعن وصل عدو پردم وصال / پھر روکنا پڑا دل امیدوار کا

تم نے کیون وصل مین پہلو بدلا / کسکو دعوی ہے شکیبائی کا

اب بہاگتے ہین سایۂ زلف بتان سے ہم / کچھ دل سے ہین ڈرے ہوئے کچھ آسمان سے ہم

رخصت ملی ہے وصل مین تحریک شوق کو / اے عشق بہاگتے ہین اسی امتحان سے ہم

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوبتر کہان / اب ٹہیرتی ہے دیکھئے جاکر نظر کہان

ہم جیسے مر رہے ہین وہ ہے بات ہی کچھ اور / عالم مین تم سے لاکھ سہی تم مگر کہان

بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ / اب وہ اگلی سی درازی شب ہجران نہین

خلوت خاص مین یہ رہ کے عدو سیکھ گئے / وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان نہین

مجھے ڈالا ہے سو وہم و گمان مین / بہت کیون آج مجھ پر مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم / ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے

رہبر تشنہ لب نہ گھبرانا / اب لیا چشمۂ بقا تو نے

حسرت مرزا جعفر علی خلف ابو الخیر عطار دہلوی در لکھنؤ جا داشت شاگرد سرب سنگہ دیوانہ بود یک چند بسرکار مرزا جہاندار شاہ بسر برد آخر از جہان جہانیان برید در سنہ ۱۲ از جہان رفت

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا / خواب مین آنیکی بھی تم نے قسم کھائی کیا

این شعر در دیوان حسرت بنظر رسید و اہل تذکرہ در دیوان جرأت آوردہ اند واللہ اعلم

ساقی مے دے کہ اہل مجلس / پانی پانی پکارتے ہین

کسکا ہے جگر جسپہ یہ بیداد کروگے / لو دل تمہین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے

یہی اک ستم ہے کہ خواب مین مجھی شکل آکے دکھا گئے / کبھی نیند بھر سو نہین آئی تھی سو اوسیطرح سے جگا گئے

حسن سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک تلمیذ ضیاء الدین ضیا ہراتی الاصل دہلوی المولد از خوان نوال نواب سردار جنگ بہرہ می داشت مثنوی بدر منیر از دست درسنہ ۱۲۰۱ آخشیجی پیکر برانداخت خوش گفتہ ؎

تا اشارہ کو سمجھنے نہ لگے غیر کے وہ	میں نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارہ نکیا
پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ	بس آجکی شب بھی سو چکے ہم
ناز سے عشوہ سے غمزہ سے لگا لیتے ہیں	وہ جسے چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں
جو کوئی آئے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے	ہم کہانتک ترے پہلو سے سرکتے جائیں
تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے ہے کہیں	جی دھڑک جاتا ہے میرا کہ کہیں تو ہی نہو
دی تھی یہہ دعا کس نے مرے دلکو الٰہی	اوجڑے یہہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہووے
ساتھ دیکھوں ہوں کسیکے جو کسی کو سرراہ	میں بھی جی رکھتا ہوں مجھکو بھی ہوس آتی ہے

حکیم محمد پناہ خان فرزند سید شریف خان زر بخش تلمیذ خواجہ میر درد دراوائل نثار تخلص میکرد در تاریخ و موسیقی کمالے داشت و در فن طب دستگاہے ؎

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر	ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حیا مرزا رحیم الدین دہلوی فرزند مرزا کریم الدین رسا گوینده امروز در رامپور است شطرنج بس خوب میبازد ؎

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت میں اوسے	روز محشر وصل کی شب کے برابر ہو گیا
اک نہ اکدن جان جاتی آخرش یوں ہی حیا	مر گئے اوسپر تو اوسکے دل ہی میں گھر ہو گیا
ملایا خاک میں اور اوسپہ کہتے ہیں کہ تجھے	کچھ امتحان محبت کا کر نہیں آتا
ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے	یہہ ہمکو حیا حال دکھانا نہیں آتا
سنا ہے یار کہتا ہے کسیکے کام آونگا	جو یہہ سچ ہے تو میں بھی اپنی قسمت آزماؤنگا

دشمن کو دیا میرے لیے وہ ہی فلک نے — جو کینہ کہ بینے دل مضطر سے نکالا
حق مین حیا کے یار و دعا کیجیو کہ وہ — مصروف وقت مرگ بہی یاد بتا نہین تہا
وہ ناتوان ہون کہ آیا نظر نہ سوتکو مین — قضا پھری مرے بستر کے گرد سارہی رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام — ایسی سنے تو مین ہی نہ سمجہا لیا کرون

حیران میر حیدر علی خواجہ تاش جعفر علی حسرت در بہار از دست کسے از ہم گذشت و وے نیز قاتل خویش را از ہم گذرانید ع

دیکہہ زخمی مجہے اوس کوچہ قاتل والے — ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سانوالے

خای معجمہ

خضر مرزا خضر سلطان فرزند ابوظفر بہادر شاہ از مرزا نوشہ تربیت یافتہ ع

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق — جو تیری خو تہی وہ ہی مرا مدعا ہوا
کہتے ہو وہ بہی ہوس پیشہ ہی جیسا تو ہے — مجہہ سے اک چہیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہوا

خلیل میر دوست علی خلف سید جمال علی از رفقاء مرزا نادر نیشاپوری کہ شیر در لکہنو می بود با خواجہ آتش نسبت تلمذ داشت دیوانے از وست ع

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا — داغ کی طرح سے رہجائیے گا
جا سنجان عاشقو نہین نام جدائی کا نلو — موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمار و نین

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ لکہنو کشمیری موطن لکہنوی مسکن بود در ہنگام شورش ہند کشتہ شد اکتساب سخن از نواب عاشور علی خان کردہ ع

روح قالب سے یہہ کہکر نکلی — دل کسی اور سے بہلائیگا

دال مہملہ

داغ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بہادر برگزیدہ ترین تلامذہ خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق است و از مشیران خاص فرمانرواے رامپور بمن او را غائبانہ اتحادی است ہرچند تلاقی صوری صورت نہ بستہ درین نزدیکے گفتار دلاویز خویش را فراہم آوردہ گلزار داغ نام دیوانے ترتیب دادہ ہست بعد طبع یکے نزد نامہ گرد آور فرستادہ شوخی کہ در کلام اوست بندہ ندانم کہ امروز دیگرے را دادہ باشند و زبانیکہ او را بخشیدہ اند فی زماننا ہیچ یکے را میسر نیست بیشتر ازین ستایش گفتار وے چہ توان گفت خیر الکلام ما قل و دل فرصتم نیست ورنہ از ہمہ کلام او انتخاب میزدم و نقل می کشیدم اینکہ می بینی از چند جا بر داشتہ ام ۵

چوس لیتے ہیں مرے زخم زبان پیکان / چھوڑ دیتے ہیں یہہ منہ چوم کے سوفارونکا

ستم وہ چشم کافر سے ترے چلنا اشارونکا / غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقرارونکا

خدا جانے ہوئی ہیں دفن کیا کیا حسرتیں اسمیں / پھپھولے سے مرے سینہ پہ عالم ہے مزارونکا

ترا اک وعدہ دیدار اور وہ بھی قیامت پر / پھر اوسپر صبر اتنا ہاے دل امیدوارونکا

لے ہی تو آئیں گے اوسے ہمدم / میرے ہی نام سے تو آئیگا

ہو کے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر بپا / حسرت اوس دلپہ جس دلمیں یہہ پنہاں ہوگا

کوستا ہوں جو نصیبونکو تو کہتا ہے وہ شوخ / پھر محبت نکریگا اگر انسان ہوگا

عشق کیا شی ہے وہ یہہ شی ہے کہ دلمیں شوق وصل / خون ہوکر آگیا غم بنگیا ستم ہوگیا

اک حرف آرزو پہ وہ مجھسے خفا ہوئے / اتنی سی بات کہکے گنہگار ہوگیا

جسکی بغلمیں شکوہ وہ ہوا اوسکو دیکھئے / جسوقت آنکھ کھل گئی دیدار ہوگیا

خدا کریم ہے یون تو مگر ہے اتنا رشک
کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا

بتا یئن لفظ تمنا کے تمکو معنی کیا
تمہارے کان مین اک حرف ہمنے ڈالدیا

ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا
ذرا سی پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نکرنا

لئے تو چلتے ہین حضرت دل تمہین بھی اوس انجمن مین لیکن
ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نکرنا

مری تقدیر کی برگشتگی سب مین بری ٹھہری
حسینونکے لئے اک حسن ہے برگشتہ مژگانکا

بناتا ہے وہ ظالم تو وہ تیر ستم ہی ہے
کہان اوڑہ جائے لیکر قبر کو مردہ مسلمانکا

کسیکی شرم آلودہ نگاہونمین یہہ شوخی ہے
اسے دیکھا اوسے دیکھا ادہر تاکا اودہر جھانکا

بہت آنکھین ہین فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم
کف نازک مین کانٹا چبھ نجائے کوئی مژگانکا

گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑی کس راہ مین فتنے
نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے داماںکا

حوران خلد بولتی ہین بڑھ کے بولیان
نیلام ہو رہا ہے تمہارے شہید کا

ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بے چینی
تمام رات دل مضطرب کو پیار کیا

ڈوب کر سینہ مین اس نگ سے پیکان نکلا
دل سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا

نام اوسکا تو مرے دلمین نہان تھا ناصح
ہائے کمبخت ترے منہ سے یہہ کیونکر نکلا

دلمین لے دے کے رہا تھا ایک قطرہ خونکا
کچھہ نیاز غم ہوا کچھہ صرف مژگان ہو گیا

بوسہ لیکر دل دیا ہے اور پھر نالان ہین داغ
کوئی جانے مفت مین حضرت کو نقصان ہو گیا

کیا تھا دفن کشتہ کو تمہارے قبلہ رو لیکن
خدا جانے کہ منہ اوسکا فرشتون نے کدہر پایا

وہ میرا چھیڑنا آغاز الفت مین شکایت سے
وہ رکھکر ہاتھہ کانو پر ترا کہنا کہ بھر پایا

تمہاری رہگذر مین لوگ دیوانہ بناتی ہین
کہا مجھہ سے ترا دل بھی کسی نے کچھہ اگر پایا

بزم اغیار کا مذکور ہے میرے آگے
وہ بھی اسطرح کہ افسوس وہان تو نہوا

ترے دست حنائی مین بھی ہے چور
کسی کو ہاتھہ کا سچا نپایا

وصل مین ہائے وہ اترا کے مرا بول اٹھنا
اے فلک دیکھہ تو یہہ کون مرے گھر آیا

وعدہ پہ مری اونکی قیامت کی ہے تکرار — اور بات ہے اتنی کہ ادہر کل ہے ادہر آج

جھکی ہی جاتی ہے کچھہ خود بخود حیا سے وہ آنکھہ — گری ہی پڑتی ہے بیمار ناتوان کیطرح

زاہد بڑی کریم ہے پیر مغان کی ذات — وان سب عبادتیں ہیں وضو بے وضو کیلیے

اے شیخ جسکو جو نہ ملیگا بڑھے گا شوق — جنت کو میں پسند جہنم کو تو پسند

عمر کچھہ نکرنہ بسر کیجیے غافل ہوکر — کہ ملا ہے ہمیں اک قطرہ سے دل ہوکر

بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھوں پہ — مہربان آنکھہ کی خفت مرے سر آنکھوں پر

جانب چرخ اشارہ سے بتایا اوس نے — جب کہا میں نے مرا صبر پڑیگا کس پر

ترے بیمار کو آتی نہیں موت — پڑے ہے جائے کوئی لیکن کہاں تک

حوروں کا انتظار کرے کون حشر تک — مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب میں

خدا ہے کوئی پوچھے حشر میں ہم سے تیرا آگے — کہ وہاں تم سے یہ مرتے تھی کہیں ہم اپنے مرنیکو

میخانہ کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ — ہر ایک پوچھتا ہے کہ حضرت ادہر کہاں

ولیں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں — دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں

نہیں ہے غرور اونہیں بھی ستم رسیدونکے — وہاں وہ چرخ کو قایم مقام کرتے ہیں

مجھکو تباہ چشم مروت نے کردیا — لیجائیے تو چرا اون کسیکی نظر کو میں

خبر سنکر مرے مرنیکی وہ بولے رقیبوں سے — خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنیوالے میں

ملے مجھ سے تو فرمایا تمہیں کو داغ کہتے ہیں — تمہیں ہو ماہ کامل میں تمہیں بیٹھے ہو لاکھوں میں

اجل کا نام لیں تقدیر کو روئیں مجھے کوسیں — مرے قاتل کا چرچا کیوں ہے گھر گھر سوگواروں میں

کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو — یہہ وہ گردش ہے کہ تیر بھی مقدر میں نہیں

چھین لیں دلکو اگر وہ تو یہ مجبوری ہے — میں کہے جاؤنگا محتاج ہوں مقدور نہیں

عرصۂ حشر میں اللہ کرے گم مجھکو — اور پھر ڈھونڈتے گھبرائے ہوئے تم مجھکو

دیکھنا چھیڑ سر حشر مرے پاس آکر — کہتے ہیں کون ہوں میں جانتے ہو تم مجھکو

دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہین
عدم سے سب آئے ہین یان چار دنکو
تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھین
تلخی موت کو فرہاد کی وہ کیا جانے
اوسکی بیداد نے چھوڑی نہین عالم مین جگہہ
لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینہ مین
گو چُپ ہی پہ یہ جنبش لب کہہ رہی ہے صاف
دلمین قاتل کے رکاوٹ ہو تو ہو
تیغ روشن کے آگے شمع رکھکے وہ یہہ کہتے ہین
یار کا پاس نزاکت دلِ ناشاد رہے
باہم اک وعدۂ فردا پہ نوشتہ ہو جائے
تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی
تلوار بھی کو ہے مری آہ
یہہ بھی احسان ہے جو وعدے ہون
بڑا مزا ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ
ملے تو حشر مین لے لون زبان ناصح کی
ایک تو حسن بلا اوسپہ بناوٹ آفت
حشر مین لطف ہو جب اونسے ہون دو دو باتین
خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیر صیاد
شرکت غم بھی نہین چاہتی غیرت میری
گئے ہین اور یہہ کہتے گئے ہین

کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پسِ خم مجھکو
نہین ہوتی منظور رخصت زیادہ
کہ ہے کونسا خوبصورت زیادہ
منہ سے شیرین کے ابھی دودھ کی بو آتی ہے
نالے گھبرا گئے ہو تے پھرتے ہین دلوں سے
اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے
قاصد کے منہ مین پھرتی ہے شوخی جواب کی
خنجر اپنے دم سے اچھا چاہئے
اودھر جاتا ہے دیکھین یا ادھر پروانہ آتا ہے
نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے
کہ مری بھول کی عادت ہے تجھے یاد رہے
وہ آنکھہ نہین ہے نامہ بر کی
وہ بھی ظالم تری کمر کی
دوسرے تیسرے قیامت کے
وہ منتون سے کہے جب ہو خدا کے لئے
عجیب چیز ہے یہہ طول مدعا کے لئے
گھر بگاڑین گے ہزارونکے سنوارنیوالے
وہ کہین کون ہو تم ہم کہین مرنیوالے
ہم سے اچھے رہے صدقے ہین اوترنیوالے
بخیر کی ہو گئے رہے یا شب فرقت میری
بہل جاؤگے اپنے ہمنشین سے

نہیں آتا تجھے گر اے تمنا
نکلنا سیکھ لے جان حزین سے

وقت نظارہ کی کشش حسن نے کی
آنکھوں نکو لیکے ساتھہ مین میری نظر گئی

طرز قدسی مین کبہی شیوۂ انسانین کبہی
ہم بہی اک چیز تہے اس عالم امکان مین کبہی

دلمین بے لطف رہی خار تمنا کی خلش
نوک بنکر نہ رہا یہہ کبہی مژگان مین کبہی

زبان دے نہ عدو کو کہ یہہ تو وہ شی ہے
ترے دہن مین رہے یا مرے دہن مین رہے

چہین لین حشر کے دن تمسے نہ حورین مجہکو
اونکو حسرت ہے کہ یہہ ہمکو ملے ہم مین سے

مرگ دشمن کی دعا مانگ کے پچہتا یا ہون
کہین ایسا نہو وہ غیر کے ماتم مین سے

حسن محرم رہا کہ عشق رہا
غیب کی کچہہ خبر نہین آتی

قتل پر اپنے باندہ دیتے ہم
ہاتہہ اونکی کمر نہین آتی

حال معلوم ہے قیامت کا
بات کہنے مین پر نہین آتی

پیغامبر کی بات پہ آپس مین رنج کیا
میری زبان کی ہے نہ تمہاری زبان کی ہے

وقت خرام ناز دکہا دو جدا جدا
یہہ چال حشر کی یہہ روش آسمان کی ہے

فرصت کہان کہ ہم سے کسیوقت تو ملے
دن غیر کا ہے رات ترے پاسبان کی ہے

درد خواجہ میر دہلوی رح بن خواجہ ناصر عندلیب تخلص رح سلسلۂ نسب پاکش در نقر آتا امام الطریقۃ خواجہ خواجگان بہاؤ الدین المعروف بہ نقشبند رضی اللہ عنہ می رسد و در آمرا تا نواب ظفر خان کہ بعہد سعادت مہد جہانگیر بادشاہ از نامو ران بودہ است میر درد علیہ الرحمۃ در فنون سپاہگری دستگاہے بلند و در موسیقی مہارتے شایستہ داشتند ہما تا دل حق منزل بسوے فقر کشید پیوند ارادت با پدر پاک گوہر خویش درست کردند و پس از تکمیل رہنمونی سلک نقشبندیہ بر گرفتند از اکابر اولیا بودہ اند و اجلۂ اتقیا علاوہ این کمالات در سخنوری نیز از اساتذہ اند زبانے شستہ دارند و بیانے دلربا و کلام ایشانرا قبولے خاص است نزد

اساتذہ سودا گوید ؎

مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

از تالیفات ایشانست نالۂ درد و آہ سرد و درد دل و شمع محفل و ایشانرا دو تا دیوانست یکے در پارسی دیگرے در ریختہ ؎

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نتھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہہ دستور نتھا

ہے کوئی اجل کی طرف سے ہی ورنہ مین
اک عمر سے اسیر ہون زلف دراز کا

پھرتی ہے خاک میری صبا در بدر لئے
اے چشم اشکبار یہہ کیا تجھکو ہو گیا

یارب مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھہ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

فلک سمجھہ تو سہی ہم سے اور گلو گیری
یہہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین

اپنے بندہ پہ جو کچھہ چاہو سو بیداد کرو
یہہ نہ آجائے کہین جی مین کہ آزاد کرو

کاش تا شمع نہوتا گذر پروانہ
تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ

کبھو ہنسنا کبھی رونا کبھو حیران ہو رہنا
محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے

دل بھی تیرے ہی ڈہنگ سیکھا ہے
آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے

اگلے معانقہ کو اگر کیجے معاف
لگجاؤن اب گلے سے مکافات کے لئے

تیری گلی مین مین نہ چلون اور صبا چلے
یون ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے

روندے ہے مثل نقش قدم خلق یان مجھے
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے

دیوانہ رائے سرپ سنگھہ ہمشیرہ زادہ راجہ جہانراین در پارسی چار دیوان دارد از انجا کہ از مشاہیر اہل فکرت است و اوستاد حیدر علی حیران و جعفر علی حسرت این دو بیت از و نوشتہ آمد ؎

جان پہ آبنی ہمدم میری خاموشی سے
بات کچھہ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر

دل ہی کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے | رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جائے

ذال معجمہ

ذوق شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند اوستاد ابوظفر بہادر شاہ و تلمیذ شاہ نصیر دہلوی صاحب قوت فکر خداداد است بر جمیع اصناف سخن قدرتے کہ اوراست در ریختہ سرایان نتوان یافت گفتارش در پاکی زبان و بلندی معنی و شوخی اشارت و کرسی نشینی ترکیب و بست قافیہ و نشست ردیف طراز یکتائی دارد از مائدہ نغز طرازی اوراحقی معلوم و از خوان نادرہ سنجی او راانصیبے مفروض زبانش را پاکیزگی غاشیہ بر دوش بیانش را شائستگی گرد راہ جامہ و سے جگر کاوچیکامداش دلخراش رباعیات و سے ناخن بدل زن مقطعاتش شور انگیز ؎

ہم ہیں اور سایہ ترے کوچہ کی دیوارونکا | کام جنت میں ہی کیا ہم سے گنہگاروں کا
میں ہجر میں مرنیکے قرین ہو ہی چکا تھا | تم وقت پر آ ہو چکے نہیں ہو ہی چکا تھا
بغل سے لیگئے دلکو نکالکر وہ صبیح | جو مانگا تو کہا آنکھیں نکال کے کیسا
اس سے تو اور آج وہ بیدرد ہوگیا | اب آہ آتشیں سے بھی دل سرد ہوگیا
سینہ میں بوالہوس کے بھی تھا آبلہ مگر | نشتر کا نام سنتے ہی منہ زرد ہوگیا
پہنچہ جب سول وہ بانکا جوان لینے لگا | موت کے جی میں مزہ یہ نیجان لینے لگا
تیر چٹکی میں لیا اوس نے پی جان عدو | رشک میرے دلمیں کیا کیا چٹکیاں لینے لگا
مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر | مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
سنکے مجنون نے مرے شور جنونکو یون کہا | واقعی مجھ سے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا
مجھکو صدقہ کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج | یہ اوپر صدقہ دیا تو نے اوسپر اچھا ہوا

ذوق کے مرنیکی سنکر پہلے تو کچھہ رک گئے
پھر کہا تو یہہ کہا منہہ پھیر کر اچھا ہوا

عبث جان منتظر ہو تو نہ ہی وہ شوخ کب آیا
اگر چلمن مین بھی آیا تو ہم جانین نکل آیا

تامل کیجیو ذوق تپیدن دیکھئے کیا ہو
کہ ابتک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈہب آیا

لگائی زلف کو شانہ نے جب اونگلی بگارا دل
یہہ گستاخی بہلا رہ تو سہی اے بے ادب آیا

ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیچا اونکے
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا

کٹے ہے خنجر قاتل سے یون گلو میرا
کمی جو مجھہ سے کرے تو پئے لہو میرا

نہوا آب شہادت سے گلو تر نہوا
مستعد جب وہ ہوا ہاتہ تو خنجر نہوا

اوس نے جب مال بہت ردّ و بدل مین پایا
ہم نے دل اپنا اوٹھا اپنی بغلمین مارا

ساتھہ اونکے ہین ہم سایہ کی مانند ولیکن
اسپر بھی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا

دل مانگنا مفت اور یہہ پھر اوسپہ تقاضا
کچھہ قرض تو بندہ پہ تمہارا نہین آتا

یون لائے وان سے ہم دلِ صد پارہ ڈہونڈکر
دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا

چشم و نگہ کو تیری بدنام کیون کریگا
مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا

کرے ہے شرع کا پاسِ نمک مدام شراب
حرام ہے نہین لیکن نمک حرام شراب

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح
ہو گی اذان گور ہماری اذان صبح

ریشِ سپید شیخ مین ہے ظلمتِ فریب
اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صبح

ٹھیری ہی اونکے آنیکی یان کل پہ جا صلاح
اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح

نکہ نہین جو قفل نشین تہا دہن کی تنگی سے تنگ ہوکر
نکل آیا جو راہ آنکہونکی دل مین اوٹھا خدنگ ہوکر

خوب روئے آج ہم سنسان ہامون دیکہکر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکہکر

کہا پتنگ نے یہہ دار شمع پہ چڑہ کر
عجب مزا ہے جو مرتے کسیکے سر چڑہ کر

تو نے گل کو سر پہ رکہا جب چمن مین توڑ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچے نے یہ منہہ پھوڑ کر

وہ کہے کون ہے قربان مری اس جستجو پر
مین کہون مین تو کہے مین کہ چھری گردن پر

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے

ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
ساقی لڑائیون سے تری چاہتا ہی جی

نازک کلاسیان میری توڑین عدو کا دل
نہ چھوڑا تار وحشت نے ہماری جیب و دامان مین

تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دہری خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین

خط بڑھ کے اور بہی وہ ہوا پیچ و تاب مین
اسیر درد و غم ہین ہون لبِ جان بلب مین ہون

جو مانگون وقت ورد ہجر سے تجھکو نہین نے بیا
سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین

مر گئے پر بہی تغافل ہی رہا آنے مین
جسجگہہ بیٹھے ہین باد یدۂ نم اوٹھے ہین

رکھہ گذر بس اب اسے چرخ نہ اتنا ہمکو
جتنے عاشق ہین ہم ایک کا ہے ایک عزیز

باعث رشک ہوا خون ہمارا ہمکو
اسپہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا

اک حلاوت ہی عداوت مین ہی اوس ظالم کی
تو ہنسی سے نہ یہہ کہہ مرتے ہین ہم بہی پہر

کہانے پینے کی قسم کہائی ہی تجھہ بن ہم نے
قرب حرم مین ہی ہین تو قربانیو نمین ہم

قدم سب آن کے تہ تیغ خرام لیتے ہین
جب اونسے پوچھا اجل ہی کا نام لیتے ہین

باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دون
ہین وہ بلا ہون شیشہ سے پتہر کو توڑ دون

مگر تار نفس سینہ مین سمجھو یا گریبان مین
عجب کہ منہہ چہوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

وہ پہلے بزم مین دیکہین کدہر کو دیکہتے ہین
کیا جانے لکھہ دیا اوسے کیا اضطراب مین

اور اوسپر یہ لگا جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون
کہ نام عشق لون اور اسقدر ہستا طلب مین ہون

ہنسنے دو چارہ گر و ہنستے ہی گہر بستے ہین
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین

آج کس شخص کا منہہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین
ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو

شمع سے چاہئے ہے خون کا دعوی ہمکو
تجھہ بن دیکھے ہے غش جینے کو دیکھا ہمکو

وہ نصیب اونکو ہوئی تہی جو تمنا ہمکو
کہ اگر زہر بہی دیتا ہے تو میٹہا ہمکو

مار ہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہمکو
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

ہم تبرک ہین بس اب کر لے زیارت مجنون / سر پہ پھرتا ہے لئے آبلۂ پا مجکو

لبیک و اذان ناقوس جرس خندۂ قلقل نالۂ نے / دل کھینچتے ہین یان کوئی ہو پر ایک نوا سے دلکش ہو

دن کٹا جایئے اب رات کدہر کاٹنے کو / جب سے تو پاس نہین دوڑے ہے گھر کاٹنے کو

نکالون کسطرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو / نہ پیکان دلکو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو

تم سے ہی گلکر نہ غرفہ سے نکالا منہہ کرو / اور نہین گر مانتے تو جاؤ کالا منہہ کرو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہہ بناتے ہو / وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

اے ذوق وقت نالہ کے رکھلے جگر پہ ہاتھ / ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

جنون کی جیب دری پہ ہین خوب چلتے ہاتھ / سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کرلے چلتے ہاتھ

اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا / دب کے تیرے سایۂ دیوار سے

ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے / اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے / فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

گاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجوم حسرت مین / ہے یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر ہے

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے / تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

اے غم مجھے تمام شب ہجر مین نہ کھا / رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

لیجائین میرے کشتہ کو جنت مین بھی اگر / چکر پھرے ترے گھر کیطرف دیکھتا چلے

اب اونکو شستن جہت مین عبث دریا کو کہتے ہین / گرے تھے اشک کے قطرے جو دو چار دامن سے

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے / مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پائے ہے / یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یان آتے آتے رہ گئے / اف رے بیتابی کہ یان تو دم ہی نکلا جائے ہے

حاضر ہین مرے توسن وحشت کی جلو مین / باندھے ہوئے کہسار ہی دامن کو کمر سے

کہلتا نہین دل بند ہی رہتا ہی ہمیشہ / کیا جانے کہ آجاتا ہے تو اسمین کدہر سے

بالین پہ کہا میرے ہنگامۂ محشر نے
الٰہی کس نگہہ کو یارا سمجھے قاتل نے کشتنی ہے
دل کی سعاش غم اسے غم کی تلاش ہے
ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خم مے کی طرح ہم
کرتی ہے زیر پردۂ فانوس تاک جھانک
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
پھینکے ہی ایک جنبش مژگان میں وہ پری
اڑتے ہیں گہ نصیب سے گاہی فلک سے ہم
رہے جون شیشۂ ساعت وہ مکرر دونون
ہائے رے حسرت دیدار مری ہائے کہ بھی
نہیں جز شمع مجاور مرے بالین مزار
دل سے کچھ کہتا ہون مین مجھسے بھی کچھ دل کہتا
تو جو آجائے تو اسے درد محبت کی دوا
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
بھولا نہ مجھے قتل گہ عام مین قاتل
مرے جو مرنیکے عاشق بیان کبھو کرتے
غرض تھی کیا ترے تیرونکو آب پیکان سے
دروازہ میکدہ کا نہ کر بند محتسب
پہنچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب
ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے

لو اوٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے
کہ آج کوچہ مین اوسکے شور بائی ذنب قتلتی ہے
ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بدمعاش ہے
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی
پر کیا کرین کہ مُہر ہے منہ پر لگی ہوئی
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
چھٹتی نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
اس اپنے ناتوان کو ہے کوہ قاف سے
فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سے
کبھی مل ہی گئے وہ دل جو کدورت والے
لکھتے ہین ہائے دو چٹھی سے کتابت والے
نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے
دونون اک حال مین ہین سچ ہے مصیبت والے
پھر ہے بیمار دہون بیدرد نصیحت والے
دل بیمار کے ہین وہ ہی عیادت والے
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے
سچ ہے حرام زادے کی رسی دراز ہے
کرتے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے

نہین مژگان سے خون خار غم ہی دلنشین نکلے
ہم تمہا عدو اپنا کسیکو نہین پاتے
کیون ہم نے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا
کہو لے سے آنکھین ہم نہ سیج ندیکھونگا تجھے
جب مین دنیا سے چلا سر پہ یہ بولی حسرت
دور کر بالون کو سر سے کہے ہے لیلی
مین تو اون آنکھونکی گردش کا بلا گردان ہون
جو پاس مہر و محبت کہین یہان بکتا
الٰہی کان مین کیا اوس صنم نے پھونکدیا
وبال دوش ہے اوس ناتوان کو سر لیکن
رہے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہین
جو دل قمارخانہ مین بت سے لگا چکے
زہراب بھی ہے بادہ تو کر لینگے نوش جان
باز آیا دیکھنے سے نہ آتش خونکے دل
زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکان سے
فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے
ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
فلک تو ٹیڑہ ہو کر صبح سے تا شام جلتا ہی
چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرام جان و دل
کون وقت اے وائے گذرا جی کو گھبراتے ہوئے

جنون ہمیشہ کیسے کہین ڈوبے کہین نکلے
تم پاتے ہو ہمکو تو چھری کو نہین پاتے
کمبخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے
پر چھری اپنی مین گردنپہ تو دیکھون چلتی
تو اکیلا نہین ہمرہ ترے مین ہون چلتی
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی
کہ نہین تیری بھی یہان گردش گردون چلتی
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لیے
کہ ہاتھہ رکہتے ہین کانونپہ سب اذان کے لیے
لگا رکہا ہے ترے خنجر و سنان کے لیے
بچا ہے ہول دل اونکے مزاجدان کے لیے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے
ساقی پیالہ منہہ سے ہم اب تو لگا چکے
سو بار آبلے اسے آنکھین دکھا چکے
دہن کا ذکر کیا یان سر ہی غایب ہی گریبان سے
گرا تھا یہہ بھی اشک سرمہ آلود اوسکی مژگان سے
قاصد جواب زندگی مستعار دے
سنکر گذار رہا اسے رو کر گذار دے
مگر سپید ہی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہی
کہا آرام نے مجھسے کہ لو آرام چلتا ہے
موت پڑتی ہی اجل کو یا تمہا کر آتے ہوئے

کچھہ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پہ پر ہے تیغ ستم کیواسطے
کیا تاب وصل جلوے جو برق لاگ رکہے
ہوویں ہیں کعبہ کی یون شیخ بتخانہ سی گرہ ہے
ہووی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے
اگر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجئے
تم دو گھڑی کو آؤ تو ہین لب پہ جان کو
کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
عزیزو نا قدر لیلے کے دیکھو گئے نشتر غم سے
ذکر کچھہ چاک جگر سینہ کا سن سن اپنے
آج تنہا خفقانی سے ہین گھر مین پھرتے
ابتو گھبرا کے یہہ کہتے ہین کہ مرجائینگے
مری طاعت سی ابتو معصیت بہی عار کرتی ہے
اگر اوٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
باقی ہے شیخ کو ابہی حسرت گناہ کی
جو کہوگے تم کہینگے ہم بہی ہان یون ہی سہی
ہم بتونکے دلکو جذب لیے کہینچے جائینگے
جانے ہے زیر مغیلان ترے دیوانونکی
قسمت برگشتہ دیکہو اک نگہ کی تہی ادہر
ستمگر تو نے روکا سب کو میرے پاس آنے سی
جو پوچھے زاہد خشک اپنی داڑہی مین لگا کو پی

یہہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جہوٹی قسم کیواسطے
دوزخ ہی ہو تو انکی جلو مین نہ آگ رکہے
یہان تو کوئی صورت بہی ہی وان اللہ ہی اللہ ہے
کہ آدمی جو کہے بات سو چکہ تو کہے
وہ بہی شل ہے پہول نہین نکہر ہی سہی
ٹہیرا رکہون کہا اور بہی ہان دو گہڑی سہی
کیا خوب آدمی تہا خدا مغفرت کرے
اگر مجنون کو ملجائیگی خدمت ساربانی کی
کر کے ہین ضبط ہنسی یکیون ہون ناخوش اپنے
نکل کے جو وصل کے عالم مین نظر مین پہر کے
مر کے بہی چین نہ پایا تو کدہر جائینگے
مری توبہ پہ توبہ تو یہ استغفار کرتی ہے
لگا یا جی کو اپنے روگ جب سے بہی لگا بیٹھے
کالا کرے گا منہہ بہی جو ڈاڑہی سیاہ کی
آپکی یون ہی خوشی ہے مہربان یون ہی سہی
پر پڑے پتہر ہین مشکل ہے کہینچے جائینگے
مدتون جہان چہکے خاک بیابانون کی
سو بہی اگر تا سر مژگان حیا سے پہر گئی
اجل بہی گر کبہی آئے تو شاید کچھہ بہانے سے
اگر پیر مغرکی پوچھے کہون پرہیزگاری سے

رای مہملہ

راحت مرزا محمود بیگ پور احمد بیگ رومی الاصل دہلوی مسکن از تلامذہ مومن خان سپاہگری وسیلۂ معاش او بود عاقبت گوشۂ انزوا پذیرفت ؂

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب	آجائینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا
غیروں سے جو اشارے محفل مین ہین تمہاری	سمجھین وہ یا نہ سمجھین پر ہیہ غلام سمجھا
اجل پہلے آوے کہ وہ پہلے آوین	یہی راہ مدت سے ہم دیکھتے ہین
یہہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو	ترے دہن سے زیادہ مرا دہن بنجائے

راغب شیخ غلام علی از شاگردان مرزا فدوی و میر تقی در ۱۲۳۸ در گذشت از تالیفات اوست مثنوی راز و نیاز بندہ دیدہ ام خوش گفتہ است و حسن و عشق و سبیل نجات و اورا دیوانے ست ؂

حیا کے پردہ مین مارا ہی ایک عالم کو	شہید مین تو ہون ان شرمگین نگاہون کا
گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی ہی ہائے	یہہ رنگ ہو کہ پھول ہو جیسے ملا ہوا

ملین حضرت راسخ ہمکو اگر تو یہہ پوچھین اونکی جنابین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تہا کہ تمہین کاٹا ساجسکی ہوانے کیا

راغب احمد حسین برادر زادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممّو ؂

یارب اسے تو چین دے مجھکو ہے سے بندگی	جتنا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا
مین نے کہا سر کٹنے مین کیا کیا نہ ملے لطف	کہنے لگے ہے آؤ اگر ہے کوئی سر اور

راقم بندرابن نام از سکنا ے متھرا یا جہان آباد و از شاگردان میرزا مظہر رح و سودا است ؂

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے
یان تک قبول خاطر کیجیے تری جفا کو
اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر
تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

رحمت رحمت علی از خویشان وشاگردان حضرت صہبائی در پارسی و ریختہ فکر میکرد از تالیفات اوست نالۂ بلبل وانشار حدیقۂ رحمت و مثنوی شکایت فلک ہ

طعنے ابتک ہین کہ رشک کی مر گیا قد تمہین
ہین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآنکی قسم

رشک میر علی اوسط لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ دیوانے دارد ہ

وہ رند ہون کہ کرون قرض کرکے میخواری
جو روز جمعہ ہو دیکھ کی نوین تاریخ

رشکی نواب محمد علیخان خلف الرشید نواب مصطفےٰ خان شیفتہ دہلوی از خوشہ چینان خرمن فیض مرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب است در ہر دو زبان ریختہ و پارسی سخن دلکش میگزارد و خیلے خوش گفتہ است ہ

مانگی جو اوسنے جان تو غیرون پہ آبنی
کیا کیا بنا کے ہم نے سنا یار قیب کو
حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان تھا
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
قیس کی دہوم مچ رہی ہے مگر
عشق اس سے سوا نہین ہوتا
ہی دگرگون ابتدائے عشق ہین رشکی کا حال
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
رات کو بات نہ کی اوس نے سحر تک ہم سے
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین
یہہ منصب بلند ملا جسکو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان
وہ وہ کئے ہین جرم کہ کم ہونگے اوس سے
کیا کیا امیدوار ہی تعذیر کر چکے

رفعت مرزا پیارے دہلوی از دودمان امیر تیمور گورگانی ست وشاگرد عبد الرحمان خان احسان ومولوی صہبائی ہ

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھین گے وہ دیدار
کچھ آنکھہ کا گیا نہ گیا کچھہ خیال کا
لیکن یہہ قیامت ہی کہ محشر نہین ہوتا
مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا

ہین ایک وہ بہی کہ تم سے ہوا ونکو ازو نیاز	اور ایک ہم ہین کہ منہہ تکتے ہین نیاز کا
ہائے پانی بہی چوانے کو نہ آیا دم ہم	کوئی جز گریہ حسرت ترے بیمار کے پاس
پوچہے اشک اوس نے گمان غیر مین	مرگئے ہم اتنے ہی احسان ہین

رمز مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ و از تلامذہ ذوق دہلوی ست ؎

آنکہین تو اوسکو دیکہہ کے ہوتی ہین بیقرار	بن دیکہے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا
کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے	ملا مجہکو قسمت سے جلاد اچہا
تم رہو اور مجمع اغیار	میرا کیا ہے ہوا ہوا نہوا

رنج میر محمد نصیر محمدی خلف میر کلو نبیرہ و سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ در موسیقی دستگاہے داشت و ریاضی نیکو میدانست و شعر نیک می شناخت مومن خان کہ باوے نسبت خویشی و دامادی داشت در تاریخ وفات اورح قطعہ گفت ؎

شیخ زمان شد ز دہر و زپی سال وفات	فکر بلندم رہ جنت ما وا گرفت
گفت بہ مومن ملک خواجہ محمد نصیر	در قدم ناصر و درد و نکو جا گرفت

این بیت او راست ؎

دل ہے جسکے لئے پہلو مین تپان رہتا ہے	یون سنا ہے کہ اوسے بہی خفقان رہتا ہے

رند سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری از باشندگان فیض آباد در لکہنؤ طرح اقامت افگند از شاگردان خواجہ آتش بود دو تا دیوان دارد ؎

رخ کو پوشیدہ عبث شاہ لقا کرتے ہین	اچہی صورت کو چہپاتے ہین برا کرتے ہین
دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو	روٹہے جاتے ہو اسی بات پر آو آو

نگہ پاس سے دیکھوں تو یہ کہتا ہے وہ شوخ | پھر بری آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو

رنگین سعادت یار خان دہلوی تورانی الاصل پور طہماسپ بیگ خان بانی ریختی ایجاد اوست سیاحتہا کرده و مرحلہ ہا پیموده بود کلام خویش فراہم آورده نورتن نام کرده در جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۱ھ ہشتاد سالہ درگذشت در گلشن بیخار می آرد از غرائب امور آنکہ میگفت درین سال رخت بعدم آباد میکشم چون سبب پرسیدند گفت سالہاست کہ بیخواست مصرع تاریخ فوت خود بر زبان آمده کہ درین سال ازان جہان فانی شدنم خبر رسیده و قصہ شاه حاتم کہ استاد او بود نقل کرد کہ ہم برین نمط ایشان را اتفاق افتاد خلاصہ ہمچنان دیده شد انتہی ادراست ہ

گر اپنے دل میں تو انصاف سے سوچے تو کہوں گا | گلے میں ڈالکر باہیں منانا تیرا یاد آیا

قسم ہے ایک عالم کو رلا دیتا ہے اے رنگین | وہ اوسکی چھیڑ کیاں کہا کرتا تجھے سوجھا یا

جو پوچھتا ہوں تغافل ہے کیوں جلاتے ہو | تو وہ کہے ہے تجھے جا نکر جلاتا ہوں

اوسی میں چھپکے دیکھو گر لا وہ غیر کو دیکھے | بہلایوں دیکھنا دیکھو تو دیکھا جائے ہے مجھے

روشن روشن شاه مولدش بریلی مسکنش میرٹھ ہ

دیکھ کے مجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا | واہ رے تیری دانشمندی اپنی ہی کلام کیا

آنکھوں میں ذرا ٹھہر تو تا دیکھ لیں اوسکو | اقرار یہ ٹھہرا ہے دم بازپسین سے

زای معجمہ

زار حافظ امام بخش نابینا از باشندگان تھانیسر پارسی آگاه بود و با موسیقی آشنا اعمال کارگر میدانست ہ

آشنا ہوتی ہے اوس لب سے جو دشنام تو ہم — دل مین کہتے ہین کہ دشنام ہمین کیون نہوئے

زکی شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی مخاطب ملک الشعرا از واجد علی شاہ داشت رسمی آگہی از علمار فرنگی محل اندوختہ از فن تاریخ خیلے آگاہ بود دیوانے دارد ہ

جو شانے ہے آشکار زلیخا کے حال سے — آنکھین بیان کرتی ہین افسانہ خواب کا

ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات — ہم سے نہ ملنا اوسے منظور تہا

دہوم دیوانے اوڑاتے ہین پریزادونکی — شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے پہ

لگا ہے غم فراق کبھی آرزوئے وصل — کیا ہوسے دل لگی جو کبھی دل لگا رہے

سین مہملہ

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف نواب مرزا عالم بیگ اقل روزگار سے به استفادہ از والاخدمت مومن خان مستفید و بیشتر زمانے باستفاضہ تربیت از غیرت عرفی و فخر طالب مرزا غالب مستفیض بودہ حیدرآبادی مولد دہلوی مسکن است امروز در حیدرآباد است درین نزدیکی دو تا قصیدہ در پارسی زبان یکے در مدحت پدر والا گہر نامہ گردآور و دیگر در ستایش والئ این ریاست دام اقبالہا فرستادہ بندہ ہم مطالعہ کردم خوش سنجیدہ است او را دیوانے است ہنجار سالک نام دارد ہ

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا — خدا کو کرکے چلا ہون نگاہبان اپنا

تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین — گویا ہمارے واسطے کچہ بہی بنا نتہا

جان یون سہل دی فرہاد نے عاشق ہوکر — پہلے اقبال بہی اللہ عطا کرتا تہا

کھیل ہر بات مین ہے فتنۂ محشر ہونا — اور ابھی سیکھتے ہین آپ ستمگر ہونا

تیز چلتی ہے سخت جانون پر — دم نہ چڑہ جائے تیغ قاتل کا

رہی آشنائی فقط نام کی — وہ نام آشنا سے زبان رہگیا

نیند اوڑنے سے بڑا لطف شب وصل ہوا — ہائے یہہ سچا ہے کہان شور سلاسل ہوا

میرا ہو آشیانہ اور آدہا جلا ہوا — بجھہ بھی گئی تہی آگ تو بجلی کو کیا ہوا

کہا کیا سزا ملی ہے مجھے وصل کے عوض — مین نے شب فراق کو روز جزا کہا

مین نکلتا تری محفل سے اکیلا ای کاش — غم یہہ ہے ساتھہ مرے غیر کا ارمان نکلا

سالک جو کوئی عشق مین مجکو برا کہے — تکتا ہون منہہ کو اور یہہ کہتا ہون ہان درست

مایوس و نا امید ہین کیا مدعا سے ہم — کہتے ہین اور کہتے ہین کس التجا سے ہم

کاش اسے سپہر تجہسے ہی کہتے تو سہل تہین — وہ خواہشین کہ رکہتے ہین اوس بیوفا سے ہم

فرط انشاط وصل سے ہی ڈر کہ مرنجائین — ذکر غم فراق ہے چہیڑین بلا سے ہم

آخر تو لائینگے کوئی آفت فغان سے ہم — حجت تمام کرتے ہین آج آسمان سے ہم

تم آگئے تو ہوش کہان میزبان ہو کون — آج آپ اپنے گہر مین ہین کچھہ میہمان سے ہم

چپ چپ پڑے ہوئے تہے ابہی خانقاہ مین — کچھہ کچھہ کہلے ہین صحبت پیر مغان سے ہم

ترے کوچہ کی جھپہر راہ ہے تنگ — گذرتا ہے نگاہ پاسبان مین

ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا — سر بیمار جو زانو پہ وہ دہر لیتے ہین

یہہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک — بے نقط ہی وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین

کہنے کا غیر کے تو کسیکو یقین نہین — پر تیری آنکہہ راز کی تیری امین نہین

طلب وصل پہ کہتے ہو بہ تکرار نہین — خوش ہون دو نقیضونمین اثبات ہے انکار نہین

بہرتے ہین داد خواہ ترے حشر مین خراب — تو پوچھتا نہین تو کوئی پوچھتا نہین

شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے — تا وہ صورت ہی سے جانے کہ گلا کرتے ہین

مبتذل ہوگئے گر فتنۂ محشر بنجائے — وہ اشارہ کہ تری نرگس فتان نہین
لاغری سے نظر آتا کہین نخچیر نہین — تیر بہکے تو کمان دار کی تقصیر نہین
اعتبار نگہِ ناز ہے کیا کیا اون کو — قتل کو آتے ہین اور ہاتہہ مین شمشیر نہین
وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو — اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو
شکر کیجے کہ نہین تاب تکلم مجہسکو — ورنہ اسطرح بہی جو چاہو کہو تم مجہکو
اوسکو دیکہو کہ وہی مجہسے سوا گر دشمن — آسمان بنکے ستانا نہ کہین تم مجہکو
غصہ قاتل کا بڑہا یا ہے یہہ طعنہ دیکر — زندہ گویا کہ نہین چہوڑتے تم مجہکو
اے خضر اتنے دن ترے کیونکر بسر ہوگئے — ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی
کوئی تو بات ہنسی کی نکلے — خندۂ صبح قیامت ہی سہی
جان ہی دیکے عشق مین ہوئی خیر — آگیا کچہہ لیا دیا آگے
یہان بہی جو وہ ستائے کسی بیگناہ کو — اے اہل حشر تم تو نہ کہنا خدا لگی
ہو نہین وہ صید کہ رہا کرے صیاد مجہے — ہو نہین وہ کشتہ کہ پیدا کرے جلاد مجہے
آمادۂ ستم فلک و یار کینہ جو — پیغام موت کا مجہے اب جا بجا سے ہے

سپہر شتاب خان دہلوی از تلامذہ مرزا صابر دیوانے دارد

ہو غریق رحمتِ حق وہ عجب انسان تہا — میکدہ کی پہلے جو موجد ہوا تعمیر کا
اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر بولا — تجہکو ظالم بہی میسر کوئی مجہسا نہوا
رکہا یاد تم نے مرے بہول لینے کو — عجب لطف کا ہے یہہ نسیان تمہارا
ہم لطف سے تو گذرے پہ تیر اجفا شعار — یہہ بہی بڑا ستم ہے کہ ہمپر ستم نہو
لینا ہے امتحان تو اب لے کہ پہر کہین — تو آئے تیغ کہینچ کے اور مجہہ مین دم نہو
کچہہ آجکل مرے دلمین گذرتے ہین غبار — کہلا نہ آنے کا یہان اونکے مدعا مجہکو

سرور رجب علی بیگ فرزند مرزا اصغر علی لکہنوی از شاگردان

نوازش حسین خان نوازش دیوانی دارد و فسانهٔ عجائب از وست ۵

کسکی خوشی کہانکی ہنسی کیسا اختلاط
ہمکو نہ چھیڑو تم کہ وہ اب ہم نہین رہے

سرور اعظم الدوله نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان از تلامذه جان بیگ ساعی و از امرای دہلی بود دیوانی دارد و تذکره از و یادگار از ریختہ سرایان پیشین و پسین دران قلمی نموده بپارسی ہم فکر میکرد در سنه ۱۲۵۱ درگذشت ۵

دیوانے ہم نہین ہین کہ فصلِ بہار مین
کہنے سے ناصحونکے گریبان رفو کرین
غیر لایا اوسے یان بہرِ تماشا دمِ نزع
دوستون سے نہوا وہ جو ہوا دشمن سے

سکندر خلیفه محمد علی مرثیه گو پنجابی از تلامذه محمد شاکر ناجی خود را از شرب شنرا [illegible] معاف نداشتے از وطن بدہلی واز دہلی به حیدرآباد رفت واز حیدرآباد بملک عدم شتافت استخوانش به کربلا فرستادند ۵

سحر گذرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب
کہ شبنم گل کے منہ پر آب تلک پانی چھڑکتی ہے

سودا مرزا رفیع آنچه حضرت شیفته در ترجمه اش نگاشته بنده را خیلی خوش آمد بنابرین کلمه چند نقل بر داشتم نظر افروز ارباب مطالعه باد و هو هذا بزعم فقیر غزلش به از قصیده و قصیده اش به از غزل و اگر گوئی غزلش از اشعار رکیک مملو ست و قصیده ازان خالی زیاده ازین چه توان گفت که قدما را مانند فصحاے متاخرین پیرامون خاطر و جاگزین دل نه این بود که هر شعر دلپذیر بر آید و هر بیت خاطر نشین لهذا در کلام ایشان رقص الجمل واقع شده چه در قصیده و چه در غزل مع انهم اولون والموجدون والاحاطه بجمیع فنونها متعذر للمتقدمین ولله در من قال العلم للمتاخرین پس بنابرین مقدمات برین بزرگان دار و گیر زنهار سزاوار نیست وطعن و تعرض لایق نه معهذا در اشعار منتخب ایشان باید نگریست که درجه رتبت عالی و مکانت فخیم جلوهٔ ظهور گرفته و یدل علی ذلک ما قال شرف الافاضل

فخر الاماثل قدوة المحققین مولانا صدر الدین المتخلص بہ آزردہ در تذکرہ خود کہ بایجاز و اختصار تمام در حال ارباب نظم ریختہ نوشتہ است تحت ترجمہ میر تقی المتخلص بہ میر در شرح کلام وے حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است اما بلندش بسیار بلند مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول بیداشت [illegible] ہمی ریختہ بسیار گفتہ و بان شیوہ داشتہ و مضامین دلاویزی یافتہ کلیاتش از دست آوردہ اند کہ سودا روزی بر آستانہ شیخ علی حزین رسید ستوری خواندن شعر یافت و برخواند ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں ۔۔۔ تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

شیخ فرمود تڑپے ہے چہ معنی دارد گفت اے می تپد شیخ بہ تکریم پرداخت و بملک الشعرا خطاب فرمود ؎

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا ۔۔۔ کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

کونین تک لگی تھی جس دل کی مجھکو قیمت ۔۔۔ قسمت کہ اک نگہ پہ جا اوسکو ڈال آیا

زبان ہے شکر میں قاصر شکستہ بالی کی ۔۔۔ کہ جسنے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

چمن ہست باد بہاری کہیں جون نکہت گل ۔۔۔ پھاڑ کر پیرہن ابھی گھر سے نکل جاؤنگا

بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا ۔۔۔ دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا

مباد ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر ۔۔۔ مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

یہہ تو نہیں کہتا ہوں کہ سچ مچ کرو انصاف ۔۔۔ جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہوں میں

جی تک تو دیکے لوں کہ جو ہو کارگر کہیں ۔۔۔ اے آہ کیا کروں نہیں بکتا اثر کہیں

تو نے سودا کے تئیں قتل کیا کہتے ہیں ۔۔۔ یہہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں

بوسہ جو شکر ندیا اوسنے سوائے دشنام ۔۔۔ سو بھی یہہ جب نہ ملا کوئی تو مجبوری ہیں

کیفیت چشم اوسکی مجھے یاد ہے سودا ۔۔۔ ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
پیغامبر نے دیر لگائی تو ہے و لے
مت پوچھ یہ کہ رات کٹی کیونکہ تجھ بغیر
سودا جہاں نہیں آگے کوئی کچھ نہ لے گیا
عجب بیداد حسرت پر مری صیاد کرتا ہے
قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ نہیں دو ن بجا ہے
ہے قسم تجھکو فلک دے تو جہاں تک چاہیے
تصور میں ترے کیہو صبا او سلا ڈبالی ہے
تک کن جھپکے ہی غیرونکی طرف بلکہ تمر بھی
سودا تری فریاد سے آنکھوں نہیں کٹی رات
سودا کے جو بالین پہ اوٹھا شور قیامت
بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اتنا لکھا ئیو مرے لوح مزار پر
سب کہے سوتا ہوں یہ کہدین کہ پھر اتنا
بیخوابی سے مرتا ہی شب ہجر مین سودا
دشنام تو دینے کی قسم کہائی ہے لیکن
مے پرستی ہی مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کسکو سونپے اپنا بجز خدا
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
خواہ کعبہ مین تجھے خواہ مین تبخانہ مین

اپنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانہ مین
دہڑکے ہی دل کہ یہ نہ کہے رات ہوگئی
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی
جاتا ہون ایک مین دل پُر آرزو لیے
دکہاتا ہے تجھے اوسکو جسے آزاد کرتا ہی
جیتا بچہے تو اُجرت ورنہ یہ خونبہا ہی
جلوہ حسن او سے حسرت دیدار مجھے
گلے لگ لگ مین رو یار ات تصویر نہالی سے
اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادہر بھی
آئی ہے سحر ہونیکو ظالم کہین مر بھی
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
یان تک نہ دیجیات کو کوئی خفا کرے
بالین پہ مرے شور قیامت اگر آئے
اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آئے
جب جیتے ہی وہ مجھکو تو اک جنبش لب سے
تو بہ صد قوم نے کی ہی مری مینخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دہرے ہوئے
منصف جو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے
پوچھا تنا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
اتنا سمجھوں ہون مر یار لعین دیکھا ہی

جو روز کسی اور پہ بیداد کروگے | یہہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

سوز محمد میر ولد میر ضیاء الدین نسبش تا حضرت قطب عالم گجراتی میرسد بخاری سی موطن دہلوی مولد بود خط شفیعہ و نستعلیق خوش می نگاشت و در سو تیر اندازی [illegible] شناخت اشعار بہ طرز مطبوع [illegible] در عہد آصف الدولہ بہ لکہنو رفتہ در اوائل میر تخلص میکرد ہرگاہ میر تقی در لکہنو آمد سوز تخلص خویش قرار داد ہشتاد سالہ در تلہر از جہان رفت ۵

کعبہ ہی کا اب قصد یہہ گمراہ کریگا | جو تم سے بتو ہوگا وہ اللہ کریگا

بہم اوس سے ہم سے بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رلا دیا
ولے مین بہی کیا ہون کہ رونے مین یہہ بنا یا سنہ کہ ہنسا دیا

کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس | سوز یہہ یا شکار ہے کیا ہے

لوگ کہتے ہین مجھے یہہ شخص ہے عاشق کہین | عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہی

ٹکڑے جانیکا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے | سبہون سے پوچھتا ہی کس نے اسکو مار ڈالا ہے

سوز مولوی عبد الکریم خلف حضرت صہبائی تازی آشنا پارسی آگاہ دیوانے گذاشتہ ۵

فکر مین تھے انتہائے عشق کی مدت سے ہم | بارے یہہ عقدہ بہی آکر ترے خنجر کہلا

صبا رقیب سے رکہتی تہی راہ کچہ ورنہ | ستم یہہ کیون مرے مشت غبار سے ہوتا

مین پڑا بول جو بولا تہا شب وصلت مین | سو وہ آگے مرے ہنگام سحر آ ہی گیا

ابہی دلمین ابہی آنکہون مین ابہی دامن پر | اشک مین بہی تری شوخی کا اثر آ ہی گیا

اب کوئی سوز سے ملنے کی نکالو صورت | تیر تقصیر ہوئی ابتو ادہر آ ہی گیا

سوز کو بیگانہ ہی سمجہو مین رہنے تو دو | رفتہ رفتہ یہہ بہی ظالم آشنا ہو جائیگا

پاس آنے مین نہ کشتہ تکنے لگے دیر کہین | لے لیا موت نے گہر ہی تری دیوار کے پاس

بوسہ پہ اوس دہن کے کہ جسکا نہین سراغ
ہلتی تری زبان ہے تب بیداد گر نہین

جان سینہ مین نظر آنکھو نمین دم ہونٹو نپر
اٹک آنے سے ترے کام ہین اٹکے لاکھون

آج یان رسوا ہوا کل وان خرابی مین پڑا
یون ہی گھٹ گھٹ کر مری توقیر آدمی گئی

سیّد میر غالب علیخان المخاطب بسید الشعرا سرگروہ انشاپردازان دفتر شاہی بود نوشتہ اند تاریخ ایر ماسرائے کہ اکرام نامے یکے از نقیبان حضور والا بیرون دروازہ لاہوری ساختہ بود و الحال از و نشانے نماندہ بسیار بہ لطافت و پاکیزگی گفتہ ۱۲۴۵ ھ امشب کرے کن بسرائے اکرام ؂ و نیز تاریخ وفاتش کہ پایان مرزا امیر خسرو دہلوی دفنش کردہ اند و بر سنگ مزار وے کندہ این ست ھ اکرام بیاسود بپائے خسرو انتہی او راست

ھ سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا
کسی کو کچھ مرض ہے مجھکو ہے آزار رونے کا

نے غازہ نہ گلگونہ نہ ہی رنگ حنا تو
اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا

یہہ دہڑک دل کی جو ہے عشق مین کچھ اور ہی ہے
وہ مرض اور ہے جسکو خفقان کہتے ہین

ہین اور ترک عشق یہہ امکان ہی نہین
ناصح کی پند سننے کو یان کان ہی نہین

یار وہ مرے بالین سے نہ اوٹھو نہ جدا ہو
حالت مری اچھی نہین کیا جانیئے کیا ہو

شین معجمہ

شادان مرزا حسین علی دہلوی خلف مرزا زین العابدین عاشق از تلامذۂ مرزا غالب ھ

آئینہ دیکھکے کہتے ہین یہہ منہہ پھیر کے وہ
کوئی کھینچے لیئے جاتا ہے ادہر دل میرا

غیر و نیہ ہین وہ لطف کہ ہر شب ہین ہمیشہ
ہم پر یہہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا

مژدہ اے یاس کہ پھر آئی مصیبت لبپر
حسرت اے دل کہ اونہین وعدہ نہ پہر یاد رہا

وہ یہہ کہتے ہین جو کرتے ہو دعا بھی کر لو
ہم مزا انکو دکہا دینگے اثر ہونے تک

پوچھتے ہین کہ تمہی تو بتاو کیا ہے
جانتے ہو کہ نہین تاب تکلم مجھکو

پھرتی ہے کوئی چیز آنکھون مین
یہہ مرے بخت کا تو خواب نہین

ہماری ناتوانی دیکھنے کو
وہ آکر پوچھتے ہین تم کہان ہو

شایق خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر خان پور خواجہ خلیل اللہ از سکناے ڈہاکہ از شاگردان مرزا غالب بپارسی ہم سخن میگفت دیوانے مختصر دارد ؎

اوسی نے کیا مجھکو رسواے عالم
کہ جسنے تجھے عالم آرا بنایا

شرر مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین رشید التخلص نبیرہ شاہ عالم بادشاہ و از تلامذہ ذوق دہلوی ست ؎

شرر خدا سے ڈرو کل تھے سجدہ بت مین
اور آج تمکو یہ دعوی ہے پارسائی کا

لاکھ پردہ مین وہ پوشیدہ رہا پر ہمنے
دیکھا جب دل کی نگاہ ہو نسے نظر آہی گیا

شرف میر امام علی ابن میر قادر علی فرخ آبادی ؎

منہہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے جبین یا مرجاین
جان جانے تو نہین غم ہی مگر آن ہے

وصل مین ہو کے ہم آغوش وہ بولے یہہ شرف
اب تو فرمائیے کچھہ اور بھی ارمان ہے

شمشاد مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان مضطر فرزند مرزا سلیمان شکوہ نسبت تلمذ با مرزا رحیم الدین حیا داشت در داستان طرازی کمالے بہم رسانده بود ؎

کام تو کچھہ بھی نہین ہے حشر مین اپنا مگر
آن نکلینگے تری خاطر اگر آنا ہوا

ناتوانی کا برا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا
ایسا کیا بوجہ بہت طوق گلوگیر ین تہا

شعلہ علی رضا خان ولد نواب ذو الفقار خان بزرگان وے در سرکار حیدر آباد باخطاب نوابی بر مناصب جلیلہ ممتاز بودند امروز وے نیز بر بقیہ آن تیول کہ پدر بزرگوار او را بود در اضلاع جھنڈ واڑہ بفراغت تمام و قناعت بالاکلام بسر می برد مردے سنجیدہ و خوش صحبت است فکرے بلند و ذہنے ارجمند دارد در فن شعر اوستاد معین ندارد ہمان طبعش اوستاد ہست و فکرش رہنما ست چون خال حضرت شہیر است مدتے ہم مشق و ہم مشورہ ایشان بودہ دیوانے فراہم آوردہ است ؎

مانند آسمان ہے سدا سے خمیدگی
پیری سے پیشتر بہی کبہی مین جوان تہا

کیون کاٹون اپنا آپ گلا مین نصیب غیر
دنیا مین کیا کوئی مرا قاتل نہین رہا

وحشت کے امتحان کا افسوس رہگیا
جب قیس تہا تو شعلہ شوریدہ سر نہ تہا

بیمار کسکو آنکے دیکہین گے وہ خدا
اچہا تو اونکا سنتے ہی بیمار ہوگیا

بر پا کسی سے حشر بہی کوئی نہ ہو سکا
دنیا مین ہم سے پہلے کوئی نوحہ گر نہ تہا

اے شعلہ ہمکو عرض جنون ہی تہا پسند
جنگل وگرنہ قیس کے باباکا گہر نہ تہا

دلمین کی جسنے جگہہ مجہسے وہ ٹیڑہا ہی رہا
گر رہا تیر بہی سینہ مین تو ٹیڑہا ہوکر

اس بحث ناصوابمین کیونکر نہ جائے جان
مین دل کو آزماؤن مجہے آزمائے دل

عدو کو گالیان دیتے ہین وہ لیکن بصد خواہش
ہم اونکے منہ کو تاہمکو بہی دین دشنام تکتے ہین

زحمت سعی سہی کچہ کو یہہ اچہا ہے خیال
یعنے تہا ہمکو جو وہم خط تقدیر سو ہے

کیا جلد بر آتی ہے کمانداز تمنّا
کچہ دلمین گذرتی ہی ترے تیر سے پہلے

شب بہر اس وہم نے بٹہا رکہا
میرے زانو پہ کوئی سوتا ہے

شکیبا غلام حسین دہلوی از تلامذۂ میر تقی و شعراے پاے تخت

اکبر شاہ بودہ

نیم بسمل اوسنے کر چھوڑا شکیبا غم نہین ‖ پر یہہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھگیا

شمس میر آغا علی لکھنوی از شاگردان قاضی محمد صادق خان اختر است ہ

بناوٹ کی نہین ناز کمر اچی ان حسینونمین ‖ خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے

شمیم میر قدرت علی ابن میر انتظام علی سہسوانی مشق سخن از منشی صہبا نمودہ گاہے گاہے با نامہ نگار بر میخورد صلاح از ناصیہ اش می تراودہ

اے جنون تو مجھے لیجائیگا اب ورکدہر ‖ شہر اونکا نظر آتا ہے بیابان اونکا
تھی یہہ قسمت کی برائی کہ تجھے او ظالم ‖ سارے عالم کے حسینونسے مین اچھا سمجھا
نامرادی نہ چھپی پردۂ تصویر مین بھی ‖ جسنے دیکھا مجھے محروم تمنا سمجھا

شورش غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبالہ نویس از شاگردان مومن خان ہ

نامہ جو بیالا سے ہی قاصد تو صنم کا ‖ ایمان نہ کھونا کسی مایوس کرم کا
چشم عاشق سے جو دریا کو کوئی دی تشبیہہ ‖ بس وہین رونیکا ہو جاتے بہانا مجھکو

شہرت مرزا حاجی نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ از عبد الرحمن خان احسان کسب این فن نمودہ پس نسبت تلمذ بمیر ممنون درست کرد سپس از حضرت آزردہ باستفادہ پرداخت ہ

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے بیہ مینحانے مین ‖ نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا
غبار اوٹھا نہ ترے دلسے ورنہ ای ظالم ‖ ہماری جان کو اک یہہ بھی آسمان ہوتا
ہائے جی بھر کے وہ دیدار میسر نہوا ‖ حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہوا
یون بیٹھتے ہو جلسے کسیکو کسی سے کچھہ ‖ مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین

یہہ تو خبر نہین ہے کہ کیا حال ہے پر آج | شہرت کا بار بار ہے آتا جگر پہ ہاتھ

شہیدی منشی کرامت علی خان ولد عبد الرسول خان از باشندگان لکھنؤ وازشاگردان مصحفی و نصیر دہلوی بود از عروض و حساب بہرہ وافر داشت بیشتر در پنجاب و گجرات بسر بردہ بہ دہلی نیز رفتہ و بہ بھوپال ہم آمدہ در سنہ ۱۲۵۵ھ بہ حجاز رخت کشید بعد ادائے حج ہنجار مدینہ پیش گرفت در اثنائے راہ بیمار گشت بتاریخ چہارم صفر سنہ ۱۲۵۶ھ بود کہ بر روضہ مبارک نظر انداخت بہ علوی عالم شتافت دیوانی دارد بندہ دیدہ ام ۵

قدر سب چاہنے والونکی ترے دیکھ چکے
عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر

نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت نیا پیار
شرم آتی ہے دگر نہ ان بتونکی ضد سے ہین

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
اے روز قیامت اوبا اسکا ہے تجھے فرض

نزع کے وقت شہیدی سے جو حسرت پوچھی
قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تیغ جا کا

ناکامی جاوید کی ہم مانتے منت
وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی

خوار رہتا ہے جو آتا تو پشیمان نیا
تجھے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
جیتے جی اللہ سے اک حور جنت مانگتا

موت یہہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
ہے تجھسے بڑی میری خبت تار کئی دن

کیا ہی حسرت سے کہا کچھ مجھے مرغوب نہین
مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات دھر بیٹھے

افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی
بن آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے

شہیر حافظ خان محمد خان خلف مولوی غلام محمد خان فرزند غلام حسین خان رامپوری موطن پدر بزرگوارش بعہدہ ہائے جلیلہ ممتاز بود و خودش نیز از مدتے درین دیار باعز و احترام بسر می برد و از سرکار فیض آثار خطاب افتخار الشعرا دارد و بخدمت میرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب مدتے مشق سخن بجا آوردہ در

پارسی اوستاد قیامت کار است توجہ او بریختہ معطوف نیست بلکہ ازان روز سبب
کہ پاے اقامت بہ بھوپال افشردہ است گاہے اتفاق ریختہ سرائی نیفتاد ازینجا
کہ بریک دو بیت اقتصار رفتہ است و درین نامہ ثبت گشتہ و این بیتہا نیز کہ
از افکار دیرینۂ اوست در اثنار کلام بسمع محرر سطور رسیدہ است دانی کہ
برین قدر در وصف وے اکتفا کردیم چرا کردیم دو سبب دارد یکے آنکہ شیوۂ
ما اختصار است خیر الکلام ما قل و دل دیگر آنکہ وے اوستاد منست روش
سخنوری ازو آموختہ ام و آنچہ یافتہ ام از فیض او یافتہ ام اگر در ستایش
گفتارش آنچہ واقعی ست تحریر کنم از ارباب مطالعہ کمتر بودہ باشند کہ گمان
مبالغہ نبرند کہ سخن شناس و ادا فہم کمیاب است معہذا مجموعۂ غزلیات و قصائد
وے کہ در پارسی زبانست ببین کہ گواہ حسن طبیعت اوست ہ

پوچھو نہ اہل عشق کو کیا ہین کہانکے ہین	اچھے ہین جسطرح کے ہین جو ہین جہاںکے ہین
کوئی ہوا اونکی وحشت دلکا علاج ہو	اک ہم اگر نہین نہ سہی مدعی سہی
ہین نامدار ہجر و عدو کامگار وصل	وہ کام کر گیا ہے تو مین نام کر گیا
بزم جانان مین جو جاتا ہون تو فرماتے ہین	ایک یہہ بھی مرے ایام کی شامت آئے
غیر تنہا بدست ہے ہم کامیاب	یار بھی قسمت سے اچھے پڑ رہے

شیدا میر مجبو جان در ایام شباب ازین خاکدان رحلت کرد از
تلامذۂ مومن خان بود با حضرت شیفتہ نرد مودت میباخت ہ

تا شکر ہم نہین ہین ادہر کو نگاہ ہے	پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا ہین کہین کہین مژگان بھی تر نہو	مر جائے کوئی اور کسیکو خبر نہو
وہ دشمنی ہین کیونکر ہون یہہ بات بھی نہین	کہتے ہین زہر دیکے الٹی اثر نہو

شیفتہ نواب مصطفے خان بہادر فرزند عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

مرتضے خان بہادر مظفر جنگ ترجمہ حافظہ اش از تذکرۂ **شمع انجمن و صبح گلشن**
در یاب آنچہ مناسب اینجاست پیشکش نظر ارباب مذاق است حضرت شیفتہ از
آوان صبا بمشق سخن مصروف بود و عمرے درین شغل بسر برد و در مراتب نظم و نثر
ادائے خاص دارد و بہر دو زبان ریختہ و پارسی سہرے کہ بطراز داز سن پریں
کہ مدتے بروش او حرف گزاردہ ام و فیضے کہ صفت او معنوی افتد یافتہ ام
سبحان اللہ سخن از کجا بہ کجا کشید قصہ مختصر کنم وے در ریختہ شیفتہ تخلص
میکند و در پارسی حسرتی و از تلامذہ حکیم مومن خان کسے بجاہ او بر نخاستہ میرزا
نوشہ و حضرت آزردہ را با وے مودتے کہ در میان بود نتوان گفت و در العہد
کہ پدر بزرگوارم بدہلی رفتند و از حضرت آزردہ اکتساب علم میکردند با جناب شیفتہ
ربطے خاص داشتند توفی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی سنۃ ستۃ و ثمانین
و مائتین والف الھجریۃ درین نزدیکی مہر ورز لطف گستر نواب مرزا خان داغ
بطلب نامہ نگار دیوان ریختہ حضرت شیفتہ روان داشتہ و ممنون لطف ساختہ
از جائے چند انتخاب کردہ آمد ؎

اے مرگ آ کہ میری بھی رہجائے آبرو — رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کی وفات کا
ندیا ہائے مجھے لذت آزار نے چین — دل ہوا رنج سے خالی ہی تو جی بھر آیا
میری ناکامی سے فلک کو حصول — کام ہے یہہ اوسی ستمگر کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے — دیکھا اثر یہہ نالۂ بے اختیار کا
خوبی بخت کہ پیمان عدو — اوسکو ہنگام قسم یاد آیا
کسلئے لطف کی باتین ہین پھر — کیا کوئی اور ستم یاد آیا
ہائے اوس برق جہان سوز پہ آنا دلکا — سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دلکا
ہے ترا سلسلۂ زلف بھی کتنا دل بند — پھنسنے سے پہلے بھی مشکل تھا چھٹنا دلکا

کہتا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ	دیتا کسیکو دل تو وفادار دیکھکر
کہتے ہین بیوفا مجھے ہین نے جو یہہ کہا	مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب	پہنچا دو یہہ پیام اجل جان بلب تلک
یان ہجر ہے رہا ہی نہ وان ناز دلفریب	شکر ہجار یا گلہ بے سبب تلک
ہان جان بلب کسی کی اشارت کی دیر ہی	دیکھے ہے اوس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم
اے جوش رشک تب عدو اتو مت اوٹھا	بیٹھے ہین دیکھہ بزم مین کس التجا سے ہم
طوفان نوح لانے سے اے چشم فایدہ	دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھہ اثر کرین
کچھہ اور بیدلی کے سوا آرزو نہین	اے دل یہہ یاد رکھیو کہ ہم ہین تو تو نہین
سحر او نکو ارادہ ہے سفر کا	قیامت آنے مین شب درمیان ہے
جس لب کے بوسے غیر لے اوس لب سے شیفتہ	کمبخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے
بزم دنیا مین ہر دو شخص کو کب عیش نصیب	سو تجھی کو رہے مجھکو تو یہہ غم ہی بس ہے
اے عدو کسلیے ستا زان ہی سمجھہ تو آخر	جس سے ہم خوار ہوئے ہین وہی عزت ہے
اے جان لب پر آکے ٹھہرنے سے فایدہ	رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا سے چلے

صاد مہملہ

صابر مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر نسبش تا جہاندار شاہ بادشاہ دہلی میرسد از تلامذۂ عبدالرحمن خان احسان و مولوی صہبائی علیہ الرحمہ بود تذکرۂ گلستان سخن بنام او غازۂ شہرت دارد از گلستان سخن انتخاب اشعار کردہ آمد و درین نامہ نگارش یافت ۵

محفل مین ہین تو اودس لب میگونکے ساتھ	نام شراب لے کے گنہگار ہو گیا

ہے نگاہِ آشنا کو ہر جگہ جلوہ سے ربط — دیر بھی کعبہ تھا جب ہین ناصیہ فرسا ہوا

ہماری خاک ہین اتنی کہان رسائی ہے — نہ جانئین دلمین ترے کسطرح غبار آیا

وہ ہی بت قاتل ہی جسکو عمر بھر پوجا کئے — ڈر ہی منھہ کیا لیکے جاؤن داور محشر کے پاس

مرتا ہون قبر مین بھی ہے [illegible] — پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہو

مجھہ سے ہی چاہتا ہے وہ ہر ہر ستم کی داد — سمجھا ہی اپنے ظلم کا اک قدر دان مجھے

ظالم جفاکشی کی ہوس تو نکال یون — تجھسا ستم شعار ملیگا کہان مجھے

مرگ شب وصال کی خوبی ہے ورنہ غیر — رکھتا نہ گھر مین تا بہ سحر میہمان مجھے

صادق میر جعفر علی خان دہلوی از تالیفات اوست بہارستان جعفری ؎

شرم سے نام وہ نہین لیتا — پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صبا میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی از تلامذۂ خواجہ آتش بود دیوانے دارد در ۱۲۷۱ درگذشت در سخن سنجان لکھنؤ غنیمت است ؎

کیا بنایا ہے بتون نے مجھکو — نام رکھا ہے مسلمان میرا

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے — خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

صبا منولال لکھنوی از شاگردان مصحفی ؎

چرخ کوکب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین — کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین محمد سہسوانی از چندماہ باینکے اقامت در بھوپال افشردہ در پارسی از مولوی نجف علی خان صاحب سفرنگ دساتیر نسبت تلمذ دارد و در ریختہ زانوئے تلمذ پیش مولوی محمد ایوب خان گلشن تخلص رامپوری تہ کردہ و چندے بخدمت برادر بزرگوار خود منشی محمد انوار حسین تسلیم مشق سخن نمودہ سپس بزور طبیعت خدا داد ترقی فن کردہ در معاصران خویش

ممتاز آمد در تاریخگوئی محسود روزگار است ہرچند در رامپور از کاملان این فنون موجود بودند لیکن میگویند کہ بمقابلہ تاریخگوئی وصنعت نگاری وے انگشت حیرت بدندان واز مقابلہ پشیمان امروز آنچہ در تلک اوست غزلے چند است کہ در مشاعرہ تکلیفش دادہ اند وپیوند محبت او با نامہ نگار خیلے استحکام دارد از ہنمات دوران است از تالیفات اوست مثنوی متولت خسروی بیرد از سکندرنامہ در ستایش والی رامپور ولسان العجم در فن لغت وسراپا سخن در مصطلحات

ص

جگر کو دلکو دونون کو برابر تولے کہا ہی
اوسے غم دوست ٹھیراون تو یہہ درد آشنا ٹھہرے

کوئی ارمان نہ باقی دل پر غم مین ہے
تم ذرا پاس سے کہدو مرے ماتم مین ہے

نہ ہے عاشق غم دوست الہی دل شاد
عیش کا ٹھاسا کھٹکتا دل پر غم مین ہے

درد ہوجائے محبت تری آنسو ہوجائے
گھر کرے دلمین مرے دیدہ پر نم مین ہے

بھلا ہو خیر کی ہمت رہی میخانے والے مین
فقیر مست کو ملجائے چلو بھر پیالے مین

ہر اک جا پر نیا ہی نام اونکے خال مشکین کا
سویدا دلمین پتلی آنکھہ مین ہی داغ لالے مین

اغیار سے خالی ہو شب وصل کی خلوت
اندیشہ نہ دلمین ہو نہ آنکھونمین حیا ہو

چٹکی کوئی خاک قدم یار کی دیدو
چلتا ہوا نسخہ ہو تو عاشق کی دوا ہو

ملجائے فقیرونسے بھی آنکھہ ای شہ خوبی
ہو خیر تری شرم کی چتون کا بھلا ہو

ناتوانی مین لاغری مین مرے
کچھہ پتے ہین تری نزاکت کے

مردہ دل ہون شکستہ خاطر ہون
ہین نشان مجھہ مین ٹوٹی تربت کے

چھوڑکر وعظ میکدے کو چلو
یہہ بھی سن لینگے وقت فرصت کے

کون ہے کسکو ستے ہو آج
مر چکے ہین صبا تو مدت کے

کیا خط کا جواب خیر ہوئی
بچ گیا ناک کان سے قاصد

ہوئے ہین کشتۂ حسرت کے دشمن دوستدارونمین — قضا ہی نوحہ خوانونمین اجل ہی سوگوارونمین

تمکو آئینہ سے فرصت ہی نہین — کونسا وقت ہے تنہائی کا

دل جو قابو سے چلا نالۂ دل کہہ اوٹھے — ٹھیرئیے ہم بھی تو اے بندہ نواز آتے ہین

اپنی اپنی ہے اداؤ ڈھنگ ہے اپنا اپنا — ہم وفا سے وہ جفا سے کہین باز آتے ہین

ہائے وہ اوسکا شب وصل بگڑ کر کہنا — ہمیں مہمان سے یون ہی بندہ نواز آتے ہین

شکل درداو ٹھتے ہین گر پڑتے ہین آنسو ہوکر — تیرے کوچہ مین جو ارباب نیاز آتے ہین

کھنچتے ہی اون کی ابرو کی شبیہہ — کھچ گئی ہے مانی و بہزاد مین

ہم نہ دیکھے کیا کہین لطف چمن — آنکھ کھولی خانۂ صیاد مین

کسکے آنے سے یہہ شادی مرگ ہے — لگگیا شیون مبارکباد مین

تم نہ آئے تو بھی اک جلسہ رہا — کٹ گئی شب نالہ و فریاد مین

کہتے ہین صفدر سے کرینگے اور ظلم — دیکھین کیا کیا ہین اثر فریاد مین

دل بھی اب پہلو تہی کرنے لگا — ہوگیا تھا تمہاری یاد مین

دادخواہی کون محشر مین کرے — ہے مزہ سبکو تری بیداد مین

صفا مرزا سعید الدین کہین برادر مرزا رحیم الدین حیا و ہم شاگرد اوس ٥

پوچھتے ہین کہ کہان بیٹھے ہو اور جاتے ہین — کہ بجز دشت ٹھکانا نہین دیوانون کا

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتی منہہ سے — کون ٹکرائے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفا پیرن شاہ فرزند رتن شاہ دہلوی رح تلمیذ ذوق دہلوی ٥

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا — یہہ خرابی ہے منہہ لگانے مین

صفدر صفدر بیگ خلف حیدر بیگ از سکنائے کرنال ٥

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس — اب تلک تم مری عادت سے خبردار نہین

صفدری میر صادق علی کہین برادر میر نظام الدین ممنون کا فرے بیگناہ ہشتر

از ہم گذرانید ع این ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد ؎

نہیں معلوم دلمیں صفدری کے درد کیسا ہے
کہ ہر دم ہاتھ سینہ پر وہ بیٹھا باندھ رکھتے ہیں

صفدری قد کو کہیں اوسکے کہا تھا گل سرو
سیدہی اوس شوخ نے کیا کیا نشانی مجھکو

صفیر میان جان دہلوی از تلامذہ مومن خان ؎

[illegible] جان جائے تری اور میں پوچھا
ہے [illegible] خدا نخواستہ یہ مت لکھا کہا

ہوا ہو سہو تو پھر خوب یاد کر لیجے
کہ رہ نجائے کوئی جور امتحان کے لیے

ضاد معجمہ

ضابط میر علی موطنش دہلی ست ؎

حشر میں خاک سے سب لوگ تو نکلے لیکن
قبر عاشق سے جو دیکھا تو دہواں سا نکلا

نام کی تو شرم کر ضابط خدا کیواسطے
یہہ ترا گریہ تجھے آخر بہا لیجائے گا

ضاحک میر غلام حسین پسر میر عزیز اللہ دہلوی ؎

کیا دیجئے اصلاح خدائی کو ولیکن
کافی تہا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی در عظیم آباد پاے اقامت افشردہ در سنہ ۱۱۹۴ھ یا سنہ ۱۱۹۶ھ آنجہانی شد از شعرائے نامی ست ؎

نے دل جلا ہوں آہ نہ میں سینہ تفتہ ہوں
میں داغ یاس و حسرت یاران رفتہ ہوں

طاء مہملہ

طالب مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین خان

ثاقب از تلامذہ میرزا غالب است گویند امروز مشورۂ سخن با مولوی الطاف حسین حالی میکند ہ

وہ جب کرتے ہین طالب عدہ رہتا ہی بپا جھگڑا — ہمیشہ آس ہین اور یاس ہین او شوق و حرمان
در سے اوسکے اوٹھے اوٹھائے ہوئے — ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طرب مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانیسری اوج استفاضہ علمی از مولوی صہبائی نمودہ و اصلاح شعر از مولوی عبد الکریم سوز گرفتہ ہ

بہت ہی ملتی ہی اسکی طرب سے کچھ صورت — موا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا
اور ملتا ہی نہین مجھکو ٹھکانا کوئی — پھر پھر اکر ترے دروازہ پہ آجاتا ہون
کیون کیا ترک ملاقات کو رفتہ رفتہ — یون ہی کہدو کہ ترے ملنے سے ہی عار مجھے

طرز احمد حسین دہلوی از شاگردان مرزا قیصر ہ

پڑی ہین حسرتین خون گشتہ لاکھون — مرے مدفن سے اوسکی رہگذر تک
اتنا تو صبر دے ہمین یارب کہ ہجر و وصل — جلدی کرین نہ اوسن تدبیر آشنا سے ہم
ابکے ملجائے وہ تو کام نہین — اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین

ظای معجمہ

ظفر ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی احوال و اوصافش از بیان مستغنی ست در اکثر خطوط دستی توانا داشت سخن بر شاہ نصیر دہلوی میگذرانید سپس نسبت تلمذ بخاقانی ہند ذوق درست کرد بعد وفات ذوق خدمت اوستادی بہ میرزا غالب متعلق گشت وے را چہار دیوانست فرصت کجا کہ بانتخاب آنہا پردازیم این بیتے چند ست کہ از تذکرہ چند برداشتیم خدایش بیامرزاد خیلی خوش گفتہ ہ

جو دیکھوں بزم میں اوس شوخ جنگجو کیطرف
چھری کو دیکھکے دیکھے مرے گلو کیطرف

ہمارے آگے ہی ذکر اگلے دوستدارونکا
پرانے مردونکی وہ ہڈیاں اوکھاڑتے ہیں

جنون میں کیا مری پیوند پیرہن میں لگے
کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن میں لگے

کبھی تو آؤ ہمارے گھر میں سنو ہماری بھی چار باتیں
عجب ہے شکوہ رقیب کا یہاں ہزار منہہ ہیں ہزار باتیں

ہم بتونکے دلکو جذب دل سے کھینچ جائینگے
پیر بڑے پتھر ہیں یہہ مشکل سے کھینچ جائینگے

نہ پہونچا کوئی اپنے پاس پہونچا جبکہ وقت اپنا
اجل کو آفرین ہے وقت پر پہونچی تو یہہ پہونچی

ہمیشہ رہتے ہیں اونکی مصاحبت میں بھی
ظفر ملاتے ہیں جو ہاں سے ہاں نہیں سے نہیں

ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
کچھہ کہیں یا نہ کہیں آپکی صحبت والے

قیمت جنس دل اپنی میں کہوں کیا تم سے
پوچھو کیا دیتے ہیں بازار محبت والے

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمہیں
اے نالو ہاتھہ آئے بقیمت اثر تو لو

اسکو خط میں نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا
پھر نہیں لکھنے کا کہئے تو مچلکا لکھدیں

قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو

نہ دیا بوسہ نہ منہہ تمنے لگایا منہہ سے
آپ کہتے رہے یوں ہی ہمیں کیا کیا منہہ سے

اوسیکو دوست سمجھتے ہیں وہ جو کچھہ نہ کہے
کرے جو اونسے جواب و سوال دشمن ہے

میں جو کہتا ہوں بیوفا ہے رقیب
وہ مجھے کہتے ہیں کہ تو کیا ہے

ظہیر سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزائی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس اوستاد محمد بہادر شاہ از شاگردان ذوق دہلوی بود

مانا کہ تم سے دل نہیں ملتا نہیں ملے
کیا مجھہ سے خاک میں بھی ملایا نہ جائیگا

کوے دشمن سے گذرنا کیا تھا
اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

عین مہملہ

عارف میر [illegible] ارشد تلامذهٔ [illegible] مصحفی [illegible]
خیلے آگاہ بود آخر الایام در مرادآباد طرح سکونت ریختہ و ترک شعر و شاعری گفتہ بہدایت
خلق اللہ پیش گرفتہ ؎

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی
ہاتھہ دلپر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا

عارف نواب زین العابدین خان خلف نواب غلام حسین مسرور تخلص از
جرعہ نوشان سرچشمۂ فیض میرزا غالب بود دیوانے دارد در سنہ ۱۲۶۹ اجلش در رسید
از گفتار وے جی تراود کہ دستگاہے بلند درین فن داشتہ ؎

ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی تھی یارب
سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے دامنکا

شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین پاتی
دشوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا

سخت شرمائے ہین اتنا نہ سمجھتا تھا انہین
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرتا

دیوانگی مین خیر کو دون خاک گالیان
اب مانتا ہے کون برا میری بات کا

مفلسونکو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال
کھائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا

امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
یہہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین

غصہ مین اونکو کچھہ نرہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہم نے شکوا وٹھائے عتاب مین

دیکھا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین

نہ تو روزن کوئی سینہ مین نہ پہلو مین شگاف
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے

بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی
کوئی جسوقت مرے سر پہ بلا آتی ہے

کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین
کہین آپسمین اگر ذکر وفا آتا ہے

عرشی میر احمد حسن برادر کلان پدر عالی گہرست در شباب از جہان رفت و کان ذالک فی ۱۲۷۰ھ گفتار خویش بر میرزا غالب میگزرانید در قصیدہ گوید ع

سلوب ہین سباہل زبان ہیرے سخن سے
ہون نزلہ ربا غالب اعجاز رقم کا

ورسیت [illegible] اور [illegible] تھا اشتہ [illegible] پارسی و ریختہ حرف می زد قوت طبع و جودت ذہن کہ اورا بود کمتر از کسے بر فراز پیدا آید کلام پاکیزہ اش بیشتر صنائع شد آنچہ ما یافتہ ایم بنا بر ضابطہ بیتے چند ازان می آریم ع

مجھے خوشی ہے ترے عشوہ ہائے پیہم کی
رہے نہ کوئی ستم عذر امتحان کیلئے

شعلۂ عشق وہ ہے جس سے زبان جلجائے
یون تو پتھر کے بھی سینہ مین شرر ہوتا ہے

جولان کہان کیجیے گر لامکان نہو
ہمت کسے دکہائیے گر آسمان نہو

اے وضع احتیاط یہ فصل بہار ہے
گلبانگ شوق زمزمہ خیز فغان نہو

اتنی ہی آرزو ہے ہمین تجھسے اے فلک
یہ اونکی آن نہین بھی نہو جو ہان نہو

حاضر ہون آج مجمع دیوان عام مین
پھر کچھ کسیکو حوصلۂ امتحان نہو

کیا اک بات مین جامہ سے باہر
شب وصل اوس نے جب تجھ سے حیا کی

خود آرائی نہ چھوڑینگے یہ کافر
خدائی یون تو برحق ہے خدا کی

سنتا ہی نہین کوئی مرے دردنہانکو
قلقل نہین کہتا کبھی مینا مرے آگے

سحر جو مینے کہا ہو قصور شب کا معاف
تو ہنسکے بولے کہ چل دور ہو ہوا سو ہوا

عرشی منشی عبد الحی خلف منشی رسول بخش از اہالی کاکوری ست ع

مجھے یاد آگئی صبح شب وصل
بہت کچھ دہوم تھی روز جزا کی

تبسم سے تمہارے بلبلو نین
ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی

عزیز مولوی عبد العزیز خلف مولوی صہبائی کتب درسیہ بخدمت پدر بزرگوار خود

گذرانیدہ طبع ہموارہ داشتہ ہ

خدا نخواستہ کیا ہمکو اس سے تہا انکار	عزیزہ کعبہ اگر کوچہ بتان ہوتا
ساقی چلے ہے بزم مین کسکا جگر کہ آج	ہر سو روان ہے قافلہ بوے کباب کا
خرام ناز مبارک تجھے ولے اے برق	خیال رکھیو ہمارے بھی آشیانے کا
یاد کرتے ہو تجھے گرچہ تری طرف سے پر	مین اسی بوجہ سے اٹھانکے دبا جاتا ہون

عزیز محمد عبد العزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری خیرآبادی نواسۂ منشی عبد الکریم میر منشی ریاست بھوپال از شاگردان استادی افتخار الشعرا شہیرست و در پارسی نیز سخن میگزارد ہ

بوسہ تم غیر کو دو غیر تمہین پیار کرے	منہ کو بیٹھا مین تکون ہائے رے قسمت میری
آج ہوتی ہے بیکسی بیکس	تیرا بیمار ہجر مرتا ہے

عشق شاہ رکن الدین دہلوی خلف شاہ گھسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا در عظیم آباد سکونت ورزیدہ بوقار بسر برد دیوانے دارد ہ

تیر کے نام پر تڑپتا ہے	اسطرح کا کہین جگر دیکھا

عشق حکیم میر عزت اللہ خان خلف حکیم قدرت اللہ خان قاسم از تلامذۂ ثناء اللہ خان فراق واز پدر خود نیز مستفید بود دیوانے دارد ہ

تم غیر کے گھر بیٹھکے دل شاد کروگے	ہم کون ہین صاحب ہمین کیون یاد کروگے

عشق شیخ غلام محی الدین از سکنائے میرٹھ مبتلا ہم تخلص میکرد دیوانے دارد ہ

کہے ہے سن کے وہ یون مبتلا کے قصہ کو	کہ خواب ناز کو تازہ یہ اک فسانہ ہوا

غین معجمہ

غالب فخر عرفی و غیرت طالب میرزا نوشه اسد الله خان المخاطب بنجم الدوله
دبیر الملک نظام جنگ بهادر افراسیابی دودمان اکبرآبادی مولد دهلوی مسکن
لفظ غریب تاریخ ولادت اوست و وفاتش در ۱۲۸۵ھ واقع شده از تالیفات اوست
پنج آهنگ و دستنبوے و مهر نیمروز و قاطع برهان در پارسی زبان دیوانے دارد
مجموع ابیاتش ده هزار و چارصد و بست و چهار است در اوائل بروش میرزا
بیدل حرف میزد آخر الامر اندازے دیگر مطبوع ابداع نموده و دیوانے که در
ریخته است فراوان ابیات ازان ساقط کرده قدر قلیلے انتخاب زده است اوّلاً
اسد تخلص میکرد چنانچه در بعضے مقاطع غزلیات هنوز موجود است مدت مشق
وے پنجاه سال است در پارسی پایه اش از فحول اساتذه کم نیست و در ریخته
همرتبه اش بسیار اگر کسے ست اگرچه حدیقهٔ نظم را نوبهار ست در عرصهٔ نثر نیز مرد کار ست
قدرتے که بر جمیع اصناف سخن اورا [illegible] گفت نه می بینی که توجه بعضے سخنوران
همه بغزل معطوف ست و جز غزل نغمهٔ دیگر نمی توانستند سرودن و راس المال
برخے همه قصیده است و جز قصیده ترانهٔ دیگر از ایشان نتوان شنودن و
علیٰ هذا القیاس غالب سخنوریست که اگر زمین غزل است آسمان بروهٔ اوست
و اگر عرصهٔ مثنوی ست پائمال کردهٔ او چگامه اش بقصیده عرفی همپایه است
و چامه اش چون غزل نظیری گرانمایه و شگرف تر آنکه وے بهر وادی که قدم
میکشود بسرعت تمام می پیمود و باینهمه فروغ مضامین و چستی ترکیب و شوکت
الفاظ و رنگینیٔ معنی و متانت بیان و شستگی زبان که از شعر اکثر کسے را بالقوه میسر
بود بالفعل نصیب او بود آنچه به نسبت دیگران مبالغه اش نامند در حق او نفس الامرش
خوانند انصاف بالاے طاعت ست اگر به پیشینیان همسرش نگوئیم که الفضل
للمتقدمین دیوانه ئیم که بیشترش از ایشان پنداریم و با کمال سخنوری

کمال سخن فہمی داشت وچنانکہ می شاید لطف شعر می برداشت حضرت شیفتہ می نگارد وے مضامین شعری را کما ہو حقہ می فہمد و بجمیع نکات و لطائف پی میبرد و این فضیلتیست کہ مخصوص بعض اہل سخن ست اگر طبع سخن شناس داری باین نکتہ برسی چہ خوش فکر اگرچہ کمیاب ست اما خوش فہم کمیاب تر خوشا حال شخصے کہ از ہر دو شرفے یافتہ و حظے بر بودہ انتہے بنا بر ضابطہ شعری چند ثبت میشود ورنہ دیوانش ہمہ نقطۂ انتخاب است ہ

تیشہ بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد — سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تھا

جاتی ہے کشمکش کوئی اندوہ و درد کی — دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا

میں نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹوں — وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہوا

گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانہ کی — در و دیوار سے ٹپکے ہے بیابان ہونا

کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبہ — ہائے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لیکے رہ گئے — صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

غم فراق میں تکلیف سیر گل مت دو — مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا

وائے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہو — اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہاں ہو جائیگا

اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھہ پر ہوا

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے — دشت کو دیکھہ کے گہر یاد آیا

رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف — عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گہر کی آبادی — ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھکر در و دیوار

اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے — کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پہ

گرنی تھی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر — دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھہ کر

مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے — بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس

وہ حلقہ ہائے زلف کمین میں ہیں اے خدا — رکھہ لیجیو میرے دعوی وارستگی کی

لون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے
غالب یہہ خوف ہی کہ کہانسے ادا کرون

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
ایک چکر ہے مرے پاؤن مین زنجیر نہین

ترے سرو قامت سے اک قد آدم
قیامت کے فتنہ کو کم دیکہتے ہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینے کی بھی امید نہین

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سنکے ستم ظریف نے مجہکو اوٹہا دیا کہ یون

قیامت ہی کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا
تعجب سے وہ بولا یون بہی ہوتا ہی زمانے مین

اہل تدبیر کی واماندگیان
آبلون پر بہی حنا باندہتے ہین

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتے ہو
ہم وہ عاجز کہ تغافل بہی ستم ہے ہمکو

عاشق ہوئے ہین آپ بہی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچہہ تو مکافات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجہے دنرات چاہیے

ریہے اوس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف برطرف تہا ایک انداز جنون وہ بہی

مرے دلمین ہی غالب شوق وصل و شکوہ ہجران
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین یہہ بہی کہون وہ بہی

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بہی اوسکو آتی ہی تو شرما جائے ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بہی کیا کیا ناز ہین
کہینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کہنچتا جائے ہی

غم دنیا سے گر پائی بہی فرصت سر اوٹہانیکی
فلک کا دیکہنا تقریب اوسکے یاد آنے کی

ے رہا ہی در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیابان مین ہین اور گہر مین بہار آئی ہے

ن ہجوم ناامیدی خاک مین ملجائیگی
یہہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل مین ہے

ارہ نے بہی کام کیا وان نقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکہر گئی

پہر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین
پہر وہی زندگی ہماری ہے

ہ مژدہ وصال نہ نظارہ جمال
مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

ے مجہکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچہہ تجہکو مزا بہی مرے آزار مین آوے

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور	دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی
منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید	ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیے
وعدہ آنیکا وفا کیجیے یہہ کیا انداز ہے	تمنے کیون سونپی ہی میرے گھر کی دربانی مجھے
کبھی نیکی بھی اوسکے جی مین گر آجائے ہے مجھسے	جفائین کرکے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھسے
گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے باینہمہ	ذکر میرا مجھہ سے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے
مین بلاتا تو ہون اوسکو مگر اے جذبہ دل	اوسپہ بنجائے کچھہ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

غضنفر غضنفر علی خان نبیرۂ غلام حسین خان کڑورہ لکھنوی از شاگردان جرأت است حضرت شیفتہ می فرماید کہ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگرد دانش ممتاز است دفقیر شعرے ندیدم کہ نظر بران این معنی باید پذیرفت الابیت اون بسیار مشابہ بانداز اوستاد اوست و ہو ہذا ؎

کہتا تہا اس مریض کو کل وہ سُنا سُنا	کردے کوئی معاف کسی کا کہا سُنا
کبھی دیکھی جو کل تصویر مجنون	تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم

غمگین میر عبد اللہ پسر میر حسین تسکین از شاہجہان آباد رخت بربست و نزد پدر خویش برامپور رفت و آنجا قالب تہی کرد از نوجوانان بود ؎

آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چکے تھے ہم	تم نے تو کہدیا کہ ہمین کچھ خبر نہین
کمی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب	کچھہ اور دے مجھے مژگان خونفشان کے لیے
اب آیون ہی میرے سینہ سے لگجا	گرہ وا ہو چکی بند قبا کی
چاہیے تہا کوئی مرنے کا بہانا دلکو	تم چلے روٹھہ کے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے

الفاء

فاخر مرزا جھینگا قوم مغل از باشندگان دہلی

لب ہی تک آ کے پھر گیا نالہ	ورنہ کیا جانے کیا سے کیا ہوتا
تھا دلمین بوسہ سوتے مین لیجیے پہ کیا کہین	سو کے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہو گیا

فاخر منشی محمد فاخر حسین خلف منشی محمد احتشام الدین سہسوانی در اوائل اصلاح از ہمین برادر خود منشی انوار حسین تسلیم میگرفت اکنون از منشی منیر اتفاق می افتد قانون شریعت محمدی ازوست شنیده شد کہ دو دیوان ریختہ دارد و دیوان ثانی در یک قافیہ و ردیف است قریب یکہزار غزل دران بوده باشد

شرط بوسون کی وہ اگر جیتے	فاخر اسمین بھی اپنی ہار نہین
آئینہ کہتا ہے فاخر دیکھکر میری طرف	کیونکر آجائے ترا انداز حیرانی مجھے
مین تو روٹھا ہوا بیٹھا ہون مناتا ہو وہ شوخ	شکل ایسی کوئی تصویر مین بہزاد رہے

فدا مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر از شاگردان مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب رندمین	جب تلک پیکار ہونگا جی مرا گھبرائے گا

فدا فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل از سکنائے لکھنؤ اولاً در سلک تلامذۂ میر ممنون منتظم بود عاقبت زانوے ادب پیش مصحفی تہ کرد ازوست

نہین کہتا وہ قسم غیر کے گھر جانیکی	سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانیکی

فراق حکیم ثناء اللہ خان برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت از ارادتمندان خواجہ میر درد بود قدس سرہ و نیز نسبت تلمذ با ایشان داشت دیوانے گذاشتہ از ریختہ گویان بود

چمن کی سیر کو آجاتے ہین کبھو گلچین	دماغ کسکو یہان آشیان بنانے کا
یہ غم ہے ساغر و مینا چھٹے کہ میرے بعد	ذرا بھی تمکو نہین کوئی منہ لگانے کا

دامن تلک گیا تھا کہین اوسکے دست وہم
اللہ رے نازکی وہین چولی مسک گئی

تم گالیان جو دو تو مین چپکی ہی کیا لگون
پیارے کسیکا ہاتھ ہہ کسی کی زبان چلی

فروغ محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا صابر او راست ؎

دل تو ہم دینگے اوس ستمگر کو
وہ بھی سمجھے اسے اگر اپنا

پیچ دینے لگی وفا دل کو
اپنا انداز تو سکھا دل کو

فصیح مرزا جعفر علی مرثیہ گو خلف مرزا ہادی لکھنوی از تلامذۂ شیخ ناسخ ؎

مجھہ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین
تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فغان اشرف علی خان مخاطب بہ کوکل تاش خان کوکۂ احمد شاہ بادشاہ ابن مرزا علیخان از باشندگان عظیم آباد و شاگردان علی قلی خان ندیم بود دیوانے دارد در ۱۱۸۶ھ جا بسہ گذاشت ؎

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے
خفت ہوئی مجھے دل امیدوار سے

ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے
انہین باتون سے یہہ کمبخت خفا ہوتا ہے

دلمین اوس شوخ کے ہو یا رہ وفا سو معلوم
کہنے سننے کے لئے بات بنا رکھی ہے

فیض میر فیض علی پسر میر تقی در سرکار وزیر الممالک با پدرش بسر می برد او راست ؎

گل کہا موکے تھے جنکے لئے جسم زار پہ
دو پھول بھی نہ لاے کبھی وہ مزار پہ

فیض مولوی فیض الحسن سہارنپوری حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول در نظم عربی ید بیضا دارد وہمپایۂ او درین فن کسے نیست واحیانًا در پارسی و ریختہ ہم فکر مینماید وسحر طرازیہا بکار می برد از تصانیف اوست شواہد تفسیر بیضاوی وشواہد خمسہ و تذکرۂ صحابہ مفصّل وحاشیہ بر مشکوٰۃ وجلالین وحماسہ وکتابے در انساب وایام عرب وتحفۂ صد یقیہ واز مثنویات معروفہ اوست

رونقہ فیض وچشمہ فیض درین نزدیکی حسب طلب نامہ گرد آوریدہ چند کہ لطف داشت نگاشتہ می آید کلامش لطیفیکہ دارد نتوان گفت ؎

غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتے ہو	برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا
گو وہ سنتے نہیں پر ہم تو کسی حیلہ سے	ایک دو بات محبت کی سنا جاتے ہیں
مرنے کے بعد ذکر قیامت عبث ہے ہا	سوتے سہی مگر نہ ملی داد خواب کی
پہلے بھی مدتوں سے نہ تھی قدر و منزلت	پر شب کی منتوں نے ڈبو دی رہی سہی
تھے اپنی زندگی سے میاں فیض سخت تنگ	آخر یہ سن لیا کہ وہ کچھ کھا کے مر گئے

القاف

قابل مرزا علی بخش از دودۂ تیموریہ تلامذۂ شیخ ابراہیم ذوق بود ؎

کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا	کہ میں عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
احوال گریہ سنکے مرا یار نے کہا	اے لو ابھی سے عشق میں اس نے تو رو دیا

قاسم سید قاسم علی خان نواسہ عطا حسین خان تحسین صاحب نوطرز مرصع کہ مخاطب بمرصع رقم بودہ از باشندگان لکھنؤ ست در موسیقی دستگاہے داشت ؎

جو ہاں ہوئی تو جیں گے نہیں تو جائنگے	ہماری زیست و مرگ آپکی زبان میں ہے

قاسم حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی تلمیذ ہدایت اللہ خان ہدایت از مریدان حضرت مولانا فخر الدین بود قدس سرہ در سنہ ۱۲۳۶ھ وفات یافت دیوانے دارد و تذکرہ کہ دران کلام ارباب ریختہ فراہم آوردہ ؎

قاسم کے ساتھ بادہ خوری تھی تمام شب	اور نام سے ہے اوسکے تجاہل علی الصباح

دشنام دے سناتے ہو روٹھے کو آن مین
کیا جانے کیا فسون ہے تمہاری زبان مین

تفصیل سے کہہ قاسم حالِ دلِ دیوانہ
ہم سے نہ چھپا ظالم ہم یار ہین یارونکے

کہا مان قاسم نہ روک آنسوؤنکو
یہہ رکتے ہین ناحق گلوگیر ہوکر

قایم شیخ قیام الدین از باشندگان چاندپور متعلق سنبھل مرادآباد وارشد شاگردان سودا و تلمیذ میر درد ہم اورا نوشتہ اند در سنہ ۱۲۱ھ داعی اجل را لبیک اجابت گفت دیوانے وارد و تذکرہ شعراء ریختہ ہم ازوست حضرت شیفتہ میفرمایند انچہ بعضی از شناسان سخن بمکانت سودا می شمارندش حرف در دیوانگی شان از جنون ست از بہرہ اندوزان دانش نماید پستی زمین را با فراز فلک یکے دانستن وارباب بصیرت چشم از حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب می توان گفتن بہرحال قایم در سخن دستگاہے دلپسند دارد گو بپایہ سودا مباش احاطہ بر اصناف سخن اورا میسر است لاسیما در قطعات و رباعیات مضامینے کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ انتہی از گفتار پاکیزہ اوست

قسمت کو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہان کمند
دو چار ہاتہہ جبکہ لب بام رہ گیا

غیر سے ملنا تمہارا سنکے گو ہم چپ رہے
پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا

تا بہ فلک نالہ تو پہونچا تہا رات
مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا

کوچہ گردی دل مجنون نے مری کی ایجاد
مبتذل جانکے ڈہب بادیہ پیمائی کا

معاملہ ہی یہہ دل کا اسے کہیگا وہ کیا
پیامبر کے ہمین ساتہہ آپ جانا تہا

ہر دم آنے سے مین بہی ہون نادم
کیا کرون پہ رہا نہین جاتا

ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر
روٹھا تہا آپ ہی تجہسے مین اور آپ ہی من گیا

سننے کا یار یہہ بہی کوئی طور ہے کہ آج
قایم نے تیرے ہاتہہ سے گہبرا کے رو دیا

گر زیست ہے تجہہ تک تو پہر کیا
صدقے ترے مر ہی جاینگے ہم

دو جہان بھی ملین تو بس ہے ہمین / یان کچھہ اتنی تو احتیاج نہین

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قایم لیکن / لبِ طلب اب بہی جو ملجاتے تو انکار نہین

قایم اور تجھہ سے طلب بوسہ کی کیونکر کیجیے / یون وہ نادان ہی پر اتنا تو بدآموز نہین

اتنا تو ہون ذلیل جو پوچھے ہے یہہ کوئی / تو چاہتا ہے اوسکو تو کہتا ہون نہین نہین

سنگ کو آپ کرین پل مین ہماری باتین / لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو

ہان وہ تو آدمی ہین کہ جنسے تمہین ہو ربط / کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو

قایم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار / ہے کیا برا جو مفت مین اک شعرخوان رہے

خدا نہ کرے وہ اوسے غیر سے تو کیا سروکار / تھی ایک بات ہمارے ہی یہہ جلانے کی

مفت تنگ دون ہون نہین دل تو بہی کوئی لیتا نہین / ہان مگر اسنے ہی کچھہ یہہ جنس سستی کیجیے

گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بہی نہ مر گئے / کہنے کو رہ گیا یہہ سخن دن گذر گئے

رو کے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصال / ہنسکے کہنے لگا طالع کی مددگاری سے

بتونکی دید کو جاتا ہون دیر مین قایم / مجھے کچھہ اور ارادہ نہین خدا نکرے

آخر تو جرم عشق سے کرتے ہین مجھکو قتل / یکبار اوسکے بہی تو کرین روبرو مجھے

قدرت شاہ قدرت اللہ برادر عم زاد میر شمس الدین فقیر از باشندگان دہلی ودر مرشدآباد سکونت ورزیدہ از شاگردان میرزا مظہر رح و جعفر علی حسرت بود در ۱۲۰۵ درگذشت دیوانے گذاشتہ از مشاہیر شعرا بود ع

سینا اوسکا ہی دل اوسکا ہی جگر اوسکا ہی / تیر بیداد جسے ہر رو کے سے گہر اوسکا ہے

قسمت نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلیخان دہلوی مقیم لکھنؤ از شاگردان جعفر علی حسرت بود در سرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدارے داشت ع

امیدوار بوسۂ لب ہے کہا کوئی / دیتا ہے تجھکو دیر سے بیار دعا کوئی

پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے / میرے تو ساتھہ وعدہ شام و سحر رہے

قلق امجد علی ولد محمد علی در گلستان سخن نام پدرش اسد علی نگاشته و بعہد عالم
از باشندگان لکھنؤ بود و از شاگردان فخر الملک نواب میر منّو بیتاب دیوانے دارد ؀

ہجوم آپکے در پہ ہے دادخواہوں کا	ستم تو دیکھیے ان شرمگین نگاہونکا
سنگ در جانان سے سر ہمکو ٹپک آنا	دو چار گھڑی دن کو دو چار گھڑی شبکو

قلندر شاہ قلندر از شاگردان میرزا مظہر جانجانان مذہب خود ترک گفتہ در سلک
اہل اسلام منتظم گشتہ ؀

تھمتے ہی تھمیگا اشک ناصح	رونا ہے یہہ کچہہ ہنسی نہین ہے

قمر مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب باقتخار الدولہ نایب غازی الدین حیدر
بہادر بادشاہ لکھنؤ فرزند منشی مرزا جعفر لکھنوی در گلشن بیخار ہمین پور مرزا تقی
ہوس نوشتہ بہرحال از تلامذۂ مرزا قتیل بود دیوانے دارد ؀

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا	عشق کا نام برا ہے او سے ننگ آہی گیا

قمر قمر الدین خان اکبر آبادی از طایفۂ یوسف زئی بود کہ شعبہ ایست از قوم
افغان ؀

کسیکے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم	ہزارون آفتین ہین ایک ہم ہین کچہہ عجب ہین ہم

قناعت مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ
از تلامذۂ عبد الرحمن خان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد ؀

او سکے یہہ کہنے کے ہین صدقے کہ گھبرا کر کہا	سانس اولٹی ہانکے کیون یہہ نوجوان لینے لگا
ضعف اپنا یان تلک پہونچا کہ ہم	آ نہین سکتے تمہارے دہیان مین
مجہہ مین اور تجہہ مین ہی سو سائے تجلی کا ربط	ایک مژدہ ہے یہہ کہنا ہی کہ منظور نہین
بظاہر آپ تو آئے ہین صلح کو لیکن	اسے کہ تیغ بہی زیب کمر ہے کیا کہیے
تا غمزہ خونخوار کا پاک اوس سے ہووا من	شوخی سے لیا نام قضا کام سے آگئے

اے بت جو چاہو سو کرو ستم — ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
شوق کو کثرت نظارہ سے تسکین تا ہی — حشر سے پہلے میسر ہو وہ دیدار مجھے
پڑ پڑ کے پاؤن مجھکو بٹھاتے ہین خار دشت — پھر ایسے قدردان ملینگے کہان مجھے

قیس مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا مراد علی بیگ در گلشن بیخار امداد علی بیگ نام پدرش آوردہ بہانا مشہدی اصل لکھنوی مولد ست سخن را بر حسرت عرض می نمود

پھرتا ہون ہر کسی سے ہین القاب پوچھتا — خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ — اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیصر مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ نسبت تلمذ بہ مومن خان داشت

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا — کیا نئی طرح سے ہم دلمین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش — اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون تمہین

کاف تازی

کامل مرزا ناصر الدین المعروف بہ محمد مرزا نبیرۂ عالمگیر ثانی از برادر عم زاد خود مرزا رحیم الدین حیا باستفادہ پرداختہ

کامل آشفتہ سر کو دیکھکر کہنے لگے — رہ گئے تھے اک یہی عاشق مری تقدیر کے

کرم شیخ غلام ضامن از اہالی کوتانہ بود چندے بہ شاہجہان آباد بسر بردہ و مدتے در حیدرآباد گزرانیدہ در بھوپال وفات یافت از تلامذہ مومن خان بود بہر دو زبان ریختہ و فارسی فکر میکرد و قوت نظمیہ بسیار داشت

تیر ناخوردہ ہما رشک سے کیا کیا تڑپا — استخوانون مین مرے دیکھکے پیکان تیرا

فرہاد و قیس عشق مین سرگرم لاف تھے
خاموش ہوگئے جو مرا نام آگیا

کیا ہی بہم ہوئی زلف اوس نے جو پوچھا مجھسے
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

سہو ینگے جور طاقت و تاب و توان تلک
لیکن یہہ پوچھتے ہین تجھی سے کہان تلک

چین جبین ہے موج تبسم نگاہ مین
ڈرتے ہے مجھے فریب کا تیرے یہان تلک

اے طفل اشک دیکھیے برباد کیجیو
ہر پارۂ جگر ورق انتخاب ہے

اوسکو شہرت کی تمنا ہے رسوائی کی
ہر کوئی آرزو سے نشو و نمار کتا ہے

کلیم میر محمد حسین دہلوی نبیرۂ میر تقی ہم در پارسی سخن میگفت و ہم در ریختہ فکر میکرد سخنوران اوستاد مسلّمش داشتہ اند دیوان و مثنوی ہا ازو یادگار ست وے فصوص الحکم را بریختہ آوردہ ۔

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست
وہ دن گئے کلیم کہ یہہ شیشہ سنگ تھا

ہوچکا حشر گئی دوزخ و جنت کو خلق
رہ گیا مین ترے کوچہ مین گرفتار ہنوز

رکھون مین انکو نمین کیونکر تجھے کہ ہی برسات
پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے

غرور حسن کیا ممکن اگر فریاد کو پہونچے
غرض تم سن چکے احوال ہم داد کو پہونچے

کلیم المعروف بہ نور الحسن بن امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر کان اللہ لہما کہ نام روے خود را در ضمن ریختہ فکران نغز سنج شمارم آنچہ از رطب و یابس می نگارم از اتفاقات است و آن ہم بیشتر بہ سلسلۂ جنبانی احباست ورنہ بہ شعر و شاعری سرے ندارم و نفسے کہ بیاد کسے گذرد مغتنم می انگارم آرے بیشتر ازین عہد کمابیش دو سال مشق سخن کردہ ام و شب و روز مصروف این کار بودہ و سناسی کہ ازین فن دارم از انجاست و ذریعہ این اکتساب درین عالم اسباب ہمت حضرت شہیر بودہ سلمہ اللہ تعالےٰ این بیتے چند از افکار خویش ثبت می نماید ۔

کیا لے گئین لگا کے وہ عالم فریبیان
کتنا ہمین بھی دل کے لگانے سے عار تھا

دل تو رندون کے صاف ہوتے ہین — خطرہ آتا نہین عبادت کا

اے جوشِ عیش جی نہین لگتا کسیطرح — پیدا کہین سے ناخنِ غم کی خراش کر

دونون جہانسے ہے دلِ وحشی کنارہ گیر — کچھہ ربط اسکو ہے تو تمہاری بغل سے ہے

جو در خورِ قبول نہو وہ سلام ہون — جسکا جواب کچھہ نہ ملے وہ پیام ہون

آتے ہین یاد صحبتِ احباب کے مزے — خلوت مین کیا ستم زدہ ازدحام ہون

اقتضا وقت کا کہتا ہے کہ زاہد بنئیے — وضع کہتی ہے کہ یہہ بات تو کچھہ خوب نہین

ہو گیا آج مسلمان کلیسم خستہ — اسکا ہمکو تو یقین ہی نہین پر کہتے ہین

کوئی بدلے تو دل بدلتے ہین — آدمی ہی تو ہین ضرورت ہے

ہر چند چاہتا ہون مین ترکِ وفا مگر — بنتی نہین ہے بات وہان بن وفا کیے

در سے اوٹھینگے نہ تیرے کبھی مر جائینگے — تو ہی جب ہمکو اوٹھائے تو کدہر جائینگے

ہائے کسکو رلا دیا تونے — نگہ یاس کیا کیا تونے

روشِ التماس کیا کہنا — کام بگڑا ابنا دیا تونے

کیون مجھکو سب گلے سے لگاتے ہین وقتِ نزع — اور یہہ بھی جانتے ہین کہ خنجر نہین ہوئین

ذوقِ شنید نے مجھے مارا کہ ہائے ہائے — بیجا بھی تو کہے تو اوسے مین بجا کہون

مر نہین سکتے ہجر مین بھی ہمین — اتنا بے اختیار ہونا تھا

کہتا تھا حال وجد مین کوئی جلا بجھا — دیکھو تو کیا نہین ہے دلِ داغ داغ مین

اس غمزدہ سے ضد ہی رہے ہی فراغ کو — تم لیکے کیا کروگے دلِ داغ داغ کو

اب بھی حسرت ہے ترے بیداد کی — داد دینا اس دلِ ناشاد کی

ہون خیر خواہ پیر مغان دے مجھے شراب — ورنہ کہینگے لوگ کہ اسمین کرم نہین

اچھا محل ملا ہے شکایت کا یار کی — منہہ شکوہ ستم کا سوے آسمان ہے اب

دل سا کہان ملے گا تجھے صید گاہ مین — اس صید رم شعار کو رکھنا نگاہ مین

ہے ایک بادہ نشہ ہے جسکا عروج پر
کچھہ اپنے سر مین اور کچھہ اوسکی نگاہ مین

خجلت نصیب ہم سے نہ تم سے کرم شعار
تم اور آؤ دل سے دیارِ تباہ مین

ہین حضرتِ کلیم بھی کیا خوب آدمی
ہمکو کبھی کل ملے تھے وہ اثنار راہ مین

مستی کسی نگہہ کی ہے اپنی شراب مین
آتی ہے بو کسی کی ہمارے کباب مین

ہین کور ہم ہی ورنہ وہ آیا کیے مدام
روز سیہ مین اور شب ماہتاب مین

پیرِ مغان ہے رات کو جو کچھہ سنا سو آج
منہہ سے نکل نجائے کہین اضطراب مین

مرتا ہون اسکو دیکھہ مغنی کے ہاتھہ مین
آواز آرہی ہے کسی کی رباب مین

کیا دھرا ہے قصۂ فرہاد مین
فرق آتا ہے کسی کی یاد مین

ہین بہت سے جور سے بھی بے نصیب
مہربانی ہے نہان بیداد مین

شورش کہانسے لائیے جو ہمسا ہو دردمند
شوخی کہان سے پائیے جو تم سا جمیل ہو

در خورِ عشق حقیقی ہین یہہ اہل تقوی
ہم سے لوگون کے لیے عشق بتان اچھا ہے

ڈرتے ہین پاس سے کہ ادہر اوسکا قصد ہے
بیٹھے ہین شوق حوصلہ فرسا کیے ہوئے

دیدار کی طلب پہ وہ کہتے ہین گر ملے
جب دل سے دل ملے تو نظر سے نظر ملے

کچھہ بھی نہین ملے یہہ حرم مین اگر ملے
جب بادہ میکدہ مین ہمین اسقدر ملے

ہم اور بوستان بہ نگاہ ہوسے ہمصفیر
دامن مین دہر لیے جو کہین بال و پر ملے

لاؤن کہان سے مین وہ عدالت کدہ جہان
دادِ نمک فشانیٔ زخم جگر ملے

ہے گرچہ دور شیوۂ ارباب ناز سے
کرنا پڑا ہے لطف ہمارے نیاز سے

زاہد نہین ہی یار بہت کچھہ ہین جانتے
حضرت بھی میکدہ مین ہمین بیشتر ملے

خوگر عیش ہون جان سے جانے والے
کوئی بازار سے لے آئے رولانیوالے

لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہین
جی بٹھا دیتے ہین محفل سے اوٹھانیوالے

کوثر مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی دہلوی موطن از تلامذہ

ناسخ دیوانے گذاشتہ

تیرا تو آسرا تھا جدائی میں یار کی	اے موت تو بھی مجھ سے گریزاں ہے ان دنوں
تربت پہ میری ایسی برستی ہے بیکسی	بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے

کیفؔ شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی از تلامذہ وزیر علی صبا دیوانے دارد

یارب سبیل رکھکر پیر مغاں پکارے	للہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہوگا
بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیفؔ کو ہم	پھر آج میکدہ میں خانہ خراب ہوگا
کسی نے باغ میں ایسا شگوفہ چھوڑا ہے	کہ آجتک گل و بلبل میں بول چال نہیں
بزم میں یار کو پوچھے جو کوئی بتلادوں	شمع کے پاس وہ بیٹھے ہیں جلانے والے

کاف پارسی

گویا حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر از امرائے نامی لکھنؤ ست و از شاگردان ناسخ و وزیر بود دیوانش از نظر گذشت خوش گوست

اے بتو کل تو ہے اللہ کو منہ دکھلانا	آج منہ ہمکو دکھاؤ گے تو احسان ہوگا
وہ ایسا نہیں چپ رہے بات سنکر	کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

دعائیں مانگی ہیں مدتوں تک جھکا کے سر ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر

ہوا ہوں تب میں بتوں کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر

جاتے ہیں یا اوسکو بلواتے ہیں ہم	دل کو یہہ کہہ کہہ کے بہلاتے ہیں ہم
زاہد وہ جرم کیا کرتا ہوں میں بہر ثواب	دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش تجھے
وصل کی رات ہی یوں جلد نہ آئی ہوتی	اے سحر اور ذرا دیر لگائی ہوتی

گر ترے اوٹھنے نہ دینے سے بگڑ بیٹھا وہ — تو تو گویا تھا کوئی بات بنائی ہوتی

لام

لطف مرزا علی استرآبادی الاصل دہلوی نشا رعظیم آبادی مسکن تلمیذ میر تقی بحیدرآباد رفتہ قصاید انشا کردہ وصلہ ہا یافتہ از شاگردان سودا بغلط مشہور است تذکرہ ریختہ گویان از و یادگار ست ھ

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا ہی ورنہ سدا — در قبول تو اس آرزو مین باز رہا
جو عمر خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب — یہہ زندگی جو تھی اپنی تو امتحان سا ہا
ہے یہہ بھی نئی چھیڑ شب وصل مین سو گیا — پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھہ نہین معلوم
اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تاہم — ملے ہی وضع فلک کی بہت تری خو مین

میم

ماہ مرزا عنایت علی بیگ ماہ کہین برادر مرزا حاتم علی مہر از باشندگان لکھنو واز اقامت گزیدگان اکبرآباد از شاگردان آتش دیوانے دارد ھ

جب مین کہتا ہون کہ اب جانسے گزر جاینگے — ہائے کس ناز سے کہتا ہی وہ اچھا کب تک

ماہر مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف مرزا زور آور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ مرزا صابر ھ

سمجھہ ہی اولٹی ہے دیوانگان الفت کی — کہ دل کے جانے پہ رکھتے ہین نام آنے کا
رو دیا قتل کے بعد اوس نے پشیمان ہوکر — اوسکو پیدا جو جفاکش کوئی تجھسا نہوا

وصل کی رات ہر اک بات پہ منہہ پھیر کے وہ
بیٹھا یون ہے کہ گویا اونہین منظور نہین

رونا تھا وہ لگے ساتھ سو خون ہوکے بہہ گیا
اب دل نہین تو نام کو بھی چشم نم نہین

بگڑ کے بیٹھنا اوسکا بناوٹ ہے گویا
ہر ایک بات مین خوبی ہے خوشنما کے لیے

بڑ بانی تمکو تو مشق ستم ہے اور ہم بھی
نہین کچھہ ایسی کہ اتنا جگر نہین رکھتے

آنکھون سے تو دکھا چکی کیا کچھہ بہ چشم تر
کانون سے کیا سنائیگی دیکھون ہان مجھے

کتنا ہی ہم چراتے ہین آنکھہ اوسی پہ ہے نظر
ناچار پڑ ہی جاتی ہے کمبخت پیار کی

مائل میر محمدی دہلوی از ارشد تلامذہ قیام الدین قایم و در گلشن بیخار شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبر آبادی نگاشتہ بہرحال وے در عہد شاہ عالم بادشاہ در مرشد آباد سکونت ورزیدہ ه

کیا کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس
مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل میر عالم علی خان خلف میر مودود بخش خان سردار بہادر از باشندگان بسوان شنیدہ شد کہ در سرکار بڑودہ او و بزرگان او اقتدار یافتند و خطاب خانی بجلدوے خیر سگالی از سرکار انگریزی تفویض گشت سخن بر میرزا غالب می گذرانید آثار روش میرزا در گفتار او بی پایم آرے ہر کسے را طبایع مختلف دادہ اند و مطبوع ہر یکے اندازے خاص است گویند جوانے زیبا بود در عالم شباب درگذشت ه

منہہ پہ کہکے پھیر کے منہہ پہ وہ کہتے ہین پیار سے
مائل ہے اب بھی جی مین ترے کچھہ ہوس ہی

دل مائل کی چینے سے آپکو لازم رعایت ہے
یہ سر انداز پرور تو گرفتار مصیبت ہے

خطا ثابت کرینگے اپنی ہم اور اونکو چھیڑینگے
سنا ہے اونکو غصہ مین چمٹ جانیکی عادت ہے

کہتے ہین وہ مدام کہ ہین تابع رضا
مائل ہے جی مین آج اونہین آزمائیے

مادھو رام ساہوکار فرخ آبادی از شاگردان منشی منیر طبع خوشی دارد ه

دیکھکر ہمکو وہ شوخی سے کہنے لگے ہین
اک سلامت رہے تو چاہنے والا میرا

عہد کرکے اونہین دیکھون تو یہہ فرماتے ہین
شرم بھی تجھکو نہ آئی پھر ادہر دیکھہ لیا

مینے جو یہہ کہا تمہین الفت مری نہین
گردن جھکا کے ناز سے بولے کہ جی نہین

چبھتے ہین خارِ دشت تو کہتی ہے بیکسی
حضرت کدہر ہے دہیان تمہارا یہہ گہر نہو

شکر ہے بعد مرے یار نے اتنا تو کہا
سچ تو ہے چاہنے والا نہین ملتا کوئی

گلے لگا کے شبِ وصل کس ادا سے کہا
نہوئی تجھسے محبت تو پیار کیون کرتے

قتل کرنا وہ شوخ کیا جانے
ابھی کم سن ہے دل دہڑکتا ہے

مبین حافظ غلام دستگیر شاگرد و فرزند حافظ قطب الدین مشیر اور است ہ

کس منہہ سے بیوفا کہون تمکو کہ مینے بہی
شکوہ کیا ہے دلمین کئی بار آپ کا

سخت جانیکو مرے کھیل کہین سمجھے ہو
توڑنے آئے ہو کیون خنجر برّان اپنا

کوے بتان سے نکلے تو کعبہ گیے مبین
شرمندگی اوتارنے کو پارسا ہوئے

مجروح میر مہدی حسن خلف میر حسین نگار از باشندگان دہلی و شاگردان میرزا غالب ازوست ہ

کچھہ آن بن ہو چلی ہے باغبان سے
بس اب نکلا ہی سمجھو گلستان سے

تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین
کھٹک ہے میرے خارِ آشیان کی

محبت نواب محبت خان شہباز جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر از تلامذہ حسرت و میر درد بود بعد واقعۂ شہادت پدر خویش در لکھنو سکونت گرفتہ در سنہ ۱۲۲۲ھ وفات یافتہ دیوانے گذاشت ہ

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا
بالفرض جیا بہی تو وہ بیمار رہیگا

بیٹھنے دیوے جو وہ بزم مین اپنی نہ مجھے
تو اوٹھا لیجیو اے بارِ خدایا مجھکو

گالی کا انتظار تو حد سے گذر چکا
منہہ کو کہان تلک ترے دیکہا کرے کوئی

محمود حافظ محمود علی خان برادرزادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور دیوانے

از و یادگار ست ۵

اپنی برگشتگی بخت کا دیوانہ ہون	کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا سمجھا
افسوس ہوا حشر مین کیا بے کسی کا	قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
جو پاے زہر ہین یہ گران جانیون مین ہم	اعدا کے گھر تری مہمانیون مین ہم
جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو	کوئی مر جائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
لاغری سے مین نظر آتا نہین	چارہ گر بیٹھے ہین ماتم دار سے

محنت مرزا حسین علی دہلوی لکھنوی منشا از تربیت یافتگان جرات ۵

احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن	کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا

محیر تخلص محمد احسان اللہ دہلوی اکتساب سخن از شیخ ابراہیم ذوق نمودہ ۵

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو	ہمین حیرت ہے کیا انکا بنانا تھا سکندر کا
واعظا جب نشے کی ہے توبہ پی جاتا ہون مین	مہر سے لب تک گر کبھی آتی ہے پیمانے کی بات

مرہون مرزا علی رضا مشہدی الاصل دہلوی مولد مدتے در حیدرآباد بسر بردہ از تلامذہ میر ممنون بود ۵

جز یک نگاہ خشم کبھی اوسکی خو نہین	قسمت تو دیکھیے یہ بھی کبھو کبھو نہین

مسرور نواب غلام حسین خان بہادر خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان دہلوی در ستار نوازی دستگاہے تمام داشت ۵

لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا	اونکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا
سخت جانی سے دم ذبح مرے ہاتھہ نہ کھینچ	کیجیے تجربۂ قوت بازو ہی سہی

مشتاق لالہ بہاری لال نگارندۂ اکمل الاخبار دہلی از شاگردان مرزا نوشہ ۵

یون تیرے ساتھہ بزم مین دشمن کا بیٹھنا	وہ اعتراض ہے کہ اٹھایا نجائیگا

جہان جاگے وہین انگڑائیان لو | یہان پھیلائی ہے مستی کہان کی

مشیر حافظ قطب الدین دہلوی شیوۂ سخنوری از شاہ نصیر آموختہ ؎

الٰہی کون سی جنت ہے یہ حور | کہان سے جاؤن مین اوس بدگمانکو

مصحفی غلام ہمدانی از اہالی امروہہ مضافات مراد آباد در آغاز شباب بہ جہان آباد بسر می برد بنا ثبت در لکھنؤ رفت وہمانجا بحق پیوست روزے چند برفاقت مرزا سلیمان شکوہ گذرانیدہ بود ابتدایش انتہاے دورۂ سوداست با جرأت و انشا در یک ردیف وقافیہ جادۂ سخن می پیمود در ریختہ ہشت دیوان و دو تذکرہ دارد و در پارسی دیوانے بجواب نظیری و تذکرۂ او راست در بلاد مشرق مسلم الثبوت بود و در استادی وے سخن نیست برجمیع اصناف سخن قدرتے داشت تمام وگزیدہ اشعارش نتوان گفت کہ چہا شور انگیز است ؎

مین ابھی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر نے آ | ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پہ رکھا

تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے | وہ جو اکدن اوسکے ملنے کا مقرر ہو گیا

شوخی تو دیکھو تیر کو سینہ سے کھینچکر | کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہگیا

مجھکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہی ہے | روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤن گا

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم | تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا

ست میرے رنگ زرد کا چرچا کرو کہ یہان | رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نہین رہا

بھیج دیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام | کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا

چین پاتا ہے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے | یاد آتا ہے وہ رات کو تکا چاکنا تیرا

تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ | ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

تری کو مین اس بہانے مجھے دن کو رات کرنا | کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا

پھٹ چکا جیب سے گریبان تب سے | ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین

وہی وحشت اور وہی گریبان چاک — جب تلک ہاتھ پاؤن چلتے ہین

ہائے وہ دل کہ جسے بیچئے نعلین پالا — اب اوسے یون ہدفِ ناوکِ مژگان دیکھون

فلک گر ستاتا ہے مجھے پر کسیکو — مین ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہون

کہانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی — نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین

وہ سنتے ہان جھنے اوسکو ہم اپنا احوال — پس دیوار کھڑے ہوکے سنا جاتے ہین

چوکھٹ پہ جنکی ہین نے رو روکے رات کاٹی — سنتا ہون صبح کیا وہ مہمان کسیکی گھر مین

مصحفی یار ہین اسوقت کے سب مردہ پسند — بدنہتا ہم بھی تخلص جو مزاری رکھتے

او دامن اوٹھا کے جانے والے — تک ہمکو بھی خاک سے اوٹھا لے

مہدی کو اپنی دیکھکے کہنے لگا وہ شوخ — یہ ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتھ سے

وعدۂ قتل سے رکھتا ہون دل اپنے کو مین شاد — کہ ابھی وعدہ پہ اک وعدۂ دیدار بھی ہے

وہ جی مین بہت نازان کہ مرا عصا تو دیکھو — مین خوش کہ خیالِ نگہ دور کسے ہے

مجھکو پامال کرگیا ہے ابھی — پہر جو دامن اوٹھاکے جاتا ہے

غم کہاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی — کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی

مظہر قطب الاقطاب شیخ المشایخ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جانجانان خلف الصدق میرزا جان رحمۃ اللہ علیہما حضرت ایشان بہ بیست وہشت واسطہ بتوسط محمد ابن حنیفہ بامیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ میرسد در سنہ ۱۱۱۳ ہجری خلعت وجود پوشیدند ودر عمر شانزدہ سالگی گرد یتیمی برروے نشست ودر سنہ ۱۱۹۵ ھ از دست حرف قضا شہادت یافتند میر قمر الدین منت عاش حمیدا مات شہیدا تاریخ وفات حضرت ایشان یافتہ حضرت ایشان علاوہ کمالات باطنی وظاہری درفن شعر نیز درجہ عالی میداشتند وجز حرف عشق ودرد برلوح زبان نمی نگاشتند واصلاً درضمن شعر غرض دنیا واظہار ہنر درمیان نداشتند وگاہے

در مدح و ذم کسے زبان را آلودہ نمی کردند وقتیکہ شیخ حزین در ہندوستان آمد کسے را
از مستعدان ہند بخاطر نیاورد لیکن باوجود عدم ملاقات مدح حضرت ایشان بسیار کرد روزے
شیخ در دکان شارع عام نشستہ بود ناگاہ حضرت ایشان بر اسپ سوار ازان راہ می
گذشتند چون نظر شیخ بر حضرت ایشان افتاد پرسید کہ این کدام جوان است گفتند حضرت
میرزا جانجانان اند شیخ گفت چشم بد دور ہمہ دانی و ہمہ جانی حضرت ایشان را دیوانیست
مختصر در پارسی و بیاضیست خریطۂ جواہر نام بندہ دیدہ ام انتخاب اشعار چنانکہ میشاید
دران صورت بستہ است ؎

نہین کچھہ غم کہ کیون ملتا نہین ہمپان گسل میرا — کہ مین روتا ہون وہ لکی بیکسی پہ ہائے دل میرا
لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس — کیا ہوا اوسکو کہ اتنا بہی تو بیمار نہ تہا
توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے — آخر مرا یہہ دل ہی الٰہی جرس نہین
مظہر چہپا کے رکہہ دلِ نازک کو اپنے تو — یہہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھ
خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو — یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

معروف نواب الٰہی بخش خان دہلوی برادر خورد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان
بہادر رئیس فیروزپور جہرکہ خلف مرزا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان از
تلامذۂ شاہ نصیر دہلوی بود در آخر ایام ترک دنیا گفتہ در سنہ ۱۲۴۳ھ از جہان رفتہ دو
دیوان دارد درین فن دستگاہے شایستہ داشت و طرز ہاے دلپذیری یافت ؎

کہانتک راز عشق افشا نکرتا — تسلی یہہ ہے کہ مرتا کیا نکرتا
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تہا — دیکھکر کچھہ ہنستا نہ آیا ہمرے گہر اچہا ہوا
کی وصیت یہہ کچھہ ارمان بہری آہ کہ رات — سارے گہر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
کہتا ہے جب وہ ہنسکر ہی گریہ اختیاری — آتا ہے اور مجہکو بے اختیار رونا
اوسکے جانیکی اگر کچھہ بہی خبر رکہتے ہم — ایسے دیوانے تہے گہر مین جو در رکہتے ہم

کہا جو مین نے کہ اس ناتوان کا سنیے حال
کہا جو حال سنا دے وہ ناتوان نہین

کہے ہے مجھ سے کوئی تجھکو یاد آیا ہے
کرون فراموش اوس بدگمان کی باتین

دیا ہے اپنے سے ظالم کیا اوسنے دل معروف
اب اور اوس ستم ایجاد کو کیا کوسون

آپ جس وقت رقیبونکی قسم کہاتے ہین
ہم رقیبونکے نصیبونکی قسم کہاتے ہین

مے کے پینے سے تو ہر چند منا ہی توبہ
پیر مغان سے وہ خجل ہون کہ الٰہی توبہ

گریہ و آہ و فغان سے کوئی دم فرصت نہین
ہم سمجھتے تھے محبت کام بیکارونکا ہے

ہائے کے اوس شوخ کا یون روٹھ کے جانا معروف
اور یہہ کہنا کہ نہین اب نہ منائے کوئی

میرے مرنے سے ہوئی اوسپر خلق
مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ
جس طرف کو وہ چلے پتھر چلے

دسیم پاؤنسے تو ہمکو نہ ٹھکرا چل ہٹا
خیر ہم دیکھ چکے فندق پا اچھی ہے

معروف اب تو دیکھتے ہو تم ہین غریب
ٹک منہ لگا کے یار تو پھر ہمکو دیکھیے

دور جو بزم مین وہ آنکے بیٹھے ہم سے
کیا ہی پچھتائے کہ آگے سے وہین کیون نہ ہوئے

روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم والے لے
ٹھٹکے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

معین معین الدین دہلوی از حال تلمذ او آگہی دست نداد نکینی از گفتار او پیداست چنانچہ خوش گفتہ است ؏

مر گیا آج خدا بخشے معین خستہ
ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا

تخت دل آنکھون مین کہیچ آتے ہین کس کس شوق سے
میری مژگان پر گمان کرکے تمہارے تیر کا

مثل نقش پا اوس در سے اوٹھ نہین سکتے کوئی اوٹھائے
ضعف کی دولت بار سے ہم بھی اتنی طاقت رکھتے ہین

نہ چاہا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو
کیا طرز تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

کھینچے ہے تیر سے وصل کی شب بہی جدا ہوکے
یہ عقدہ ہائے دل ترے بند قبا ہوکے

ترے فراق میں ہیجان بیکسی کا تہا نہ دماغ
مگر یہ اپنا ہی زخم جگر ہے کیا کہیے

تری جفا کی حکایت اور اپنا حالِ وفا
یہ پیٹنا تو یون ہی عمر بہر ہے کیا کہیے

تمہاری بات ہے بے اعتبار کیا سنیے
اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہی کیا کہیے

دیکھکر تجھے کیجے ناسخ
بندہ پرور مرا گریبان ہے

ممنون میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا استاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف میر قمر الدین منت موطنش سونی پت مولد و منشاش دہلی ست مدتے در لکھنؤ ماندہ سپس در اجمیر بر عہدہ صدر الصدوری مامور گردید وفاتش در سنہ ۱۲۶۱ ہجری واقع شد دیوانے ازو یادگار است قوت نظم اکثر اصناف سخن داشت از انجا کہ ممنون از مشاہیر است و نیز کلام ہر کسے گواہ طبیعت او باشد حاجت ستایش ندارد

برا مانیے مت مرے دیکھنے سے
تمہیں حق نے ایسا بنایا تو دیکھا

قربان ناز نعش مری دیکھکر کہا
گردن پہ کس کی خون ہے اس بیگناہ کا

ہاتہ میں جنبش محمل کی عنان ہے اپنے
ورنہ یان کسکو سر آبلہ فرسائی تہا

شغلِ شب فراق بہی تہا کہ دہیان میں
ایک ایک شکن گنا تری زلف دراز کا

یہ نہ جانا تہا کہ اوس محفل میں دل رہجائیگا
ہم یہ سمجھے تہے چلے آئینگے دم بہر دیکھکر

قاتل ہی وہ نہووے جو ممنون کی نعش پہ
کہتا تہا اک جوان بہت بار بار حیف

یون تو وہ ہے فرشتہ خو لیکن
ہے ذرا آدمی کشی کا شوق

مین اس سخن کے تصدق وہ کہکے آئینہ
یہ مجھسے پوچھے ہے کیون کسپہ طرحدار ہین ہم

اس ذوق سے کہتی ہین حدیث لب شیرین
گویا ترے ہونٹون ہی کی لیتے ہین مزا ہم

پوچھینگے گر آرزو دم نزع
جلاد ہی کو بتائینگے ہم

یون رشک کے کم ہو وہان رنگِ حنا ہو
ہاتہ اوس نے کسی دیدۂ تر پہ دہرا ہو

اوس مرگ پہ سو جان سے ہی صدقہ کہ دم نزع — گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو

آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھکو — جس لیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھکو

تفاوت قامت یار و قیامت مین ہے کیا مومن — وہ ہی فتنہ ہے لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہے

رخصت کے وقت ہون ترے گریان کہ آدمی — رو دے ہے اوس گھڑی کہ نہ جبتک بس چلے

منت میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا شاگرد میر نور الدین نواسہ میر شمس الدین فقیر اصلش از مشہد و مولدش سونی پت و نشاش دہلی است در لکھنؤ رفتہ مذہب امامیہ پذیرفتہ از انجا بکلکتہ شتافت و در سنہ ۱۲ بعمر چہل و نہ سال وفات یافت ریختہ کمتر میگفت اشعار پارسی او قریب یک و نیم لک بودہ باشد

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے — ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم

منتظر عبد السلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی از گزین تلامذہ مصحفی ست دیوانے گذاشتہ

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا — یہہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا

دولت حسن ہے جنکے پاس یہہ اوسکے ہی سوال — کچھ نہ لے اور نہ دے یہ ہین تو کر مجھے

نہ تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے

وہ جو بات منہہ سے نکالی تھی سو اوسی کا مجھکو نباہ ہے

منشی میر محمد حسین خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن ایرانی الاصل دہلوی مولد مدتے در لکھنؤ بسرکار مرزا سلیمان شکوہ بسر بردہ پدر وے از مشاہیر خوشنویسان بود وے نیز بدرستی خطوط متصف بود

جو پوچھا اوس سے لوگون نے کہ منشی کون ہے بولے

مجھے کچھ یون ہی اوس سے دور کی صاحب سلامت ہے

منیر سید اسمعیل حسین خلف منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی از تلامذہ رشک و

ناسخ است امروز در رامپور بظل عطوفت والی آنجا باعزاز بسر می برد سخنور سنجیده گوست
وانچه از گفتارش بنظر رسیده بهمه نکوست و دو دیوان دارد ٭

آتش حسن کو کیون ناز ہے یکتائی کا
شعلۂ طور شریک آئین ہے جو تنہائی کا

بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی
مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا

ایک دن حشر کا تشہیر کو کافی نہوا
حق ادا ہو نہ سکا ذلت و رسوائی کا

کیا بتائین کہ کہان جا کے شب غم مین ہے
آپکی جان سے دور اور ہی عالم مین ہے

کوئی حیلہ تو تعارف کا خوشی کی نکلے
کاش تقدیر ہی پر آئے تبسم مجھکو

چھوڑ دون مین بھی ملاقات تو بیکس ہو جائے
ستم یار پر آتا ہے ترحم مجھکو

سب سے ملنا تو چھوڑا یا ہے مگر جب جائین
بیکسی سے بھی اگر ملنے نہ دو تم مجھکو

دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوئے
ہم کسیکے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے

بھولے سے پھانس نکالی نہ ہمارے دلکی
ایک تنکے کے بھی شرمندہ تمہارے نہوئے

مومن حکیم مومن خان فرزند حکیم غلام نبی خان دہلوی در طب ید طولے داشت
و در نجوم پایۂ والا بر جمیع اصناف سخن قادر بود از لطایف شعر و شاعری کما ہو حقہ ماہر
بقوت سخنوری مومن کم ترکسے برخاسته و به هر دو لفظ چندان دستگاہے نصیب او
گشته که پارسیان ازان خود می انکارند و هندیان بشرف همزبانی نازها دارند دیوانش
مملو از اصناف سخن ست مثنویات متعدد دارد فرصتم نیست که بانتخاب دیوان وے
پردازم همانا از گلشن سخنش بیتے چند بر داشتم که هر یکے ازان دستنبوے فصاحت
و گلدستۂ بلاغت میتوان شمرد الحق درین فن محسود ابنائے روزگار ست و مشهور هر
شهر و دیار ناظورۂ بیان نازکش سرمایۂ حیات عشاق ناکام و معشوقۂ کلام دلاویزش
تسلی خاطر هائے پر آلام مذاق آشنایان معنی از عذوبت کلام شیرینش فی الفه لطف داشته
و نکته شناسان نغز گفتار سخن جادو فریبش را افسون دلربا انگاشته اند همانا وفات او

درسنہ ۱۲۶۸ھ واقع شدہ از دست وبن نکوست ۵

ادس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل — مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

یہہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا — مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

خواہش مرگ ہوا تمنا نہ ستانا ورنہ — دلمین پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہوگا

کیا سناتے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل — تم سے بے رحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

وصل کی شب شام سے مین سو گیا — جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

دل لگا بیٹھے تو اوٹھاتے مزے — جی بلا سے رہا رہا نہ رہا

نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا — کہ ہر ہر بات مین ناصح تمہارا نام لیتا تھا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین — کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون — نہین کوئی دنیا مین گویا کسی کا

ان نصیبون پر کیا اختر شناس — آسمان بھی ہے ستم ایجاد کیا

یہہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا — مین الزام اوسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

پھرنے سے شام وعدہ سمجھے یہہ کہ سوتے — آرام شکوہ ستم اضطراب تھا

وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہوگئے — یون بھی تو ہجر مین مجھے رنج و عذاب تھا

کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث — ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

دشنام یار طبع حزین پر گران نہین — اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا

بدکام کا مآل برا ہے جزا کے دن — حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا

میرے گھر بھی پھرتے چلتے ایکدن آجائیگا — دو مبارکباد اسکے یار ہرجائی ملا

بوسے دم غضب لئے اولٹی سمجھہ تو دیکھہ — بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو لب ہوا

آغوش گور ہوگئی آخر لحد نشان — آسان نہین ہے آپکے بسمل کو تھامنا

اس حال کو پہونچے ترے قصہ سے کہ اب ہم — راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا
ہٹ گیا ہوگا دوپٹہ منہہ سے سوتے مین کہین
ہجر بتان مین ہمکو ہے مومن تلاش نہ ہر
جلوہ دکھلائیے تا وہ پردہ نشین
مٹتی نہ دی مزار تلک آ کے اسے بھی
سجدہ پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے
رکھ لے سر اپنے زانوئے ناز کپہ شوق سے
تو نہ کہان کدورت باطن کے ہوش تھے
وصل بتان کے دن تو نہین یہہ کہ ہو وبال
مجھ سے نہ بولو تم اسے کہتے ہین کیا بھلا
ہزار جان سے جو نہوتے تو مانگتے
اوس کو مین جام سنگے مدد اے ہجوم شوق
غنچہ تو نہ توڑ سخت جانی
وہ جفاکش ہین اے فلک کہ کیا
اب تپیا ہجر دیکھے مومن ہین
گر یہی شوق شہادت ہے تو مومن جی مجھکے
جانے دے چارہ گر شب ہجر انہیں مٹ بلا
ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے جرم پائمال عدو کو کیا کیا
عاشق کشی ہے شیوہ اگر بے ہوس سہی

کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
شب یہان رہنے کا تیرے جسمین چرچا ہو گیا
خم پہ حرام خوار توکل نہو سکا
مین نے دعوے کیا تحمل کا
کہتے ہین لوگ خاک مین اوسنے ملا دیا
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب
رنج عشق بہت ناتوان ہے اب
غش ہو گیا مین رنگ مے ناب دیکھکر
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
شاید شکار ہیون پہ ترے مدعی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم
پھر کسکو گلے لگائینگے ہم
اوس ستمگر نے انتخاب ہمین
ہے حرام آگ کا عذاب ہمین
مار ڈالے کاش کوئی کافر دلجو ہمین
وہ کیون شریک ہون مرے حال تباہ مین
جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین
انتشار ہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
مجھکو خیال بھی ترے سر کی قسم نہین
آخر کچھہ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیرونکی بات
غیر سے سرگوشیان کر لیجیے پھر ہم ہی کچھہ
ابرو رہ گئی مژہ بیکی کر رہے تو ہین وہ
وہ ہی بغل مین تو بھی تو یان نیند اوڑ گئی
سنجا ہون روز جزا داد یہہ ستم دیکھو
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
شبنم خراب مہر کتان سینہ چاک ماہ
کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
وفا سکھلا رہے گا دل ہمارا
مومن تم اور عشق بتان آپ پیر و مرشد خیر ہے
جب تو چلے جنازہ عاشق کے ساتھہ ساتھہ
سنگ اسود نہین ہے چشم بتان
اولٹے وہ شکوے کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھہ
بے پردہ غیر پاس اوسے بیٹھا نہ دیکھتے
خوشی نہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی
کر علاج جوش وحشت چارہ گر
چھڑکے ہے کان ملاحت لون کیا
اب تو مر جانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے

ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین
آرزوہائے دل رشک آشنا کہنے کو ہین
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہہ سوچ ہے گیا نہو اعدا کے خواب مین
کب آزماتے ہین جب وقت امتحان نہین
گویا کہ ہین انکا مدعا ہون
جتنے وہ بے حجاب ہین ہم شرمسار ہین
لو اور بھی ستم زدہ روزگار ہین
تیرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
تمہاری خاطر نامہربان کو
یہہ ذکر اور منہہ آپکا صاحب خدا کا نام لو
پھر کون وارثونکے سنے اذن عام کو
بوسہ مومن طلب کرے کیا منہہ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھہ
اوٹھہ جاتے کاش ہم ہی جہان سے حیا کے ساتھہ
خبر ہے نعش پر اوس بیوفا کے آنے کی
لادے اک جنگل مجھے بازار سے
خود لپٹ جا سینہ افگار سے
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اوٹھا جائے ہے
ایک وہ ہین کہ جنہین چاہ کے ارمان ہونگے
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

پیغام بر رقیب سے ہوتے ہیں مشورے — سنتا نہیں کسی کی یہہ کہنے کی بات ہے

عیش میں بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو — کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

میرے تغیر رنگ کو مت دیکھ — تجھکو اپنی نظر نہو جائے

اے قیامت نہ آئیو جب تک — وہ مری گور پر نہو جائے

لے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب — تجویز زہر ہے ترے بیمار کے لئے

اجل سے خوش ہوں کسیطرح ہو وصال تو ہے — نہ آئے نعش پہ وہ پر یہہ احتمال تو ہے

جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا — اب آگئے ہو نہو امید انفصال تو ہے

تسلی دم واپسیں ہو چکی — ہمیں ہو چکے جب نہیں ہو چکی

تھی بدگمانی اب اونہیں کیا عشق غیر کی — جو آکے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے

رشک دشمن بہانا تھا سچ ہے — میں نے ہی تم سے بیوفائی کی

شب ہجر میں کیا ہجوم بلا ہے — زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

مونس سید اعظم حسین نبیرۂ حکیم خادم حسین کہ از مشاہیر اطبائے اینجا بودہ اند جوانیست تحصیل تمام کردہ با اکثر علوم آشنائی دارد و درین فن نیز اورا دستگاہے ست آنا توجہش بپارسی بیشتر مصروف است بریختہ کمتر فکر میکند لکن در اوائل مشق ریختہ کردہ است گاہے گاہے بانامہ نگار برمیخورد و اخلاص تمام دارد این بیت از زبان او استماع افتادہ بود و ثبت میشود خیلے خوش گفتہ است

لا کر شفیع ہم عمل ناصواب کو — کیا کیا منا رہے ہیں کسی کے عتاب کو

مہجور نقشبند خان خلف نواب مصطفی خان شیفتہ جوانے بود زیبا طبع شگفتہ داشت حک و اصلاح کلامش بہ مولوی الطاف حسین حالی متعلق بود در ینجا آمدہ بود بانامہ نگار برمیخوردہ خوش تہذیبی داشت ہرگاہ ازینجا بدہلی رفت ہمانجا درگذشت

خدایش بیامرزاد این بیتها که می بینی از وگرفته بودم ؎

نگہ لطف سے جب دیکھتے ہو تم مجھکو	دل غمدیدہ پہ آتا ہے ترحم مجھکو
کہتے ہیں مسکرا کے تمنا ہے وصل پر	صاحب کبھی کے دل کی بھلا کیا خبر مجھے
اے شوق رشک غیر بھی دل سے بھلا دیا	احسان رہیگا یاد ترا عمر بھر مجھے
کیا خوشی ہمکو اگر غیر شبستان میں نہیں	وصل عشاق کی شب گردش دوران میں نہیں
ایک صوفی نے کہا محو تماشا ہو کر	اوسمیں کچھہ بات ہی ایسی کہ جو انسان میں نہیں
تم نہ سنتے تھے کہ بیداد کا کیا ہی انجام	ہم نہ کہتے تھے کہ کیا کچھہ ہم پنہان میں نہیں
قاصد جو کہا ہے اوسنے کہہ چپک	باتیں نہ بنا ادہر اودہر کی
کہتے ہیں دعا سے وصل پر وہ	ہمکو بھی امید ہے اثر کی
الفت میں ہیں اور بھی بلائیں	پر سخت بلا ہے چارہ گر کی

مہر مرزا حاتم علی لکھنوی خلف مرزا فیض علی از مشاہیر تلامذۂ ناسخ است در ۱۲۹۷ سنہ راہ عدم پیمود دیوانے گذاشته ؎

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دل بیتاب	رو کے ہوئے ڈانٹے ہوئے دہمکائے ہوئے ہیں
تمہارے واسطے دلسے نہیں کوئی مکان بہتر	جو آنکھوں میں تمہیں رکھوں تو ڈر ہے نظر ہوگی

میر میر تقی اکبرآبادی از قدماست و اوستاد مسلم الثبوت و نزد جمیع اساتذہ مقبول زبانے دلپذیر دارد و بیانے سادہ پرکار کہ نمی توان گفتن بر جملہ اصناف سخن قادر بود لاسیما بر غزل و مثنوی حضرت آزردہ نوشته اند در تذکرۂ خود کہ در حال ارباب نظم ریختہ است حیث قال پستش اگرچه اندک پست است اما بلندش بسیار بلند و جناب شیفتہ نگاشته پست و بلند کہ در کلامش بینی و رطب و یابس کہ در ابیاتش بنگری نظر بکنی گہ گفته اند ؎

شعر گر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست	در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

انتہیٰ وے شش دیوان ریختہ دارد حاوی اصناف سخن و مستند سے کہ بمضامین وانخوت گفتہ مشہور است میر در قصیدہ فکر خوشی نداشتہ چنداںکہ غزلش بلند مرتبہ تر قصیدہ اش پست پایہ تر ذوق دہلوی بہ نسبت میر گوید ؎

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب	ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

و میرزا غالب میفرماید ؎

ریختہ کے تمہیں استاد نہیں ہو غالب	کہتے ہیں اگلے زمانہ میں کوئی میر بھی تھا

و نیز می سراید ؎

غالب اپنا بھی عقیدہ ہے بقول ناسخ	آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

انتہیٰ این ابیات او راست و خیلے دلرباست ؎

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا	دل ستم زدہ کو ہمنے تھام تھام لیا
اتنی گذری جو ترے ہجر میں سو اوسکے سبب	صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا
مسجد میں امام آج ہوا آکے وہاں سے	کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا
او سجھائے پڑگیا جو ہمیں اوسکے عشق میں	دل سا عزیز جان کا جنجال ہوگیا
آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں	مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا
خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن	رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا
دل کی کچھہ قدر کرتے رہیو تم	یہہ ہمارا بھی ناز پرور تھا
قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا	بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا
فلک کا منہہ نہیں اس فتنے کے اوٹھانیکا	ستم شریک ترا ناز ہے زمانے کا
آنکھیں چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے	میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا
تیرے کوچہ کے رہنے والوں نے	یہیں سے کعبہ کو سلام کیا
ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے فلک	اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

جواب نامہ سیاہی کا اپنے ہے وہ زلف
کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

سخت کافر تھا جس نے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

جہان سے فتنے کو خالی کبھی نہین پایا
ہمارے وقت مین تو آفت زمانہ ہوا

اب تو جاتے ہین میکدے سے میر
پھر ملین گے اگر خدا لایا

سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اوسی گھڑی
جب سنکے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا

مستی مین لغزش ہوگئی معذور رکھا چاہیئے
اے اہل مسجد اس طرف آیا ہون مین بہکا ہوا

خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا
مرتے موا پر اوسکے کبھی گھر نہ جا رہا

گر اوٹھاتا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی
کاش اکبار ہمین موںہہ نہ دکھایا ہوتا

کہتے تو ہو یون کہتے یون کہتے جو وہ آتا
کہنے کی ہین سب باتین کچھہ بھی نہ کہا جاتا

میرا ہی مقلد عقل تھا
مجنون کے دماغ مین خلل تھا

کہلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر
سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

کوسون ہم سے بھاگو ہو کیا سیکھے طرز غزالونکا
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھہ اچھی آنکھین والونکا

عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا

دو قدم ساتھ جنازے کے نہ آیا وہ میر
جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند

جاتا ہے آسمان لیے کوچہ سے یار کے
آتا ہی جی بھرا در و دیوار دیکھکر

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلینگے دم لیکر

کچھہ ہو رہیگا عشق و ہوس مین بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

منتظر قتل کے وعدہ کا ہون اپنے یعنی
جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز

اوسکے کوچہ مین نکر شور قیامت کا ذکر
اوسکے نزدیک کچھہ نہین عزت
ایک بیمار جدائی ہون مین آپہی تسپر
اک وہم نہین بیش مری ہستی موہوم
مدعی مجھکو کھڑے صاف برا کہتے ہین
ایکے ہمت صرف کر جو اوس سے جی اوچٹے مرا
عشق کا گھر ہے میر سے آباد
نازک مزاج آپ قیامت ہین میر جی
کاشکے دل دو تو ہوتے عشق مین
جائے ہے جی نجات کے غم مین
قتل کیئے پر غصہ کیا ہے لاش مری اوٹھوانے دو
کب تمیسر اوسکے منہہ کا دیکھنا آتا ہے میر
رات ساری تو گئی سنتے پریشان گوئی
یہہ اضطرار دیکھکے اب دشمنو نسے بھی
زور و زر کچھہ نتھا تو بارے میر
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ
آج پھر تھا بے جمعیت میر وان
مین جو بولا کہا کہ یہہ آواز
جب نام ترا لیجئے تو چشم بھر آئے
اوس ستمگار کے کوچہ کے ہوادار و نین
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم

شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
میر جی یون ہی خوار ہوتے ہین
پوچھنے والے جدا جان کو کھا جاتے ہین
اسپر بھی تری خاطر نازک پہ گران ہون
چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین
پھر دعا اسے میر مت کیجو اگر ایسا کرون
ایسے پھر خانمان خراب کہان
جون شیشہ میرے منہہ نہ لگو مین نشہ مین ہون
ایک رہتا ایک کھوتے عشق مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
جانسے بھی ہم جاتے رہے ہین آؤ تم بھی جانے دو
پھول گل سے اپنے دلکو تم بھی بہلایا کرو
میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو
کہتا ہون اوسکے ملنے کی کچھہ تم دعا کرو
کس بھروسے پہ آشنائی کی
واعظا اپنی اپنی قسمت ہے
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے +
اس زندگی کرنیکو کہانسے جگر آئے
نام فردوس کا ہم لیکے گنہگار ہوئے
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی

گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل زیست پر
اپنے تو ہونٹ بھی نہ ہلے اوسکے روبرو
پہنچا تو ہوگا سمع مبارک مین حال میر
میرے تغیر حال پر مت جا
اب چھیڑ یہہ رکھی ہے کہ عاشق ہے تو کہین
میر صاحب بھی اوسکے ہان تھے پر
آئے کبھو جو وانسے تو یہان بھی تھے اوداس
وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
کعبہ مین جان بلب تھی ہم دوری بتان سے
ڈرکیون نہ محکمہ مین رہے رونے سے میر
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
مقدور تک تو ضبط کرون ہون مین کیا کرون
واعظ ناکس کی بات نہیر کوئی جاتا ہے میر
فریاد شب کی سنکے کہا ہے دماغ ہو
پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین
اوسکا غضب ہے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے
نہین ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر
کشتی ہر اک فقیر کی پھر دی شراب سے
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
میر بھی کہنے لگا دیر کی لو کو نکلی ہی
میر کے ہوش کے ہین ہم عاشق

جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار مر گئے
رنجش کی وجہ میر یہہ کیا بات ہوگئی
اسیر بھی جی مین آگئے تو دلکو لگا ہے
اتفاقات ہین زمانے کے
القصہ خوش گذرتی ہے اوس بدگمان سے
جیسے کوئی غلام ہوتا ہے
آخر کو میر اوسکی گلی ہی مین جا رہے
اپنی سی یہہ بنائے جاتا ہے
آئے ہین پھر کے یار وابکے خدا کے ہان سے
سیلاب نے اس کوچہ مین گھر مول لیا ہے
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
منہ سے نکل ہی جاتی ہے اک بات پیار کی
آؤ میخانے چلو تم کس کی بات پر گئے
دیکھو تو اس بلا کو یہہ شاید کہ میر ہے
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی
لوگون کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
کہ اب جو دیکھون اوسے مین بہت نہ پیار آئے
اس دور مین کلال عجب مرد ہوگیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
کچھہ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا
فصل گل جب تلک تھی مست رہا

هر چند میر بستی کے لوگون سے ہے نفور	پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا
صبر تھا ایک مونس ہجران	سو وہ مدت سے اب نہین آتا
ایسے بت بے مہر سے ملتا ہی کوئی بھی	دل میر کو بھاری تھا جو پتھر سے لگایا
کہتے ہین آگے تھا بتون مین رحم	ہے خدا جانئے یہہ کب کی بات
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی	بہت رو کے ہم اوسکی رخصت کے بعد
مرتے ہین سب یہ میر نہ ان میکشی کے ساتھ	ماتم مین تیرے کوئی نہ رویا پکار کر
شکوۂ آبلہ ابھی سے میر	ہے پیارے ہنوز دلی دور
اسوقت ہے دعا و اجابت کا وقت میر	اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر
وہ لوگ تمنے ایک ہی شوخی مین کھو دئے	پیدا کئے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے	ہمارے کوئی کیا خدا ہی نہین
میر صاحب کو دیکھئے جو بنے	اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے	لگا دے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو
میر کو کیون نہ مغتنم جانے	اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہہ
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے	اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے
بہت سعی کیجے تو مر رہیئے میر	بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے
اب خدا مغفرت کرے اوسکو	صبر مرحوم تھا عجب کوئی
سرہانے میر کے آہستہ بولو	ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

میکش ارشاد احمد دہلوی در پارسی زبان محوی تخلص میکند از سال چند در ینجا وارد است با نامہ نگار تعارف در میانست مذاق صحیح دارد و سخن خوش میگزارد از وست و نکوست

ربط نہان غیر کا پردہ ہے ورنہ آپ	دشمن کے ساتھ صرفہ کرین رسم و راہ مین

آتا ہے رحم اوسکی نزاکت پہ ورنہ مین — جادو اوسی نگاہ کا کہتا ہون آہ مین

ستانے مین فلک کو مشورہ ہے — کسی بے رحم کے چین جبین سے

بچے دل کم نگاہی سے یہ معلوم — وہ رہزن اور پھر ایسی کمین سے

سرشک گرم کی حدت کو پوچھو — مرے دامن سے اپنی آستین سے

رہے پہلو مین وہ یا اوسکا خنجر — غرض دل ٹھہرتا ہے دلنشین سے

سچ سہی فتنے سب قیامت کے — لیکن آگے تمہارے قامت کے

النون

ناسخ شیخ امام بخش از مشاہیر اساتذۂ لکھنؤ ست از اصناف سخن جز بر غزل و رباعی قدرتی نداشت بشیوۂ خود در سخن ممتاز است بلکہ کم امتیاز این قدر ہست کہ مضامین بیگانہ پارسی گویان بیشتر بستہ است کما لایخفی علی ارباب البصیرت گویند روزے چند از محمد عیسیٰ المتخلص بہ تنہا اصلاح گرفتہ سپس انحراف ورزیدہ وفات او در ۱۲۵۴ صورت بستہ دو دیوان دارد این اشعار از وست و بس نکوست

محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر — قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا

اے اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہے ولے — آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

ذبح کر ڈالونگا گر ایکے تو بولا شب وصل — مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا

تھی شہادت سے غرض سو اس ادا مین ہوگئی — گو نہ قاتل نے نزاکت کے سبب خنجر اوٹھا

لے چلی موت مجھے سوے گلستان بہشت — ایکدم پاس جو وہ حور شمائل نہوا

کس چلن سے ہم اوسکے تصور مین محو تھے — کنج لحد مین شور قیامت مخل ہوا

مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش — مسجدون مین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑ کر

بس یہی تدبیر اب دونکے بہگا دینے کی ہے ‏ جی مین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز اغیار پر

جو مجہسکو یار نے مارا تو غیر کو کرو قتل ‏ عزیزو اسکے سوا اور انتقام نہین

دہوکا نہ کہا ظروف وضو کو تو دیکہکر ‏ مسجد ہے میفروش کی ناسخ دکان نہین

مے پرستو آؤ کرلین محتسب کو سنگسار ‏ بچ رہے ہین سنگ کچہہ میخانے کی تعمیر سے

تنگ آکر جب کہا مینے کہ مرجاؤن کہین ‏ بد گمان سمجہا کہ اسکو اشتیاق حور ہے

ناظم نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور خلف نواب محمد سعید خان بہادر اوصاف او مستغنی از بیانست درین فن دستگاه بلند داشته و مرزا غالب بتهذیب گفتار او پرداخت این اشعار از دیوان وے برداشته آمد بلند فکری او پیداست و نغز سنجی او ہویداست

بڑہتا گیا جو رشک تو اخلاص کم ہوا ‏ چھینا عدو نے دوست کو یہہ کیا ستم ہوا

ہونے دیا نہ شاد یہہ دن پہر کہان مجہے ‏ یہہ ہے تمہین رقیب کے مرنے کا غم ہوا

حکم اخیر کی تہی توقع بروز حشر ‏ باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہوچکا

پیدا وسے تو ہوا نہین کرتی ہی بن آئے ‏ جب بعد مرے کوئی نہ مجہسا نظر آیا

جی مین ڈرتے تو قتل کیون کرتے ‏ طنز سے کہتے ہین کہ کیا ہوگا

سنتے ہین مٹ گیا ہے کوئی نقش ‏ وہ ہمارا ہی مدعا ہوگا

ہے طلب کی یہی روش ورنہ ‏ ایک بوسہ مین کیا بہلا ہوگا

آپ وزرات پڑا ہے سر و پا پہرتا ہے ‏ تو ستم پیشہ نہوتا تو فلک کیا کرتا

تو نہ آیا پر اجل وقت سے پہلے آتی ‏ آدمی اوسکی اگر اتنی تمنا کرتا

دلکے لینے مین یہہ قدرت اسے اللہ نے دی ‏ جسکو مٹی کے کہلونے پہ مچلتے دیکہا

ہے یہہ ساقی کی کرامت کہ نہین جام کے پاؤن ‏ اور پھر بزم مین سب سے اوسے چلتے دیکہا

واعظ و شیخ سبہی خوب ہین کیا بتلاؤن ‏ مین نے میخانے سے کس کو نکلتے دیکہا

بچے نہ ستم وزراؤن سے نہ دین و دل چھوٹے
مجھی کو تم پہ مسلط کرے تو دیکھو سیر

اوس در پر آنے جانیکی صورت بنی ہے
ہوتا جو دلپذیر تو جاتا نہ دل سے دور

کیا تم نہ جانتے تھے کہ بے خانمان ہون مین
بار خلوتمین نہین اور اگر بزم مین ہین

کرکے خون ایک کا جا بیٹھے ہین گھر مین اورکے
یہہ تو نکلا وہ نہ نکلا دل سے

اور کھانے کو دھرا ہے یہان کیا
ڈہونڈون تو کس پتے سے اوسے پاؤن اپنے کیا

آبرو کیا پیرہن جب بے گریبان رہ گیا
سینہ چیر دشنہ سے یہہ خوب گنجایش ملی

فقیر بنکے گیا وان تو کیا سوال کرون
خریداری ہے شہد و شیر و قصر و حور و غلمانکی

نہ کبھی کوئی خط آیا نہ پیام یار آیا
ترے گھر وہ آئے ناظم تو یہہ اضطراب کیا ہے

نحوست ہوئی زیادہ بنانے سے زلف کے
قتل ہونے سے مرے خوش نظر آتا ہے رقیب

نام لے لیکے ترا ہم اوس سے کہتے ہین برا
آدمی کے ساتھ سو آزار ہین یہہ کیا کہ بس

بنگئی ہے کوچہ جانان اک دار الشفا

کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا
ستم کا چاہیے خدا انتقام اگر لینا

دربان ہوا تو شحنۂ شہر آشنا ہوا
وہ نالہ کام کا نہ رہا جو رسا ہوا

پھرتا ہے نامہ بر مرا گھر پوچھتا ہوا
حال دل عرض کرون کہتے ہین تنہا کہنا

پوچھتے ہین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا
تیر تیرا ہے تو پیکان میرا

میرا غم کھانے لگا مہمان میرا
عاشق ہون حسن سادہ پہ خط و خال کا

بارے آنسو تھمگئے ہین کہ دامان رنگیا
کھینچے پہ تیر کے دلمین جو پیکان رہگیا

مگر کہون کہ بھلا کر ترا بھلا ہوگا
غم دین بھی اگر سمجھو تو اک دھندا ہے دنیا کا

مگر اک جواب اولٹا کہ ہزار بار آیا
کوئی بادشاہ آیا کوئی شہریار آیا

شانہ بھی آئینہ کا مددگار ہوگیا
وہ بھی خوش ہوتے اگر اونکا اشارا ہوتا

غیر اچھا تھا کہ ہمنام تمہارا ہوتا
آہ کی اور راز الفت آشکارا ہوگیا

اب تو وان رہنے کا کیا اچھا سہارا ہوگیا

بے پردہ آکے کل مجھے صورت دکھا گیا
ہوتے ہی درد دل کا بیان اوٹھ کہڑے ہوے
ہے ترقی عشق کو بھی حسن روز افزون کے ساتھ
مجھ مین کیا ہے مگر اکدم کہین اٹکا ہوگا
چارہ گر خستہ غم کو نہین جینے کی خوشی
جب کہا اونسے کہ ہی کچھ مجھے کہنا تو کہا
کس سے کہون کیا ہے مری وقت نزع
معتقد ہون کعبہ کا ناظم مگر جا کر وہان
ستم مین شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا
تری محفل مین خوش بیٹھا تھا کیا معلوم تھا مجھکو
یہہ غصہ ہے کہ دل مضطرب نشانہ تھا
جب تمکو میرا غل نہ سنا سر گران ہوا
صیاد خوبرو کو نہین احتیاج دام
عشق اور مدعا طلبی واہ رے سمجھ
کرتے ہین ایک عذر نیا ہر ستم کے بعد
مجھکو تقصیر کا دھیان نہ لگایا ہوتا
انداز نیا ہے دل لگی کا
بات ایسی کون سی ہے کہ جسکو بڑہا لیے
کھلنڈرے ہین پر ایسے کہ راہ مین ہر روز
مرنے سے اپنے خوش ہین کہ انجان بنکے وہ
عشق ایک سخن ہی مگر اوسمین ہوئے ہین جمع

اک پردہ تھا نہ آئینہ کا وہ بھی اوٹھا گیا
یعنی یہہ ایسے ہین کہ نہ انسے سنا گیا
آگے بڑہ کر میرا تیرا امتحان ہو جائیگا
وہ عیادت کو بھی آجائینگے تو کیا ہوگا
ہان تری ناموری ہی اگر اچھا ہوگا
سن لیا ہے کوئی شکوہ بیجا ہوگا
اوسکا یہہ کہنا کہ یہہ کیا ہو گیا
عبرت آتی ہے کہ کیا بتخانہ ویران ہو گیا
فلک کو عذر ستم کے لیے بہانہ ہوا
کہ بیٹھے تک آکے پھر اولٹا چلے گا دور ساغر کا
ہوا جو تیر خطا مین گنہگار ہوا
قدرت خدا کی ہین ہوا پاسبان ہوا
جسپر پڑی نگاہ وہ تسخیر ہو گیا
دھبا ہوس کا داغ تمنا ٹھہر گیا
گر یون ہی ہے تو قاعدہ اچھا ٹھہر گیا
تم خفا ہوتے اگر تمسکو خفا ہونا تھا
سننے مین پتا نہین ہنسی کا
اک مختصر سوال ہے یا بوسہ یا جواب
بگاڑ دیتے ہین دو تین چار کی صورت
ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے بار بار آج
غمہائے جانگداز و مرضہائے لاعلاج

وہی تم ہو وہی خنجر ہے پر انصاف کرو
راز میرا ہے او نہین غیر سے کہنا منظور
شیخ نے حجرہ کا دروازہ رکہا ہے نیچا
کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گہر مین نہین ہین
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہتے ہین کہ وہ بہی یہی کہتے ہین کرون کیا
مرنے کی جگہہ ہے کہ وہ سنکر مری تقریر
ہم تمکو برا کہتے ہین یا غو کو تمہاری
اب لکہین گے شکوہ بیداد ہم دل کہولکر
فسانہ ستم ہجر ہے سوال نہین
وفاشعاری ناظم یقین نہین نہ سہی
یہی سمجہو کہ نکالے ہوئے ہونگے ورنہ
میری وفا کی داد نہ جرم عدو سے بخشا
سبکے اس عمر مین ہو جاتے ہین ایسے ہی خوا
ہمت مرغ سحر خوانکا ہون قائل کہ اوسنے
گل کا نام اک مگل گیا تو کیا
ملجاتے ہین تو کہتے ہین اچہی طرح تو ہو
خوش ہو رہے ہین ہم کہ بنایا ہے ہمنے یار
چاہتے ہین کہ سنین مرحبا نا
رخصت عرض حال کیا مانگون
کہتے ہو جائینگے پہر کیون نہین جاتے جاؤ

ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹہے ہو کیا میرے بعد
اور مین خوش ہون کہ سن لیتے ہین تنہا ہوکر
لینے یان آئیگا بیساختہ انسان جہک کر
کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط
کہتے ہو کہ دسجو کی اعدا انکرو تم
بولے بہی تو یہہ بولے کہ غوغا نکرو تم
او خوگئے بہی اچہے سہی جہگڑا انکرو تم
نام اونکا آسمان ٹہرالیا تحریر مین
ند و جواب سنے جاؤ کچہہ ملال نہین
یہہ کون شخص ہے اسکا بہی کچہہ خیال نہین
کیون پہر اوس بزم سے ہم خانہ خراب آتے ہین
کیا خوبیان ہین میرے تغافل شعار مین
تجہہ سے کچہہ شکوہ ہمین اے فلک پیر نہین
نالے سے زمزمہ مقصود ہے تاثیر نہین
تم ہی اچہے ہو رنگ مین لو مین
گویا ہمارے جی مین کچہہ ارمان ہی نہین
دیکہا تو اونکے در پہ وہ دربان ہی نہین
پوچہتے رہتے ہین اکثر مجہکو
کہہ نہ بیٹہین کہین کہ رخصت ہو
پہر سے جینے کی مجہے راہ بتاتے جاؤ

واجب القتل نہین نیست سے بیزار تو ہون
مین تو سائل ہون خریدار نہین کیون اوٹھون
مجھکو اوٹھاتے ہو کہکر کہ ہے یہ خلوت خاص
غلط سہی اثر آہ و نالہ پر ناظم
اک مزہ البتہ ملتا ہے سو وہ بھی مشترک
اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھکو
شکایت کیا ہی گر صورتین ہر رہ سے بہتر ہو
ڈرنے لگا ہے اب مہ و خورشید سے بھی دل کہ یہہ
اب کچھ نہین تو باندہتے ہین خنجر و شمشیر
کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے نہین دیتے
وفا کی ہم نے اور تم نے جفا کی
نگاہ شوق نے کیا کچھہ نہ دیکھا
کردن آج اوسکو ناز و غمزہ مین تیز
نکالا ہم نے کچھہ فاضل اونہین پر
قصہ کوہکن و قیس کو تہ کر کہیئے
جانتے ہم بھی کہ ہی خلد مین راحت کیسی
جو چھپتے ہی ہو دلکو تو سوال کیون پوچھو
بیان سوز غم عشق سنکے کہتے ہین
ضد سے وہ بزم سے مین نہین اوٹھتا مجھے
مرنا تو ہر طرح ہے مسلم پر اوسکی تیغ
ہین نے جو کی حسد کی مذمت تو آپ نے

لو اب آئے ہو تو جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ
قیمت بوسۂ لب روز بڑہاتے جاؤ
رہ کون لوگ چلے جاتے ہین اودھر دیکھو
رہے نہ دل مین ہوس آؤ یہہ بھی کر دیکھو
بوسہ کیا شئے ہے کہ جسکے دینے مین تکرار ہو
پھیر دیجیے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو
طریق ظلم مین بھی وہ قدم گردونسے بڑھکر ہو
پھرتے ہین راتدن فلک فتنہ زا کے ساتھ
کیا جانئے کیا باندہتے ہوتی جو کمر کچھہ
سچ ہو بھی پر ہمینے سنا اور ہی کچھہ ہے
تم اچھے ہم برے قدرت خدا کی
گرہ جب کھل گئی بند قبا کی
کوئی کٹتی کہون تیغ ادا کی
وفا سے کم رہی گنتی جفا کی
اپنی ہیتی کہے یہہ خاک نشین تھوڑی سی
ملتی اوسمین سے اگر ہمکو نہین تھوڑی سی
خریدنے مین نہین اسطرح مچل جاتے
یہہ بات ہوتی اگر سچ تو تم نہ جل جاتے
مین جانتا ہون جانتے ہین پارسا مجھے
ملتی اگر گلے سے تو ملتا مزا مجھے
پیرائے مین ہنسی کے کہا مرحبا مجھے

ثبوت جرم کی تا اوسکو احتیاج نہو
عدو کو دیکھون تو دیکھون اوسے نہین خدا نکرے
جنت مین شہد و شیر و گل و میوہ ہو تو ہو
کھلے کیا دل در و دیوار کے آثار باقی ہین
اوس بت کا کوچہ مسجد جامع نہین ہے شیخ
ڈرتے ہین محتسب سے بھلا آئیے تو سہی
ناظم کبھی نہ کوچے مین تیرے قدم رکھے
بوسۂ لب تو دیا کیا کہنا
نامہ بر ہوکے ذلیل آتا ہے
کہا مینے کہ بیدل ہون کہا یہ قول باطل ہے
کہے یہ کون کہ تم کیون وفا نہین کرتے
مین خفا ہوکے جو محفل سے چلا آیا تھا
اک جہان کشتۂ انداز خود آرائی ہے
گذرے گی شغل حیلہ تراشی مین شب مجھے
عذر ستم فریب و تمناے صلح جھوٹ
انبار ہین غمون کے مرے دل مین ہر طرف
تھی تم سے توقع یون عدو کے دم مین آنیکی
جیئے گا کون کل تک جو تم اوسکے پاس آ ہو گے
ہوا گر نامہ بر وان قتل ہم کیون غم کرین ناظم
اس سے کیا بحث کہ ہو گی شب فرقت کیسی
نہ گذرے دوست تک اپنا نہ بغیر اوسکے قرار

لئے تو نشہ مین بوسے مگر جفا کے لئے
کہ مدعی سے ملون اپنے مدعا کے لئے
ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وان سے حلال ہے
ہوا ہر چند گھر ویران صحرا پھر بھی صحرا ہے
اوٹھیے اور اپنا پہلے سے مصلا اوٹھائیے
اچھی کبھی کہ ساغر و مینا اوٹھائیے
بیچارہ کیا کرے کہ یہی رہگذار ہے
کہئے کچھ بڑھ کے بھی ہمت ہوگی
غیر آگے کو نصیحت ہوگی
زبان ہے سبکے منہ مین اور سبکے سینہ مین دل ہے
وہ کیا کہینگے مگر یہ کہ جا نہین کرتے
آج کہتے ہین کہ کل زہر نہ کھایا تو نے
آپ جو چاہین کرین آپکی بن آئی ہے
جانا ہے بزم یار مین کل بے طلب مجھے
صحبت بگڑ گئی تو بناتے ہین اب مجھے
اک گوشہ مین پڑا ہے غم روزگار بھی
کہان جاتی رہے وہ خو محبت آزمانے کی
قسم سچی سہی پر پھر بھی کیا حاجت ہے کھانیکی
چلو ہاتھہ آئی اک تدبیر اوسکے چھین جانیکی
موت اوسمین نہین آئی یہ مصیبت کیسی
کسپر آئی ہے اور آئی ہے طبیعت کیسی

غصہ آئینہ دکھانے سے ہوا دونا کیا خوب — یہہ نہ دیکھا کہ بگڑ جاتی ہے صورت کیسی

آئے ہین جنازہ پہ باندازِ تجاہل — سمجھے نہین اور وعدہ بھی جھوٹا نہین کہتے

دل لیکے ندین قیمتِ دل ایسے وہ کیا ہین — چپکے ہین ابھی ہم بھی تقاضا نہین کرتے

حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون کہ تو — وان بھی جھنجلا کے کہے یوسف علیخان چھوڑ دے

قاتل آیا نہین کہتے ہین کہ آرام مین ہے — ملک الموت ہی آجائے وہ کس کام مین ہے

جو کہیے دردِ دل سنیے تو کہتے ہین کہ ہان کہیے — اوسیکو دردِ دل کہتے ہین جو گفتار مین آوے

یان صبح و شام دہیان مرا نامہ بر مین ہے — وان وہ اور اوسکا بستر اوسی رہگذر مین ہے

دیتے ہین دو تمنے ہمکو بوسے ہم ایک جان اب نذر کرینگے — ملینگے جب حشر مین دوبارا تو قرض باقی ادا کرینگے

نثار محمد امان دہلوی فرزند سعادت اللہ معمار از شاگردان شاہ حاتم دیوانے گزاشتہ

پوچھا جو اوس نے خوش ہو کہا مینے شکر ہے — بولا کہ ہے یہہ شکر شکایت بھرا ہوا

خوبی مین ترے حسن کی کچھہ حرف تو کب ہے — لیکن یہہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے

نساخ ابو محمد عبد الغفور خالدی امروز در کلکتہ است و با عزاز تمام بسر می برد تذکرہ اش دیدہ ام اشعار بسیارے از سخنوران دران گرد آوردہ سخن شعرا نام دارد سلیقہ انتخابش ازان پیداست اوراست

میرے مرنیکا یہہ غم ہے کہ صبا ورنہ شکر — گور پر بیٹھہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آتے ہی اونکی جان کہونسے جو چھٹ گئی — کہنے لگے مرو بھی کہین جان بلب ہو تم

تم سے ہوا نہ دردِ دلِ زار کا علاج — پھر کون سے مرض کی بتاؤ دوا ہو تم

تم سے ڈرتا ہون کہین تو کی نہ نوبت آئے — آپ سے آپ لگے کہنے جو اب تم مجھکو

بیباکیون سے آتی ہے صاحب حیا مجھے — تم بھی خدا کی شان کہو بے وفا مجھے

مشکل آسان جو ہوئی دیکھکے اونکو دمِ نزع — بولے وہ آئی نہ آتی تو نہ مرتا کوئی

نسیم اصغر علی خان دہلوی ابن نواب آغا علی خان از تلامذہ مومن خان
و مشاہیر سخنوران است در لکھنو اقامت داشت دیوانے دارد در سنہ ۱۲۹۲ھ درگذشت
از وست

اونہین ہٹتی ہی مجھے خواہش رہا جھگڑا نہین ہان کا
وہان دامن نہین یان صاف تھا مطلع گریبان کا

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارہ ہو کے رہجاتا ہے ہمیر مہربانی کا

کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار و پیر
کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہہ بولا کافر
ہائے منہہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان ہوا

کہے دیتی ہین یہہ نیچی نگاہین
کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا

بیکسی اپنی وہ رونا تیرا
مجھکو ہنگام سفر یاد آیا

گلے مین بخت کے اونکا بہی کچھہ تھا نکل آیا
ہوئی تہی صلح کس مشکل سے پہر جھگڑا نکل آیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا

منت بہی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا

آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچھہ راہ پر ہین آپ

ہاتھہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہہ ارادے ایک مشت خاک پر

کس کس مصیبتو نسے ہوئی ہے نصیب مرگ
کیا کیا اوٹھائے ہین شب غم مین قضا کے ناز

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بہی
نسیم کسی طرح سے شرماؤ بہی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو فرزند شاہ غریب اللہ سجادہ نشین
شاہ صدر جہان رح تلمیذ میر محمدی مائل از مشاہیر سخنوران است پانزدہم و
بست و نہم بزم مشاعرہ می آراست و در زمین ہاے سنگلاخ طرح میکرد در آخر
عمر بہ حیدرآباد رفت و آنجا درگذشت دیوانے گذاشتہ

پشت لب پر ہی ترے یہہ خط ریحان ایسا
سنہہ تو دیکہو لکہے یاقوت رقم خان ایسا

سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکہو
اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکہو

دیکہہ لیتی جو اوٹہا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتہہ
لیلیٰ ایسا تو نہتا پردۂ محمل بہاری

دل کا کیا مول بہلا زلف چلیپا ٹہیرے
کچہہ تری گانٹہہ گرہ مین ہو تو سودا ٹہیرے

دل یہہ کہتا ہے کہ مت یاد بتان دلواؤ
چہیڑنے کام سے پہر آپ مزا دیکہین گے

نطق مقصود احمد کاکوروی بر حال او آگہی دست نداد این بیت چند از وست در دیوان دارد ہ

زیر زمین بہی جور فلک سے نہین نجات
مرنے کے بعد قبر مین چوری کفن گیا

قتل منظور ہے تو بسم اللہ
ڈہونڈہا کیا کسی روایت کا

سخت مین دونکے یون تو خیر جانا ہی مگر
شمع تو سمجہے سہر اچہی ہر کا وس محفل مین ہے

ہر نگاہ ناز ہی اوس حور وش کی دلنشین
خون نکلے آنکہہ سے وہ بہی ہمارے دل مین ہے

نظام نظام شاہ رامپوری جز اینقدر راز و اطلاع بہم نرسید ہ

انداز اپنا آئینہ مین دیکہتے ہین وہ
اور یہہ بہی دیکہتے ہین کوئی دیکہتا نہو

نواب پدر عالی گہرم امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر ترجمہ حافلہ ایشان از اسفار علوم مثل اتحاف النبلا وغیرہ توان دریافت واگر از فیما سخن فیہ آرزو داری تذکرہ شمع انجمن پیش چشم باید گذاشت این قدر ناگزیر ست کہ شاعری دون مرتبہ ایشان ست ہر نواے کہ باصول سخنوری بر داشتہ اند یکسر در تازی و پارسی ست ہر چند کہ سخنوران بسیار بودہ باشند اما سخن نہی باین منزلت شاید کہ چشم روزگار ہم ندیدہ باشد در زبان ریختہ ہیچ از ایشان مرقوم نیست یک دو شعر از افکار عالم شباب کہ از مدتہاے دراز تحویل حافظہ خاکسار ست بغرض استعارہ زیب و زینت دریچ این صحیفہ و نذر ارباب ذوق کردہ میشود ہ

باتون باتون مین کچهه اوس نے بات ایسی چهیڑی
کہتے کہتے دل سے حرفِ مدعا جاتا رہا

غیر پوچھے ہے تو کہتے ہین سبھی
آپ بھی بندہ کے عشاق مین ہین

حضرتِ ناصح دل اوس بیدرد کو دون یا ندون
آپ تو کہیے کہ اسمین آپکی کیا راے ہے

سنکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور بولے
ایسی رسوائی کے جینے سے یہہ مرنا اچھا

عبث رقیب کی تعریف مجھہ سے کرتے ہو
یہی نہ کہدو کہ اوٹھہ جاؤ میری محفل سے

جاتا ہے او نہین اے شکوۂ بیرحمی یار
تا بلب آکے خبر دارِ دعا ہو جانا

نواب تخلص نواب کلب علی خان بہادر والی رامپور ترجمہ ایشان در نگارستان سخن بہ بسط مذکور است و نیز بجہت شہرت تمام حاجت بیان ندارد درین فن دستگاہ بلند و مہارتے ارجمند نصیب ایشان است استفادہ از منشی امیر احمد امیر دارند چہار دیوان از افکار ایشان ترتیب یافتہ بطبع رسیدہ مطبوع گردیدہ بینے چند از انہا پیش نظر سخنور انست ستایش آنہا نتوان کرد ہر چہ در شعر باید و شاید موجود است و بر ارباب نظر واضح و لائح ست

مرے ہی سامنے غیار کی ہنس ہنس کے باتین ہون
مجھی سے ہو یہ او لٹا شکوہ میری بدگمانی کا

قابلِ دید ہی دن حشر کا ہر اے نواب
سیر ہو جائیگی دونی جو کہین تو آیا

فرشتے عرش کے بے اختیار رو دینگے
تڑپ کے بیٹھنے اگر سوئے آسمان دیکھا

کیا یہان سے وہان سوا ہوگا
حشر مین بھی یہی خدا ہوگا

بجا ہوا تہا جو کچھہ تیری چال سے فتنہ
بدل کے رنگ وہی گردشِ زمانہ ہوا

وصال کا ہو جو وعدہ تو ہوتے بھی کہون
کہ آج شب کو تجھے مین نہین بلانیکا

بے نشانی تجھے مبارک ہو
وہ پتہ پوچھتے ہین تربت کا

پہلے منہہ دیکھو آرسی مین تم
پھر سبب مجھسے پوچھو حیرت کا

دلِ پژمردہ کو بھی رو لین گے
وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا

ایسے حسرت کی نگاہوں سے بلایا ہین نے
کہ مرے قتل کو روتا ہوا جلاد آیا

وصل کا وعدہ نکر ناوقت آخر ناز سے
ورنہ جینے کے لیے اک آسرا ہو جائیگا

گالیان روز نہین پر ہمنے سنا ہی نواب
اور کچھہ شکوہ ہوا آپکا اعزاز نیا

بعد اک مدت کے اوسنے ہائے یہہ بھیجا جواب
ہم نہ سمجھے کوئی مطلب آپکی تحریر کا

حضرت نواب زاہد پر ترحم واہ واہ
حکم ہوا اسکے لیے تو حشر تک تشہیر کا

چرخ سے آتی ہی اوسوقت بلا جب سب سے
پوچھہ لیتی ہے پتا آپکے شیدائی کا

کل جو مقتل مین ادا سے وہ ستمگر آیا
مین بھی تھامے ہوئے اپنا دل مضطر آیا

کس نے نواب پکارا تجھے جو تو گھر سے
ہاتھہ باندھے ہوئے رومال سے باہر آیا

تم بر مین ہو تو گہر مین پھٹکنے ندون کبھی
آفت تو کیا ہے آئے اگر آسمان آپ

کہتی ہے جسکو فتنۂ محشر تمام خلق
ڈرتا ہون وہ بھی کوئی تمہاری ادا نہو

انتظار نامہ بر مین ایک مدت ہو گئی
روز پھر آتا ہون مین دو چار منزل دیکھکر

وہ چیز نہین دل کہ مین دو یا تو نہین دون
مانگو تو ذرا ناز سے پہلو مین مچل کر

دل روز نیا مانگو نہین کچھہ یہہ بڑی بات
دو نگاہین اسی دلکو تمہین پھیر بدلکر

لیا ہے چشم تر نے خون عالم اپنی گردن پر
ذرا تم بھی تو رو دو حسرتو نسے بیکسون پہ

سینہ مین رکھہ لین ذرا دلکی تسلی کے لیے
کہان نہ جائینگے ترے نشتر کو ای فصاد ہم

قاصد کو بھیجتا ہون تو شوخی کی راہ سے
پیار ہی نامہ بھیجتے ہین وہ جواب مین

پوچھو تو کوئی بات مرے ڈھب کی مجھسے تم
دیکھو تو پھر مین کہتا ہون کیا کیا جواب مین

عجب حسرت سے دیکھا ہی سوئے جانان دم آخر
رہیگی یاد اوسکو بھی نگاہ واپسین سون

ترے کوچہ مین ہی مدت سے ہمپر نزع کا عالم
گھڑی ساعت کا نقشہ ہمنے دیکھا ہی نہین سون

خواہش کرون وفا کی جفا کا گلا کرون
تم میرے بس مین ہو تو خدا جانے کیا کرون

سو ظلم ہمپر ابتو ہین پر کچھہ بھی یاد ہے
کہتا وہ بیبسی مین کہ اللہ کیا کرون

ہوتی ہے رات وصل کی جس گھر مین اسنجیا
اُٹھتی دعائین مانگین عدو نے کہ چھن گیا
خواہین ہی جو طلب کرتے ہین تو شوخی سے
عاشقونکو نہ ستا پھر خدا سے ظالم
بناؤ شیشے کے تو سب لوگ تکتے ہین مگر
خدا جو پوچھتا ہی حال حشر مین تو ہم
یار آتا ہے تصدق کے لیے ای واعظ
غیر کے وصل کا اوس دن مجھے آئیگا یقین
افسوس اپنے جی سے بھلاتے اوسکو تو
شہرت تمہارے جور و ستم کی ہو کسطرح
واعظ بیان کرتا ہے حورونکی گرمیان
ہر بات مین نکلتے ہین پہلو نئے نئے
ہو قصر خلد بھی تو نہین قابلِ پسند
چھپاؤ شوق سے تم رازِ الفت کچھہ نہین پروا
مجھے دیکھتے ہو عبث چارہ سازو
کیا جانے نامہ بر نے مرے مجھسے کیا کہا
لے بھاگین چشتین نہ کہین میری لاش کو
پڑ گیا رخنہ دستِ قاتل مین
ہوتے سجین ایسے ستمگر کہ بول اوٹھے
ذراسی بات پہ مرجاتے ہین ہم ہجر مین حسرت سے
نہین ہم قابلِ الفت تو شاید

اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہین
تھوڑا سا تھا اثر جو مری دلکی آہ مین
مجھہ سے پہلے وہ رقیبونکو بلا لیتے ہین
ان فقیرونکی تو سب لوگ دعا لیتے ہین
ہم اونکی بگڑی ادائین سحر کو دیکھتے ہین
نگاہِ یاس سے اوس فتنہ گر کو دیکھتے ہین
دے ذرا پھر خدایا اپنا ہی ایمان مجھکو
پیار کر لوگے کسی دن جو مری جان مجھکو
جس دلکو تیری یاد مین اپنی خبر نہ ہو
تشہیر مری لاش اگر دربدر نہو
ایسے مین سیر ہو جو وہ گرمِ خرام ہو
سوچو تو کسطرح کوئی پھر بدگمان نہو
جس گھر مین مر رہے کوئی نوحہ خوان نہو
خبر کرینگے دو نالے مرے ساری خدائیکو
ذرا میری آنکھوں نے قاتل کو دیکھو
پہلو مین دل اوچھلنے لگا کیون خبر نہ تھا
پہناؤ بیڑیان مجھی عزیزو کفن کے ساتھہ
اضطراب دل وحشی کو دیکھہ
ذرا پوچھو تو یہہ کس کشتۂ حسرت کی تربت ہے
سمجھہ رکھو اسی تم عاشقونکی یہہ بھی عادت ہے
ملائک آئین گے عرشِ بریں سے

گئے وہ غیر کے گھر ہمنشینو
غضب حسرت بھری ہے اسمین ظالم
ہم ہی کو قتل کرنا سکر اگر
اتنے دن بھی گذر ہی جائینگے
تم اے خضر لو راستہ اپنے گھر کا
یہہ آیا کون کہ آتے ہی جسکے محشر مین
قتل کے بعد رحم آتا ہے
طلب ہے لطف سے تو ٹالنا تغافل سے
ہاتھ رکھ لیتے ہین آنکھوں پر وہ کس انداز سے
ادا سے بگڑنا لگاوٹ سے ملنا
ہوا ہے مدتون مین وہ ستمگر مہربان اپنا
کھو رقیب کی فریاد سے کہ دم بھر کو
ہائے بیجری قاتل کی شہادت کے لئے
ہوا ہے عزم الہی سوے عدم میرا
عدو کا خط سمجھکر نامہ قاصد سے لیا لیکن
سمجھونگا مین اے چارہ گرو گر مرے دل سے
کہے گا مرحبا کون اے اجل تیری آداو نیز
کعبہ جاتے تو ہو لیکن ثواب
تا مجھکو نہ امید ہو اسواسطے ثواب
تم مرے غیر کے جھگڑے مین ہنس ہنس بول اوٹھے
جیتے جی بات نہ پوچھی کبھی اب میر کے بعد

قیامت کو بلالاؤ کہین سے
ذرا اچھا نگاہ واپسین سے
پھر اولٹا اوسکا شکوہ بھی ہمین سے
کاش ہو وعدہ روز محشر کا
خدا جانے ہے دھیان مجھکو کدہر کا
ہر اکطرف سے اوٹھا شور دادخواہی کا
یہہ پتہ ہے ہمارے قاتل کا
ادا سے لیتے ہین سب کام وہ اشارو نکا
تذکرہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا
یہہ انداز بھی ہے نرالا کسی کا
بنائے اور عالم مین مکان اب آسمان اپنا
ہماری آہ کو دیدے ذرا اثر اپنا
نام خود ہمنے لکھا ہے سر محضر اپنا
بتا تو کون سے دلمین رہیگا غم میرا
بہت بگڑے لفافے سے جو خط میرا نکل آیا
ارمان کوئی ہمرہ پیکان نکل آیا
جو مرتے دم بھی مجھکو غمزہ قاتل پسند آیا
کیا کروگے جو صنم یاد آیا
غیر رستے بھی محفل مین اشارا نہین ہوتا
دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری
پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے تربت میری

اے پری دے تو ذرا ناز سے اک جام مجھے
کہ سمجھتے ہین بہت نیک سے آشام مجھے

یہی اندیشہ ہے اب کون مریگا تجھہ پر
مرگئے پر بہی نہین گور مین آرام مجھے

آجتک سے ترے طعنونسے نہ پی تھی واعظ
اوس نے منگوائی ہے لے ابتو بہلا تہام مجھے

کیسے کیسے تری وصلت مین مزے لوٹونین
زندہ رہنے دے اگر لذت دشنام مجھے

ایسی حورون کو یہین سے ہے سلام
جنکا واعظ بہی تمنائی ہے

آتے آتے پہر گیا مسجد سے وہ
واعظون کی آج عزت رہ گئی

پہلے روتے تھے جان کو لیکن
ابتو آنکھون کا اپنی رونا ہے

بسمل کی تڑپ پر نہین الزام ذرا بہی
طاقت نہین خود ساعد و بازو مین تمہارے

ہوتا نہ حیا پر شب وصل اونکو بہر وسا
واقف وہ اگر ہوتے مری بے ادبی سے

دیکھنا جنکا گوارا نہین مجھکو دم بہر
ہائے وہ بھی نگہ ناز کے بسمل ہونگے

یہہ نہ سمجھے تھے کہ اک عمر کے شکوے دلسے
دو ہی باتونمین ترے پیار کے زائل ہونگے

اغیار سے جو لطف تہا ملنے مین وہ تنہا
یون ملنے کو تو مجھسے بہی وہ بارہا ملے

قاصد کی کچھہ خبر نہین تو اب کیا ہوا
پھر زے تو خط کے راستہ مین جا بجا ملے

امید وصل ترے صدقے آج پرسش کو
وہ آتے ہین سر بالین ذرا سنبھال مجھے

کسی پہ دم نکلنے مین تو یہہ بھی نہین تی
مرے سینہ سے پیکان آپکا شاید نکلتا ہو

لے تو چل اوس بزم مین اے شوق دید
دیکھہ ہی لینگے اوسے دل تہام کے

ہجوم شوق مین جب دلکی آرزو نکلے
کہ پردہ کعبہ کا اولٹون وہان بہی تو نکلے

تمہین تو ناز تھے تو اب پارسائی پر
تمہارے گہر مین تو مے کے کئی سبو نکلے

کیا کہتے ہو تم ہم سے کہ کیون پہر گہر آئے
دیوانون کا کیا پوچھنا آئے جدہر آئے

کسکی یہہ شب وصل ہے جو شور مچائے
سورج نہین ڈوبا ہے کہ مرغ سحر آئے

دے عمر دوبارہ تو ہون قربان الہی
مقتل مین ہے اک غل کہ وہ بار دگر آئے

اللہ رے تری شرم کی شوخی کہ وقت دید
چوری چھپے نگاہ کرینگے وہ کیا ادہر
وصل کی شب سے جن اغیار سے ٹہیری ہوگی
عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم مین کوئی
کون اوٹھائیگا لطف ناکامی
غیر کو تجھ سے ہم دیکھینگے
خفا ہو کیون مرے نالون سے تم خوشی کیجے
ملا ہے یار تو نواب اتنے خوش کیون ہو
تو بھی کچھہ قدر کر اسکی کہ ہوا ہے ظالم
وصل مین اوس سے بگڑ جائے تو اے صنم
ستاتا ہے ہر دم نئے رنگ سے
غیر کے حال سے اوس بزم مین کیا ہمکو خبر
رات بہر وصل مین کروٹ بھی نہ بدلی تمنے
شکلے فریاد مری جانب خنجر دیکھا
اوس حیلہ گر نے کوتہی شب کے شکوہ سے
دیا ہے بوسہ اوسے پہیر لو تو ہم جانین
آزار نہ دین تمکو کہ رسوا نہ کرین ہم
ہم تو جب جانینگے یہہ زہد تمہارا نواب
جنکار ونا تہا مجھے وصل مین اونکی آگے
دل دیا تہا جسے نواب نے روز اول
ابھی تو بھولے ہوئے ہو مگر یہہ یاد رہے

کیا کیا نگاہِ ناز کو چوری لگا گئی
مجھسے تو میری موت بھی آنکھین چرا گئی
ہائے کیا اونکے یہان عیش کے سامان ہونگے
ہم سے دو چار بھی ہوتے جور ولانیوالے
ہم اگر تجھسے کامیاب ہوتے
کس کی آنکھون سے یہہ ہم دیکھینگے
تمہین تو قتل کو یہہ خوب ہے بہانہ ملا
خدا ملا کوئی دولت ملی خزانہ ملا
بعد اک عمر کے ایسا دل مضطر پیدا
تو ادا اونکے مرے حق مین قضا ہو جانا
زمانہ بھی تیری ادا ہو گیا
اوس سے آگاہ ہین اپنا جو کچھہ اعزاز ہوا
یہہ بھی دل لینے کا شاید کوئی پہلو ہوگا
نہ ہوا اس سے بھی خاموش تو ہنسکر دیکھا
رکھا ہے اپنا وصل قیامت کی رات پر
یہہ دل نہین ہے کہ لیجاؤ مسکرا کر تم
ہم تم سے ہون تم ہم سے تو کیا کیا نکرین ہم
آئین وہ ناز سے اور تمکو مراقب دیکھین
اب وہ نالے شب ہجر انہین مزا دیتے ہین
پھر وہی آتا ہے اب دیکھیے کیا دیتے ہین
نہونگے ہم تو کہوگے وہ یاد آتے ہین

جب مین نے کہا ظلم اوٹہائے نہین جاتے
غیر کے آگے نہین چہیڑتے ہو تم مجہکو
دہوم ہے حشر نے برہم کیے دونون عالم
اداسے نازسے غمزہ سے مسکرانے سے
گر سادگی پسند ہے تمکو تو بہیجدو
لیا ہے وصل کی شب جس ادا نے دل میرا
جسپر ہزار ناز تہے نواب کو وہ دل
دلکو تڑپنے سے تسلی ہوئی
ہرچند تہا عتاب عدو پر وہان مگر
بہولے سے تو ہو مگر اتنا تو سوچ لو
عشق آفت ہی سہی ناصح مگر
مزا بہت ہے مشکل کہتے ہو منہہ بنا کر
جذب دل کہینچ تو لا مین ترے صدقے جاؤن
اجل کی سختیو نکو کون دیکہے چشم حسرت سے
جتنا یا عشق تو انجان بنکے بول اوٹہے
تم عبث فریاد سے گہبراتے ہو وقت اخیر
راز وصلت نہ بتاؤن تو کرون کیا ظالم
شب فراق یہہ کیا سوجہی ہے فرشتو نکو
کو نہین بہیجتے ہر میرے جلانیکے لئی
نواب مر کہین کہ یہہ قصہ تمام ہو
چرچا وہان بہی کچہہ ہو ہر دم مصیبتو نکا

جہنجلا کے یہہ کہنے لگے پہر ہمکو ستایا ہو
انہین باتو نسے تو ہوتا ہے تو ہم تم مجہکو
بہیجدو تم بہی ذرا اپنی خود آرائی کو
وہ دل کو لیتے ہین لبہائے جس بہانے سے
اپنا بنا ؤ میرے مقدر کے واسطے
جو دیکہہ پاؤ تو صدقے ہو اوس ادا کے تم
دو ہی اداؤن مین تری پامال ہو گیا
درد جگر بڑہ کے دوا ہو گیا
دو چار کیو نکو سنکے یہان کام ہو گیا
کیا ہوگا گر کسیکو کبہی پیار آگیا
کیا کرین بیساختہ دل آگیا
صدقے تمہارے منہہ کے دیکہو تو مسکرا کر
رک گئے ہین وہ اداسے سر محفل آکر
بنی ہی ہے ٹکٹکی اپنی نظر ہے رخ جانان پر
یہہ باتین جہوٹ ہین ہم تمکو خوب جانتے ہین
ہو چکا جہگڑا ابہی دو چار آہین اور ہین
کہ مجہے غیر ترے سر کی قسم دیتے ہین
کہ آسمان کو گردش سے تہام لیتے ہین
روز غیرو نکو وہ اک نامہ لکہا کرتے ہین
دن رات تیری جیب مین کب تک رفو کرین
جنت مین بہی آلہی ایسا ہی آسمان ہو

بہت ہی ناز تمہیں اپنے صبر پر نواب
سو خطائیں تو میں خود اپنی بتاتا ہوں تجھے
یہہ حکم ہے مرے [illegible] کا ابتو مقتل میں
عشق پنہاں کا جو دعوی [illegible] تو محشر میں
ادا سے بولے مجھکو قتل کر
کیا کچھہ کرے یہہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکھکر
غیر سے بھی یہی عادت رہی نواب اوسکی
مرنیکو کہہ چکا ہوں میں صبح شبِ وصال
بنکر شگفتہ غیر کو افسردہ تو کروں
لینا سرِ سجادہ وضو کرکے ادب سے

وہ شوخ ایسے میں آجائے تو تماشا ہو
زندہ جب چھوڑ کہ میری کوئی تقصیر نہو
کہ وقت ذبح بھی بسمل کو اضطراب نہو
بات کس کام کی جو چار میں مشہور نہو
یہہ کسکی لاش ہے اسکو اوٹھا لو
تم دو[illegible] ہاتھونسے ذرا للہ دلکو تھام لو
منع ہرگز نہ کرو وصل میں شرمانے دو
اب آبرو ہے میری آلہی سحر کے ہاتھ
پھر کسطرح چھپاؤں میں صورت ہلال کی
حرمت ہے بہت رندو نہیں نواب بوکی

الواو

وحشت میر غلام علی خان خلف میر فرحت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین خان مرادآبادی مولد در بنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ از گرامی شاگردان مومن خان بود و مضامین بلندی یافت چنانچہ گفتہ است

آیتیں حسرتِ صہبا کی سناتا ہوں اوسے
منفعل ضعف جنوں سے ہوئے ایسے کہ نہ پوچھہ
میرے مرنیکی خبر غیر کو یوں دیتے ہیں
دل میں عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپکی
سن سنکے مجھسے شکوہ لطفِ عدو کے

ذکر سن سنکے رقیبوں کی مئے آشامی کا
طوقِ آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا
مر گیا وحشتِ جانباز تری جان سے دور
کچھہ ان دنوں نہیں پہلے سے لطف و کرم نہیں
اونکو تو کچھہ بھی رشکِ جفا و ستم نہیں

کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا
سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے

گذرا اس اعتمادِ محبت سے مین خدا
مجھسے چھپاتے ہین کاش وہ الفت رقیب کی

کہین ہو ردِ جفا سے یار کی ہم ہون بعد اسکے
مرے مرجانیکا غم انکو تو اسواسطے غم ہے

بسکہ رنج افزا ہے طبعِ نازکِ جانان نہین
آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا

وحشت مولوی حافظ رشید النبی پسر مولوی حافظ حبیب النبی رفیق تخلص از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود رحمۃ اللہ علیہ در ۱۲۷۴ھ درگذشت استاد مولوی عبد الغفور نساخ ست

کہانیکی تو مدت سے قسم کہائی ہے ہمدم
یہہ غم ہے کہ کہاتا ہون کسی رشکِ پری کا

وزیر خواجہ محمد وزیر لکہنوی خلف خواجہ محمد فقیر سلسلہ نسبش تا خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ میرسد گزیدہ ترین شاگردان ناسخ بود بیست دوم ذیقعد سنہ ۱۲۷۰ھ راہ عدم پیمود خوش فرمودہ

سر مرا کاٹ کے پچھتائیے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کہائیے گا

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر

چلا ہے او دلِ راحت طلب کیا شادمان ہوکر
زمین کوے جانان رنج دیگی آسمان ہوکر

اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسفِ بے کاروان ہوکر

کیا غیرونکو قتل اوس نے موئے ہم رشک کے مارے
اجل بھی دوستو آئی نصیبِ دشمنان ہوکر

گذرا افلاک کے پار گیا لامکان تلک
او تیرِ آہ بے ادبی اب کہان تلک

وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہو
پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن

قتل بے شمشیر او ظالم کیا
آئینہ دکہلا دیا دو ہو گئے

وقار راے کنور کشن کمار تعلقہ دار اضلاع مراد آباد و بدایون ست و شاگرد منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

وہ ظلم کرتے ہین ہم واہ واہ کرتے ہین	مثل ہے ان چھنسے ہین نباہ کرتے ہین
تکلف بر طرف اے جان عالم اب یہہ بیا ہے	حیا کو تم سمجھہ لو اور خرد سے ہم سمجھتے ہین

ہای ہوز

ہدایت ہدایت اللہ خان دہلوی الملقب بہ خواجہ میر درد رجوع نمودہ و نیز از خواجہ اصلاح سخن گرفتہ در ۱۲۱۵ھ ازین خاکدان رفت دیوانے گزاشتہ گفتارش صفائے دارد

نہ رحم اوسکے ہے جی مین نہ دلمین اپنے صبر	ہماری گذریگی کیونکر الہی کیا ہوگا
دیکھا اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا	بس اے مری جان وہی پیالہ مین چھلک گیا
جسدم زبان پہ یار ترا نام آگیا	کچھہ دلکو چین جان کو آرام آگیا

ہوس میرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان فیض آبادی در لکھنو اقامت داشت شاگرد مصحفی بود دیوانے دارد خوشگو بود

نزع مین ہمنے عجب طرح سے دلشاد کیا	آئی ہچکی تو کہا اوس نے ہمین یاد کیا
دی مجھکو درد عشق نے غم مین بھی اک خوشی	رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا
رنجش کا اونھون نے بھی کیا وقت نکالا ہے	مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین

الیاء

یاس حافظ حفیظ الدین دہلوی بر حالش آگہی دست نداد

جہانمین پھرتے ہین ہم ہر طرف سراسیمہ	مگر یہہ کچھہ نہین کھلتا کہ آرزو کیا ہے

یاس خیر الدین دہلوی از مومن خان و ذوق دہلوی باستفادۂ این فن پرداختہ او راست ؎

اسطرف کو دیکھتا بھی ہے تو شرمایا ہوا — اب تلک ہے آنکھ میں [illegible] کا سمان چھایا ہوا
زانوے یاس کہاں اور سر دلدار کہاں — ہمنشین بات [illegible] جسکا ہو کچھ بھی سر پا ہوں
ربط غیرون سے جو رکہا مجھسے وفا چاہتے ہو — دلبری [illegible] ہو تو یہہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتی [illegible] — ایک دل رکہتے ہو کس کسکو دیا چاہتے ہو
شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو — کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو
بے ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا — اور ترا ناز سے کہنا اسے مت آنے دو

یقین انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان سرہندی وطن دہلی بود از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود قدس سرہ و از شاگردان میرزا مظہر علیہ الرحمہ در عہد بست و پنج سالگی بہ تہمت زنا از دست پدر خویش کشتہ شد دیوانے دارد طبع شگفتہ داشت ؎

ہر گھڑی صحرا نشینی پر نگر جرأت یقین — آ گئی تہی راس مجنونکو بیابانکی ہوا
بہار آخر ہوئی ہے ابتو سینے دو گریبانکو — یقین کرتا ہے کوئی اسقدر دیوانہ پن ہسکر
اگرچہ عشق مین آفت ہے اور بلا بھی ہے — برا برا نہین یہہ شغل کچھ بھلا بھی ہے





در ذکر قافیه‌سنجان هندی جزاهم الله بجایزة الخیر مشق سخن هندی هرچند
اتفاق نیفتاد و فرصت تسخیر سبزان این قلمرو دست بهم نداد اما سامعه را از
نوای طوطیان هند حظی وافر است و ذایقه را از چاشنی شکرفروشان این گلزمین
نصیبی متکاثر موزونان هندی در بلگرام پنج کروهی قنوج فراوان جلوه نموده‌اند
و دماغ‌ها را به روایح صندل تر شگفتگی افزوده لهذا این فصل علیحده به تحریر رسید
و شمامهٔ معطری به دست بوشناسان حواله گردید **شیخ شاه محمد بن شیخ**
معروف فرملی بلگرامی در روزگار اکبر بادشاه صاحب ثروت و اقتدار بود
و بحکومت احصار قیام داشت و در هندی اوستاد کامل بود و گوی نکته‌سنجی
از اقران می‌ربود و در سرزمین ریری چند وار حکومت محلی داشت روزی
با فوج خود بعزم شکار برآمد اتفاقاً از فوج جدا افتاد و عبورش بر سر دیهی واقع
شد در سواد آن دیه دختری صاحب جمال را دید که سرگین گاو را پاچیپانی
نام دختر چنپا بود در ساعد خود زیوری داشت که آنرا در هندی تانیت گویند
و ابریشم سیاه دران تعبیه کنند شیخ اشاره به آن زیور کرد و گفت که خوب بهنور
بر کنول نشسته است بهنور زنبور سیاه و کنول نیلوفر را گویند ابریشم سیاه
را به زنبور و دست را به نیلوفر سرخ تشبیه داد که در موزونان هند مستعمل است

وعشق زنبور سیاه بر نیلوفر نزد نکته سنجان ہند مقرر چنانچہ عشق [illegible] استفادہ این فن

قمری بر سرو نزد اہل فرس چنپا بزبان شکستگی جواب داد که بہنور [illegible] کو بروندہ

است یعنی جعل که در سرگین پیدا میشود شیخ ازین جواب محظوظ [illegible] و لطف طبع او را

دریافت و او را براسپ گرفته در ربود و بخانہ آورد [illegible] تربیت کرد و او در نظم

ہندی فایق و در لطافت و ظرافت [illegible] یگانہ برآمد تا بحدیکه در نظم

ہندی از شیخ شاہ محمد سبقت برد دوہا فراوان در سوال و جواب ہردو میان

جمہور مشہور است اکثر سوال از شیخ و جواب از چنپاست و این دلیل افزونی

قدرت از چنپاست که سوال را فی البدیہہ جواب ہم می رساند روزے شیخ

شاہ محمد و چنپا بر کنارہ دریاے نشستہ بودند شیخ شاہ محمد مصراعے گفت که

دوہا ۱

سوال از شیخ دھوم جو اوٹت ترنگ مین یہہ اچرج ہم آہ

جواب از چنپا انل روپ کوئی کامنی مجّن کر گئی ساہ

دھوم دخان ترنگ موج دریا اچرج تعجب ہم مجھکو آہ ہے انل

آتش روپ شکل و طرح کامنی زن حسین و نوجوان مجّن غسل ساہ

اے شاہ محمد حاصل دوہا شیخ شاہ محمد نے چنپا سے بمصرعہ اول سوال کیا

کہ موج دریا مین دخان کا نکلنا باعث تعجب ہے چنپا نے فی البدیہہ بمصرعہ

ثانی جواب دیا کہ کوئی شعلہ رو نوجوان سوختہ آتش فراق اس دریا مین غسل

کر گئی ہے

ایضاً سوال و جواب سورٹھا

سیام رین ہین کتہنہ اوڑین چمکن کوٹ دس

سن ستہہ باری ڈیٹہہ تن پیہ تیہ کہوجت پہرئے

جواب [illegible] سیام [illegible] سی تاریک رین شب چمکن کرم شب تاب کوٹ بیشمار دس اطراف مین [illegible] تن شہوت باری مشتعل ڈیٹہہ نظر مین پیہ

یہ مہاجرت شوہر تیہ عورت کہو جب [illegible] یان ہے حاصل وجہ شیخ نے چھپا سے سوال کیا کہ اس شب تار مین کرم شب تاب بے شمار اطراف مین کیون پرواز کرتے ہین اوس نے بدیہہ جواب دیا کہ انکی نظر مین فراق شوہر نے آتش شہوت مشتعل کی ہے لہذا اپنے مطلوب کو ہر چارسو تلاش کرتے ہین

ایضاً سوال وجواب سورٹھا

کیم درگ ڈہری سنار — ہم ایو تہایو نہین

لینہین نین پکہار — پلن ہتی تو درس بن

کیم کیون درگ چشم ڈہری پراز اشک ہوئے سنار زن نازنین و پارسا اپکہار صاف کرنا پلن منبر حاصل دوہا شیخ شاہ محمد سفر سے آئے چھپیا اونکو دیکھکر جوش محبت سے آبدیدہ ہوئی شیخ نے کہا کہ اے نازنین و پارسا میرا آنا تجھکو خوش نہ آیا چھپیا نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میری آنکھین تمہارے فراق مین غبارہ آلودہ ہورہی تھین لہذا مین نے آب دیدہ سے اونکو صاف کرلیا کہ تماشا مطلوب بخوبی تمام کرین ❖

دوہا ۴

[illegible] استفادہ [illegible]

سوال از شیخ جل تھن بیراگ رپت ہاری باہنا [illegible]

چنپا دی پرہٹائے یہہ جو رتے [illegible] ہوئے

جل تھن سیدذاب مراد از مسک بیراگ ریخ [illegible] خواب ہاری دور کرنے والی رتی رائے باہن [illegible] دوہا شیخ نے یہہ دوہا لکھکر اندر مکان کے چنپا [illegible] بھیجا کہ جو شئے مسک و دشمن خواب اور میری سواری ہے اگر تیری رائے مین مناسب ہو تو بھیجد و مراد افیون طلب کی ؛

۳ روپ گنواون جگت ہسن تجئے کام کی کہاد

جواب از چنپا ہون تہہ پوچھون ساہ یہہ کہان بسا ہے بیاد

روپ گنواون خراب کنندہ حسن جگت ہسن باعث خندہ خلق تجی کام کی کہاد قاطع شہوت بسا ہے خرید کی بیادہ بلا و معارضہ حاصل

دوہا چنپا نے افیون بھیجدی اور لکہا کہ یہہ بلا خراب کنندہ حسن و باعث خندہ خلائق و قاطع شہوت آپ نے کہان سے خرید فرمائی ہے ؛

۳ دوہا شیخ شاہ محمد

سپ درشٹ اور کنج من سیح پر لوا ٹنت

[illegible]رکی ہوی کہت بنجری تب ہنتی بھگونت

۴ دوہا ایضاً

کچ وٹی تیہ سیس شون ہیچ رہی اٹنگ

مانو لچن کلس تین امرت پیت بھونگ

شعر ... دونوں کچ پستان اُتنگ بلند کیچن کلس سبو چہ طلائی

امرت ... بھونگ مار سیاہ حاصل دوہا موے سر معشوقہ

کھلے ہوئے ... پستان پر او نیچے پڑے ہین گویا مار سیاہ سبو چہ طلا سے

آب حیات پیتے ہین

دوہا ایضاً

چھپ تراین چہر نس مانک ... گج راہ

بدن چند دن دیکھت ام کر بھولو ساہ

چھپ گل تراین ستارہ چھپر پارچہ چونری برنگ سیاہ نس شب گج راہ کہکشان بدن چہرہ حاصل دوہا شیخ شاہ محمد دن ہین رات کو ثابت کرتے ہین کہ معشوقہ پارچہ چونری سیاہ گلدار سفید جو پہنے ہوئے ہے اوسکے گلہائے کو ستارہ اور اوسکی زمین سیاہ کو شب اور مانگ کی خوبی و صفائی کو کہکشان اور چہرہ کو ماہتاب قرار دیکر کہتے ہین کہ روز روشن ہین رات دیکھکر شاہ متعجب دخود فراموش ہوگیا

دوہا ایضاً در صفت موے سر

ال مالا بین گین اہ کل ڈری پتار

مرگ مد کرسن گو چھوی برن پاس تو بار

ال مالا زنبور ہائے سیاہ بین جمع صحرا اہ کل اقسام مار ہائے سیاہ دری پوشیدہ ہوی پتار زیر زمین مرگ مد مشک کرشن ہر دو گوش برن پاس مرادکنند بے خطا حاصل دوہا اے ... نازنین تیرے موے سر

کمند بے خطا ہین کہ بنجوت اوسکے زنبورہاے سیاہ صحرا [illegible] استغفار [illegible]
اقسام بار ہا زیر زمین پوشیدہ ہوئین اور بستک کو حق [illegible] ہے

دوہا ایضاً

۷

تِل بنک جا بھر گُٹی پَلَن سُو سُو بہا جِتّہ [illegible]

اَدہر [illegible] پانک پسارت کاک

تل بنکٹ خال کج بھر گٹی ابرو سو بہا خوبصورتی جبہ جاگ خوش
آیندہ دل ہے ادہر لب دہنک کمان نرکہہ دیکہکر پانک بازو پسارت
کہولتا ہے کاک زاغ حاصل دوہا نازنین کے ہردو ابرو کا لطف
سے باہم ملنا اور بالاے ہردو ابرو کے خال سیاہ کج کا ہونا دلکو نہایت خوش
آیندہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لب کمان کو دیکہکر زاغ خوف زدہ ہردو بازو
اپنے بہ ارادہ پرواز بار بار کشادہ کرتا ہے خال مراد از زاغ و ہردو ابرو مراد
از ہردو بازوے زاغ و لب مراد از کمان ؎

دوہا ایضاً

بیٹ میٹ بِدہ بِدہ سچت لو مکہہ اوپان لک

جگ بیتی نہچت کرت نہچت بھیو سو مُک

میٹ میٹ مٹا مٹا کر بدہ بدہ طرح طرح سچت اطمینان خاطر او پان
مثال لک لکہہ جاگ زمانہ دراز نہچت یقین و اطمینان مک گنگ
حاصل دوہا تیرے چہرہ کی نظیر کو بہتون نے باطمینان خاطر طرح طرح
سے لکہکر مٹا مٹا کر پہر لکہا اور نقل مطابق اصل ہین اطمینان کرنا چاہا مگر مدت دراز

گذر ... ہوا وہ گنگ ہوگیا بمصداق اینکہ مصرعہ
... ہیں باز نیامد
... سوبے دوہا ایضاً

۹ تو تکھا ... ندہ دیکھت نیت نہ کات
نَیَن سچیّر اکھت بِت پیوت ہون نہ اگہات

پانپ امیہ آبحیات ندہ دریا نہ کات خارج از بیان سچیّر عجیب اکھت خارج از بیان ہب دونون حاصل دوہا تیرے چہرہ کی خوبی دریاے آبحیات ہے کہ صفت اوسکی خارج از بیان و متعلق بہ معاینہ ہے علےٰ ہذا القیاس دونون آنکھون عجیب سیری کی یہی صفت نہین ہوسکتی کہ شب و روز اوس آبحیات کو نوش کرتی ہین اور سیر نہین ہوتین ؛

دوہا ایضاً

۱۰ پیہ تیم نین ترنگ چڑہ چہا آنہہ جو میلات آئی
من پارا گھٹ کوپ تین ابھرؔ ڈھون دس جائی

پر تیم معشوق نین آنکھین ترنگ اسپ میلات ڈالتا ہے ... دل پارا سیماب گھٹ کوپ چاہ دل حاصل دوہا ایک ... ہے کہ جسمین سیماب رہتا ہے وہان کے باشندہ کسی تاریخ معینہ پر ایک ... نازنین کو اسپ پر سوار کرکے اوس چاہ پر لیجاتے ہین وہ نازنین اسپ سوار ... اوس چاہ مین اپنے سایہ کو ڈالتی ہے یعنی جھانکتی ہے بجرد اوسکے دیکھنے ... ہے چاہ سے سیماب جوش زن ہوکر نہایت تیزی سے اوسکا تعاقب کرتا ہے اور وہ اسپ کو نہایت

خیز کرکے جان بر ہوتی ہے ورنہ سیماب اوسکو مع اس[illegible] استفادہ [illegible]
کرلیتا ہے اور سیماب دوسکر وہ حد معینہ تک اور [illegible] اوہ ہین
مردمان وہان کے اکثر ہلاک کہو دیتے ہین او[illegible] ین جا بجا پارہ
پہر رہتا ہے اوسکو وہ لوگ لیکر فروخت کرکے [illegible] ری کرتے ہین
شیخ شاہ محمد کہتے ہین کہ معشوقہ کی آنکہین [illegible] سیدہ اسپ شوخی ہین جسوقت
میری طرف دیکہتے ہین [illegible] دل بیقرار ہوکر مثل سیماب دونون آنکہون
معشوقہ کا تعاقب کرتا ہے کہ اونکو گرفتار کرے ❊

دوہا ایضاً

۱۱ مرگ نینی مرگ راج کٹ مرگ باہن کہہ جاہ

مرگ انگ مرگ تلک مرگ رچہت سرناہ

مرگ نینی آہو چشم مرگ راج کت یوز کمر مرگ باہن کہہ ماہ رو جاہ ہی جسکا مرگ انگ نازک اندام مرگ مد تلک قشقہ مشک مرگ رچہت آہو فریب سرناہ تیر ہے جسکا حاصل دوہا آہو چشم یوز کمر ماہ چہرہ نازک اندام مشک کا قشقہ پیشانی پر لگائے ہوئے ہے کہ آہو جسکی تیر نگاہ کا کشتہ و فریفتہ ہوتا ہے اس دوہے مین لطف رعایت لفظی ہے ❊

دوہا از چپنیا 12

پسا ہا اکدن یون ہتے چتون کہنچی لکاس

بہیو کہٹولن کو سہی ایک ایک شدپاس

اے شاہ محمد ایک دن وہ جوانی کے تہے کہ نظر آسمان پر تہی یا ایک وقت یہہ

...سن آتی ہے ... اور علاوہ اسکے مہاجرت بھی ہے

...ہو

13

دوہا رجیوت

...پاکرن موت

ادہار اسید جیوت زندہ ہون ... دسہ ماہتاب موسم سرما حاصل دوہا اے شاہ محمد مجھکو فراموش مت کرو مین اس اسید سے زندہ ہون کہ تم مثل ماہتاب موسم سرما کے ہوا ور مین مثل گل نیلوفر کے پس مجھپر مہربانی واجب ہے ماہتاب موسم سرما نہایت صاف و روشن ہوتا ہے اور گل ہاے نیلوفر کو شگفتہ و شاداب کرتا ہے ۰

دوہا ایضاً

۱۶

بِرہ اُوساس جرت اب تپۃ گمت بن ناتھ

منون سراوت تن تپت پرت جای وہ ماتھ

برہ فراق اوساس دم گرم گمت آزاد بن ناتھ غیبت شوہر مین منون گویا سراوت سرد کرتی ہے تن جسم تپت سوزان وہ تالاب حاصل دوہا غیبت شوہر مین آزاد عورت غلامان مہاجرت سے دم بدم دم گرم کھینچ کر جلتی ہے مگر وہ دم گرم کا کھینچنا اور ... اوسکا اوسکو ایسا تسکین دہ ہے کہ گویا نیم سوختہ آب سرد تالاب مین غوطہ زن ہو کر فی الحال تسکین پاوے ۰

سید نظام الدین متخلص بہ مدہنایک بن سید علاء الدین

بن سید حمزہ بلگرامی قدس سرہ سیاب اوسکوع است استغفار ... گار
بود در صحبت نکتہ سنجی و لطیفہ گو ... معینہ تک ا ... بعلوم
ہندی مائل گشت و در شہر بنارس ... دیتے ہیں ا ... نمود و مہارت
عظیم پیدا کرد و در موسیقی ہندی ... رخت کر ... ساز یکتائی نواخت
وتحقیق این فن دنایک وقت شد ... کرد یکے نادچندر کا دوم
مدہنایک سنگار نقشہا ... مشہور است خواندن او کیفیتے داشت بعض
اوقات وحوش باستماع آن در مقام مستی وحیرت فرومیماندند تابہ انسان
چہ رسد سید را باہندو دخترے سندر نام عشق بہم رسید دختر نیز بجذب
عشق کامل دل از دست داد سید معشوقہ را گرفتہ بہ شاہ آباد برد و زیور
اسلام پوشانیدہ درحبالہ نکاح آورد غرہ رمضان سنہ یکہزار و نود و نہ
بہ گلگشت روضۂ رضوان خرامید چند کبت از وے رحم بقلم می آید ؛

۱ کبت سکہیا برنن

سنگ لاگی ڈولت مکر سر ساکرن جیتون پان کو چہرہ رکا ہو چیتو ؛

للت رسن دبہ بولت کلت دنت اکیدہ ہسن ادہرن ہبت ہتو

اوکت ہوت نہ سر یہ کنتی سار چہیر کنت مکہہ کہتا کو کس کہو کہہ ہتو ؛

روس ... ن سو رس ال سفیت ملن چہین ویس مکہہ دیکہہ کہتا کاتنی رہو

۲ کبت سکلا اہار کا

چندرا ودی ابلی چند مکہی تن گورہ چندن کہورن کہورین ؛

دودہ جوت سہائی جیت جوبہ ہانون پالی تیکہہ کو رین ؛

جب [illegible] نہ آتی کر [illegible] گندہن حورین ❊

ہوا [illegible]

[illegible] پہنچ پر پنجہہ نورین ❊

۳

[illegible] کبت بیسی ہے دربیان چشم

کاری کجراری انیاری [illegible] تین بیچ تاری ات ترل تریری ہین

جیسی ہین ساوک جاوک جل بچھرین بچھرکین سو کیسہو حسن ریت نہ گہیری ہین

لال مدہنا یک جو ہیرو من موہنی کو نپ پچہری پچہرہ رہت نہ ہیری ہین

سالو کی سدہار سو بہا مہا ادہکار ایسی ہین کی کہلونا نین پیاری سیری ہین

کجراری سرمہ آلود انیاری نوک دار تاری مردمک چشم ترل تیز و خوبصورت تریری کج و متحرک ہین ساوک بچہ ماہی جاوک زنگ سرخ مہاورپٹ پنجر نقاب پنجر قفس سالو دوپٹہ ریشمی ہین یعنی کام یعنی حسن مجسم حاصل دو ہا چشم سیاہ سرمہ آلود نوک دار مردم فریب کی بیاض سرخ ہین مردمک چشم اس خوبی سے متحرک ہین کہ گویا بچہ ماہیان آب سرخ ہین بہ شوخی حرکت و تفرج کرتی ہون مدہنا یک شاعر کا یہہ بیان ہے کہ قفس نقاب ہین بہی باز نہین آتی ہیری طرف دیکہتی اور دلکو فریفتہ کرتی ہین مزید بران دوپٹہ ریشمی سے نقاب چہرہ کی سنبہال ہین جو خوبی ہے اسکا بیان نہین ہوسکتا بہر حال اے نازنین تیری آنکہین حسن مجسم کا بازیچہ ہین ❊

۸۱ کبت چکہہ بزبن گہونگہٹ ہین دربیان چشم اندر نقاب

استفارہ ابن...

جو چیتر اتن چت چڑہے نہ بدلی ... ہی بدہ بیدن گرتی ...

بہار تہی ہور ... ہی کری بہرین ... ... استہیگناہی

جو سکہہ جوت جگی نہ تہکی مدہنا یک گہو نکہت جنہن تا ای ٭

جہین دو کول چہبی جہلکی اچہہ براجت اچہہ رجاہی

چیتراتن مراد جبرئیل علیہ السلام بدہی ترکیب وصورت بدہ عقلا وفضلا
بیدن کتب سماوی گرنتہہ کتب پارینہ تواریخ وغیرہ بہار تہی گویائی جپ
سبحہ گردانی جوگن اقسام ریاضت جوک مرتاض مدہنا یک نام معشوق
چنچل تائی شوخی جہین باریک دو کول دوپٹہ ریشمی چہبی خوبی اچہہ
بے مثل اچہہ چشم حاصل دو ہاتیری آنکہین جیسی اندر نقاب کے
خوشنما ہین اونکی خوبی خیال ملایک مین نہین آتی اور نہ کتب سماوی مین
انتہاے صفت اونکی پائی جاتی اور گویائی خود رفتہ ہوکر سرگردان ہے
اور مرتاضون نے سبحہ گردانی وریاضت سے بہی برتر خوبی وصفت اونکی
بیان کی مدہنایک کہتا ہے کہ وہ آنکہین چہرہ منور پر ایسی نور فشان ہین کہ
حرکت نقاب مانع خوبی اونکی نہین ہوسکتی بلکہ باریک نقاب مین ایسی خوبی وبا
وعدیم النظیر ہے کہ چشم جمہور فریفتہ ہوتی ہے ٭

کبت چندکی سامتا برنن یعنی دربیان ... سیاہ ماہتاب

کوئی کہے چندکی ... ... دیکہیت کوئی کہی چہایا جہت بہوتل پرکاس کی
کوئی کہی اندہکار ... ... سو دیکہیت کوئی کہی کالمان کلنک انبا ... کی

... نظر آتی ... کی سنواری بہا مان کا بہہ کی بلاس کی
... ہو ...
تا دن ... کی وار پار دیکھیت نیلتا اکاس کی
مرکنک انک ... کالمان سیاہی کلنک عیب
انیاس بلا تکلف ... خلاصہ کرتار خالق بہا مان
عورت چھپا کر ماہتاب نیلتا سیاہی ... کو وہا داغ سیاہ ماہتاب
کی نسبت کسی نے بیان کیا کہ ارابہ سواری ماہتاب مین جو آہوے سیاہ ہین
یہہ اونکی سیاہی ہے اور کسی نے کہا کہ سایہ زمین کا جو ماہتاب پر پڑتا ہے
یہہ اوسکی سیاہی ہے کوئی کہتا ہے کہ ماہتاب فاسق و فاجر ہے یہہ اوس
عیب کی سیاہی بلا تکلف ہے مدہنا یک شاعر کہتا ہے کہ خالق نے ماہتاب
کا خلاصہ نور و خوبی لیکر زن سہ لقا کہ جسکو شعراے ہندی ضرب المثل خوبی
و خوبصورتی بہ کلام خود ہا کرتے ہین خلق کیا اور بوجہ نکل جانے خلاصہ نور
کے ماہتاب کے اندر سوراخ ہو گیا ہے اسواسطے سیاہی آسمان کی کہ جو
ماہتاب سے بالاتر ہے براہ سوراخ نظر آتی ہے ✤

دیوان سید رحمت اللہ بن سید خیر الدین بلگرامی محاسب جہانداد

بود و بہ منصب دو صدی و جاگیر از محال سائی پور سرفراز در تسلیم پور سیزدہم
ربیع الآخر سنہ یازدہ صد و ہیجدہ بہ رحمت حق پیوست در ہندی اوستاد
عصر بود در ایام حکومت جاجمؤ باد فروشی از تلامذہ چینتامن شاعر مشہور ہندی
آوازۂ کمال سید شنیدہ خود را بہ حاشیہ محفل شریفش رسانید و دو ہا ...
از منظومات اوستاد خود خواند سید دران دخل فرمود ... آنرا اصلے داشت
و پیش اوستاد رفت و دخل مذکور نقل کرد وے ہم اعتراف نمود و ہا این است ✤

دوہا

ا مرگ رت ات چنتامن [illegible] چتچین

بیٹھو ہر [illegible] کی لکھی واہی کر [illegible]

وا مرگ کین چنتامن [illegible]

یعنی دل بھی لیتے ہین اور دیتے [illegible] دل کو قرار اوس آہو چشم

کی آنکھین اوسی کی شکل [illegible] نہین یعنے عدیم النظیر ہین انشیا النکار

کے خلاف لفظ مرگ نینی اس دوہا مین سید صاحب نے پایا لہذا دخل کیا

کہ اس صفت مین مشبہ و مشبہ بہ ایک ہی ہوتا ہے لفظ مرگ نینی مین مشابہت

چشم آہو کی آہو سے پائی جاتی ہے لہذا یہہ لفظ خلاف ہے چنتامن نے تسلیم

کیا اور بجاے لفظ مرگ نینی لفظ سندر بنا یا سندر کے معنی زن مہ لقا

و نازنین کے ہین مصرعہ یہہ ہے

وا سندر کی ہین لکھی واہی کیسی نین

کبت چنتامن وصفت شجاعت سید رحمت اللہ

گرب گہے سنگہہ جیون سبل گل گاج من پربل گج باج دل ساج دہایو

سجت اک جمک گہن گھمک ڈنڈ بھن کی ترنگ لہر دیہک بھوتل ہلایو

بیر تیہ کہت سر النپ ڈر جھور سن سین تو سور جیون اور چہایو

کہو چلیاں شہنشاہ سنگاہ یہہ رحمت اللہ سرناہ آیو ✤ ✤ ✤

گرب غرور سنگہہ شیر زیان سبل صاحب طاقت گل گاج

اظہار جوانمردی وغیرہ پربل زبردست گج فیل باج اسپ دل فوج

... نہین آتی کہ ... گردن ... دند ...
نقارہ ... تاج سر ہون ... زمین ... عورات دشمنان
جلپائی ... دوہا ... حاصل دوہا اے سید
رحمت اللہ تم جیسے ... جہانگیر ... جوانمردی خود کرکے فوج گران
اسپان وفیلان توی ... شیر زیان یورش کرتے ہو آواز مجموعی
نقارہ ہاے وغیرہ سے گردون اور سم اسپان کی ٹھوکر سے زمین ہلتی دیکھ
کر اور ہر چار سو سے غوغاے فوج سنکر عورات دشمنان ترسان ولرزان
باہم کہتی ہین کہ اے عورات شوہر دارو اپنے اپنے شوہرون سے بہ آواز بلند
واستبداد کہو کہ یہہ سید رحمت اللہ تم سبہون کا سردار ہے دوسرے یہہ کہ
جلد سید رحمت اللہ کی امان مین آجاؤ ❊

دوہا سید رحمت اللہ

کاری سٹکاری کری کہری سرس سکار

لوٹن ہاری جگت کی لوٹن ہاری بار

سٹکاری دراز کہری زیادہ سرس خوبصورت سکمار نازک لوٹن ہارے
تاراج کرنے والی جگت کی خلق کی لوٹن ہار ... سلطان بار
موے سر حاصل دوہا اے نازنین تیرے موے سر سیاہ ودراز
وخوبصورت ونازک زیادہ وغلطیدہ تاراج کنندہ خلق ... ❊

دوہا

شوبہت بینی پیٹھہ پر جہینی پٹ کی بہائی

لوٹت ناگن کنول دل انگ پراگ لگائی

بینی چوٹی جیسی باریک ہیٹ ... ہا ... ری

خاک گل حاصل دوہا پھیتاہم ...

کے اندر ایسی خوشنما ہے کہ گویا ... کری ہاپت چین ... نیلوفر سرخ پر

لوٹتی ہے ناگن مراد از چوٹی خاک ... برگ گل نیلوفر

سرخ ...

دوہا

مانگ سہاگ بھری الی سب پاٹی چھب چھائے

سیام تمنون گھن سیام مین چپلا لیک لکھائے

الی مصاحب سب دونو سیام مراد خوبصورت گھن سیام ابر سیاہ
چپلا برق لیک خط حاصل دوہا دونون پٹی موے سیاہ کی
درمیان مین مانگ کہ جسمین ابرق گلال بھرا ہوا ہے ایسی خوشنما معلوم ہوتی
ہے کہ گویا اے سکھی ابر سیاہ مین بجلی چمکتی ہو *

... بھونہہ کمانہہ تان کی کت تکیت انکھائے

... گڈھ من سوتن تور کی تہار و بیار و بائے

تکیت دیکھتا ہے انکھاے آزردہ ہوکر گڈھ قلعہ تہار و تیرا
حاصل دوہا اب کمان ابرو کو کھینچ کر کیون آزردہ ہوکر دیکھتی ہے
تونے زنان ... کا قلعہ دل توڑ کر اپنے مطلب کو پالیا * دوہا

... بان کو کہت ہین نینن بان سمان

... لاگت سالت جو یہہ دیکھت بیدت پران

الٹ سالت برابر سمان تیرنگاہ آگئی پیری حالت جیسے ہیں ہوتے پڑے پر [illegible] سو

دوہا چند دوہا اور سب کہتے ہیں کہ

تیر نگاہ تیری [illegible] ماہ بار ہے پیدا [illegible] کہ تیر جب دل پر لگتا ہے تب

سوراخ کرتا ہے [illegible] دل میں سوراخ کر دیتا ہے ۞

۵

ہوئی ترچھی [illegible] پیاری ہیر

جہہ چھون چیت سون گڈی کا ڈھیٹ ادھیت پیر

ترچھی کج ترچھی تکو نظر کج سے دیکھا بھتو مجمع بھامنی عورت کا ذات

نکالتی حاصل دوہا تول نایک کا سکھی سے کہ مطلوبہ نے مجمع عورات

کے درمیان سے جھکی کج ہو کر نظر کج دیکھا اوسکی نظر ایسی میرے دل میں چبھی

ہے کہ جسکے نکالنے سے میرے دلمین درد ہوتا ہے ۞

۶

دوہا

سندر مکھ چوکا چمک او پان کو برنی نہ

آنند مندر مین جڑی ہیرا جڑ یا مین

مکھ چوکا سلک دندان او پان تعریف و تمثیل آنند مندر خانہ خوشی

جڑیا مرصع ساز مین حسن مجسم حاصل دوہا خوشنما سفید دندان کی چمک

خارج از بیان و مثال ہے گویا حسن مجسم مرصع ساز نے خانہ خوشی کو الماس سے

مرصع کیا ہے ۞

۸

دوہا

۹ کر اُچاٹی جمہائی تیہ دہاری نح

سُنو چپلا دُو ہی چمک ہوُئی گری بہو مین

کر ہاتھ اُچائی بلند کرکے جمہائی خمیازہ کنان بہ [illegible] یہہ بہائی

اسطرحسے چپلا برق ہو ہم زمین جا صیلہ [illegible] دو ہا انگڑائی لیتے ہوئے

جو دونون ہاتھ اپنے [illegible] سے اونچے کرکے یکایک نیچے کیے تو ایسا معلوم

ہوا کہ گویا دو برق چمک کر زمین پہ گرین ؛

۱۵۰۹ دوہا

سُوبرن رنگ مہدی رچو چپلا جرٗاو سا ہتہ

ہاتہی دیئے ساتہی کیو موہن من اون ہاتہ

سوبرن طلا جڑاو مرصع موہن فریفتہ کنندہ حاصل دوہا دونون

سکہی کا سکہی سے کہ دست حنا مالیدہ جو مثل رنگ طلا ہے اور چہلہ مرصع زیادہ تر

اوسمین خوشنما ہے وہ دست حنا بستہ اپنا اپنے مطلوب کو دکہلا کر اوسکا دل

فریفتہ کرکے اس نے اپنے ہاتہ مین لے لیا ؛

۱۵ دوہا

اُو بہان سُندر نکہن کی من آدی نہین اُدر

ہید مدہ ہتوار ہید کی کلن ہہین سر مور

اوبہان نظر ناکہن ناخن ہا اینسار مد ہو جسم خروس ار ہید گل [illegible]

سرخ گلن غنچہ سرمو تاج سر حاصل دوہا مثال ناخن ہا سے خوب [illegible]

کل پر پڑے ہوئے ... بیٹھے ... پارچہ کنول دا

دوٹی پشت پر دراز ...

... ناہن کو لباس ناگن خاک گل جسم ... بار

... گل مراد از ... بیمار ہیت

۱۱ ... دستر ... مراد از نشت ... ہے یہہ

چھلت چھیل متلو ... کی ہاتھہ

چھیلی خوبصورت چھانگلین خنصر سب دونو چھلت فریفتہ کرتی ہے چھیل
مرد رنگین طبع و خوش وضع کلا قدرت و شعاع حاصل دوہا چھلا اور خوبصورت
انگشت خنصر آن دونون کی خوبی متفق ہوکر فریفتہ کرتی ہے مرد رنگین طبع کو
اور اوسکے دل کو لیتی ہے ہاتھہ مین اپنی قدرت و خوبی سے ؛

۱۲ دوہا

اودر لست روماولی سوہن مدہن بہانت

مانو سبرن پان پہ کام منتر کی پانت

اودر شکم روماولی سیلی یعنی موئے نرم شکم موہن فریبندہ
بہانت طرح سبرن طلا کام منتر عمل حب پانت سطر حاصل دوہا
نازنین کی شکم پر سیلے موے نرم فریبندہ دل ایسی خوشنما ہے کہ گویا پان
طلا پہ عمل حب کی سطر ہے پان طلا مراد از شکم سیلی موے نرم مراد از سطر عمل
حب اور یہہ عمل اکثر پان پہ لکہا جاتا ہے ؛

نابہہ کوپ ناگن نکس چلی کنول مکہہ چاڑہہ

ٹہٹک کی دیکہہ مینور گرلی کیچ گر کی کراڑہہ

نابھ مان کوپ چاہ کنول مکھہ گل د چاڈہ چڑہ کر ٹھٹ کی
سیور کر گردن طاؤسی پیچ کر کوہ پستان کر اڈہ شمار ہ مراد مقام پناہ حاصل
چاہ ناف سے ناگن سیلی ہوسے نے نکلکر قصد چڑہنے چہرہ دل کا کیا مگر گردن
طاؤسی دیکھکر ڈری اور گوشہ کوہ پستان میں جاے پناہ سمجھکر ٹھہری ॥

گوری بھوری ... سہای

۱۳

بھوری بھوری بات سوں چورت من کو آی

گوری نن ستا بھوری بھولی گوری جیبچ رنگ تھوری بیس
کم عمر سہای خوبصورت چورت چوراتی ہے حاصل دوہا معشوقہ
بھولی گورے بدن والی تھوڑی عمر کی خوبصورت اپنی بھولی بھولی باتو
ہیرے دلکو چوراتی ہے اگر ॥

دوہا ۱۴

لست سیت پچھوریا انگ کیسری رنگ

کنک بیل سی جھلملی بال چاندنی سنگ

لست خوشنما سیت سفید پچھوریا ساری انگ جسم کیسری
رنگ برنگ زعفران کنک بیل طلائی جھلملی چمکتی ہے بال عورت
چاندنی سنگ چاندنی کے ساتھہ حاصل دوہا نازنین کے جسم زعفرانی
پر دوپٹہ سفید نے کار ایسا خوشنما ہے کہ گویا بیل طلائی شب ماہ میں
نور افگن ہو ॥

۱۵

دوہا

رتیہ رت بپریت گوپک گہہ کر سنہار

ہنست ہنست ستہرات درگ للچاوت چہور

رت بپریت جماع برعکس سنہار خوشامد ستہرات درگ جنبش چشم از شرم رچہور طالب حاصل دوہا طالب وقت وصال مطلوبہ کے قدم پکڑکر خوشامد کرتا ہے کہ تو بطور مرد صحبت کر اور وہ انکار کرتی ہے اور ہنستی ہے اور آنکہونکو شرم سے نیچا اونچا کرکر طالب کے دلکو زیادہ تر اپنی طرف مائل کرتی ہے ؛

۱۱ جمہج اچای انگرائی پن پیم جتای جمہاے

چھٹ پٹ ہرہرنی کٹی ٹہگ لاڈو دکہرائے

چھٹ پٹ بہت جلد ہرہرنی پوزکی شرمندہ کرنیوالی کمر حاصل دوہا دونوں ہاتہ اوٹہاکر جمہیازہ و فازہ سے اظہار محبت کرکے بہت جلد نازک کمر والی نے ٹہگ لیا لڈو پستان دکہلاکر قاعدہ ہے کہ ٹہگ لڈو زہر آلود اپنے پاس رکہتے ہین اور بوقت موقع مسافر کو کہلاکر اوسکو مارتے ہین

ہر مرلی ہرکی لئے دہری آرقج ہنیر

راگ رنگی پربین تیہ کری ہی پربین

ہر چہین لی مرلی نتی معروف ارد ح پستان ہنیں تو پربین ہمہ دان بین مراد از مرلی حاصل دوہا مطلوبہ نے اپنے طالب

کی مرلی چھین کر سینہ پر چھپاتی جو کہ مطلوبہ راگ رنگ مین کامل اوسکو اپنے دل مین جگہہ دی ؛

۱۷

کھیلتِ پھاگ ہلاس سُون بھاگ بھری لکھہ کانہہ
مُوٹھی بھرِ ڈارت گلال کی سِن کیو مُوٹھی مانہہ

ہلاس خوشی بھاگ بھری نیک بخت حاصل دوہا ژن نیک بخت خوشی سے ہولی کھیل رہی تہی کہ اپنے شوہر کو دیکھکر ایک مٹھی گلال کی اوسپر ڈال کر اوسکا دل اپنی مٹھی مین لے لیا ؛

۱۸

جھکِ جھکِ کھیلتِ ہین للی جھومرِ سکھن سماج
جھوم جھوم مَن جگت کی پرت پگن پر آج

للی زن کمسن جھومر ایک کھیل ہے کہ عورات جھک جھک کر گاتی اور باہم کھیلتی ہین پگن پر قدمون پر حاصل دوہا زن مہ لقا کم عمر جھومر کو باتفاق زن مصاحبون اپنی کے جھک جھک کر کھیلتی ہے بمعاینہ خوبی ایک عالم کا دل جھوم جھوم کر اوسکے قدمونپر آگر گرتا ہے ؛

۱۹ دوہا

بھانہہ چڑھائے جنائے رس جھونٹھہ مان جنائے
اِنہت ہی پیئہ من ہنسوا ٹھن انہہ بنائے

مان غصہ ولہار آزردگی انہت بلا وجہہ بہتو مخوف اٹھن ٹھیا انہیہ آزردگی حاصل دوہا زن کرشمہ سنج ابرو چڑھا کر آزردگی

عفت ادریغ کا اظہار کر کر بے وجہ دل شوہر کو مخوف کرتی ہے نئے طور کی بے لطفی ہے ؛

گھٹ لیے گھاٹ چلی آلی نٹ کی سنگھ پہوت
گھٹ کی پٹ کی سدہ گھٹی پٹ کی مکھ کی جوت

گھٹ سبوچہ پٹ پارچہ دوپٹہ مٹکی بڑہی حاصل دوہا نا یکا دریا پر سبوچہ لیکر پانی بہرنے چلی اور اپنے مطلوب کے مقابل ہوتی ہی سبوچہ او دوپٹہ کی سدہ جاتی رہی الافرط خوشی سے روشنی چہرہ کی بڑہ گئی ؛

للن چلن کی نام سن گری گھوم کی بھوم
پیارین پیاری لکھہ پیا پران دی مکھہ چوم

بھوم زمین للن شوہر پران جان حاصل دوہا مطلوبہ طالب کا جانا سفر مین سنکر غش کھاکر زمین پہ گری طالب نے بھی جوش محبت سے اوسکا منہہ چوم کر جان دیدی ؛

پہاگن ماس نہ آئی ہو پیاری پران ایس
کھوری ہوری لپٹ سنگ کھہین پران ایس

ماس ماہ پران ایس مالک جان کھوری بدبخت اسمین حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب کو بذریعہ نامہ کہتی ہے کہ اے مالک دل و جان اگر تم ماہ پہاگن نہ آوگے تو اس بدبخت کی جان شعلہ ہولی سے ملکر تمکو بددعا سے نہیں یاد کریگی خلاصہ یہہ کہ اگر تم نہ آوگے تو مین بھی ہولی کے

ساتھہ جلون گی ٭

۲۳ کھہ کھہ اوٹھت جھری جھری گھری گھری وہ بال

چلکے نیک بلو کی انھین ہت کو ہال ٭

بال عورت نیک جلد ہت محبت حاصل دوہا مصاحبہ مطلوبہ طالب سے کھتی ہے کہ تیری مطلوبہ جو حکم طالب کا رکھتی ہے ہر ساعت جلی جلی کھہ کھہ اوٹھتی ہے اسلئے تم ذرا چلکر اپنی محبت کے حال کو دیکھو ٭

۲۴ کہت بیس کر دہر سون سیام بام پر انیس ٭

کنٹھ نکٹ سانسک رہی سو گرت اسیس

بیس سیر کر ہاتھہ بام عورت پر انیس ہاک جان کنٹھہ گلو نکٹ نزدیک سانسک دم کو چلنا اسیس نابود حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب سے بذریعہ تحریر کہتی ہے کہ اے مالک دل وجان مین اپنا سر ہاتھہ پر رکھکر یعنی آمادہ مرگ ہو کر کہتی ہون کہ ایک دم واپسین اب گلو مین باقی ہے اوسکو بھی آپ پورا کرنا چاہتے ہو یعنی اب تاب انتظار نہین بہت جلد آیئے ٭

دوہا مصر دواکرین مصر ہیں در صفت میر عبدالجلیل بلگرامی

ہوا نہ ہے اور ہوئے گا ایسو کہین جو بیل

جیسو احمد نند جگ ہو گیو میر جلیل

سو بیل مناجب مروت نند نام شاعر جگ دنیا حاصل دوہا

نہ شاعر کہتا ہے کہ میر عبد الجلیل سا صاحب مروت اور نیک دنیا مین دوسرا نہوا ہے نہوگا میر عبد الجلیل بلگرامی جد مادری میر آزاد رحمہ است ترجمہ شریف او در کتب میر آزاد و تذکرہ ہاے آن والا نژاد مرقوم است و شہرت فضائل و کمالات او مغنی ست از تحریر حالات رتبہ عالیش ازان برتر ست کہ بتحریرات شاعری سیما منظومات ہندی لب کشاید و زبان محتاط را بگفتگوے دور از کار آلاید لکن اچھا نا اگر تفسیدہ جگری التماس معالجہ می کرد بنا بر جامعیت فنون بتماشیری از ہندی می بر آورد از منظومات عالی کہ سکہ است و این چند گل ازان چمن چیدہ می شود*

بروا چھند

۱ الہ نام پوتھی پرلکی ا نہہ بھاے

جیون جڑا ای کوٹیکو بہال سہاے

اللہ کا نام آغاز کتاب مین ایسا زیب دیتا ہے کہ جسطرح ٹیکہ طلائی مرصع پیشانی پر خوشنما ہوتا ہے

۲ کیس پاس کی پہانس پہانسو لوگ

ایک سیام تم آو بری الک سنجوگ

کیس ہوے پاس کمند الک جو نظر نہ آوے وہم زلف حاصل دو بلا کمند زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا مگر اے سیام ایک تم بچے اسوجہ سے کہ تمہارا دیکھنا خارج از امکان نظر ہے دوسرے یہہ کہ جس زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا وہ تمہین مع

۳ پہلوا ری کہو نگھٹ کی یاتین جات

چمن ہمن باس بن چہانین نہین سہات

چمن میں نقاب ڈالکر چھانیکا سبب یہہ ہے کہ پھولون کی خوشبو بے چھانے مجھے خوش نہین آتی ہے

بہ برقع بہ رخ افگندہ برد ناز بباغش تا نکہت گل بیختہ آید بہ دماغش

۴۰ واکپول زرل تین درپن ہار
پرت انت جھوٹھی کی مکھ مین چھار

کپول رخسار نرمل صاف انت انجام چھار خاک حاصل دو یاد اوس رخسار کے مقابلہ میں آئینہ اپنے دعوی صفائی سے ہار اظاہر ہے کہ انجام میں کاذب کے منھہ مین خاک پڑتی ہے اور آئینہ جب مکدر ہو جاتا ہے خاک سے مجلے کیا جاتا ہے

۵۰ واتل دیکہت نیترن باڑہت جوت
رت چیکنون دیکہت کوت

تل سے روغن نکلتا ہے اور روغن سے روشنی ہوتی ہے مگر اس تل کے دیکھنے سے ہی روشنی چشم زیادہ ہوتی ہے اور چکٹ اور صفائی نظر مین لانے سے کرورن خوشی حاصل ہوتی ہین

۶ لکھہ کپوت واکریوان اتھہ ابھرام
ہوئی تپت کرڈاری سیری سیام

لکھہ دیکھکر کپوت کبوتر کریوان گردن اتھہ زیادہ ابھرام خوبصورت تپت گرمی سے سیری تمام سیام سیاہ حاصل دو یاد دیکھکر اوسکی گردن خوبصورت کو کبوتر نے گرمی حسرت سے اپنی تمام گردن کو سیاہ کرلیا؛

۶ سنکھ نا نہہ چھو موری ڈہون کیا کھوئی

کری اک جہان سبھر توست تہان چھوئی



۸ نکھن جھلک مہدی سنگ یون دت دین

چُنیں لال ہین جیسین ڈاک توین

چنین لال یاقوت سرخ حاصل دوہا ناخن ہاے حنابستہ کی چمک یون خوشنما ہے کہ جیسے نگین یاقوت خوش رنگ مین ڈاک تو خوشنما ہو ناخن مراد از یاقوت خوش رنگ وحنا مراد از ڈاک تو ؛

۹ بہاو نابہہ کی سرکو کھو نجبات

کنول کلی تو مندی بہلی بہہ بات

بہاو کیفیت نابہہ ناف سر تالاب مندی سربستہ حاصل دوہا صفت چاہ ناف کی خارج از بیان ہے مثل غنچہ کی سربستہ بہتر ہے صفت اسکی ؛

۱۰ بینی پیٹھہ دو دل متو چو کین

لانبی چکلی بات تن من ہر لین

بینی چوٹی پیٹھہ پشت متو مشورہ لانبی طویل چکلی پہن حاصل دوہا چوٹی اور پیٹھہ نے باہم مشورہ کرکے لمبی چوڑی باتون سے دلکو فریفتہ کرلیا مراد چوٹی کی خوبی درازی اور پشت کی خوبی پہنائی نہایت لمبی چوڑی خارج از بیان ہے

11 جُگل جنگھہ سوُن مُوہن آنکُو جاَئے

انتَ باَندھیت گَھنی گھنّین لاَئے

جگل دونو جنگھہ ران انت انجام گھنی گنہگار گھنّین ستون ا

حاصل دوہا دونون رانو محبوبہ بین میرا دل مبتلا ہوا ہے انجام مین گنہگار ستون سے باندھا جاتا ہے

12 کنول ساَنجھ مُوندتِ نَین کُوس سکُوڑِ

واَچرن کُو بندت انجل جُوڑِ

کوس برگ گل انجل ہاتھ جوڑنا حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ گل نیلوفر سرخ ہمیشہ صبح کو شگفتہ ہوتا ہے اور شام کو سربستہ میر عبدالجلیل فرماتے ہین کہ یہہ گل بوقت شام اوس معشوق کے قدمونکو ہاتھ جوڑکر بندگی کرتا ہے یعنی نہین ہوتا

دوہا ولیہ

13. پُھلواری جل نَین سے سینچتِ لی لی باس

سُوکھی رُوکھ پلاس کُو رتِ بسنت کی آس

روکھ درخت رت بسنت فصل بہار حاصل دوہا نایکا مہجور اپنے چمنستان وجود سے جو خشکی بیہ شرمردگی پاکر اوسکو سیل اشک سے سیراب کرتی ہے اور کیون نکرے کہ درخت خشک شدہ پلاس کو فصل بہار کی آرزو ہوتی ہے ٭

پہولاور جنت

14 رجنی سجنی بیہ سنگ باون رُوپ بہاتِ

اب بیرہ تیم بچھری ہی باون یگ کی بہانت

رجنی شب سجنی مصاحبہ پاون روپ پاک صورت بہات گذرتی ہے
پیر بتھم شوہر بچھری مفارقت پک پپیہا از قسم طیور حاصل دوہا ایں
نایکا کا شوہر سفر کو جانیوالا ہے لہذا اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اے سجنی یہہ
رات جو نہایت پاک صورت ہے بہ مواصلت شوہر گذری جاتی ہے اب مفارقت
شوہر میں حالت اپنے دلکی مثل پپیہا کے پاؤن گی کہ شب بیدار رہ کر پیو کہان
پیو کہان یعنی شوہر کجاست پکارتا ہے ۔

۱۵ تو ناسا کی ڈاہ کی کپر لگی جیہ کو پیچ

رہیر کہو ٹہونٹ کہی کہی دیت ہی چھیچ

تو تری ناسا اک ڈاہ حسد کیر لوٹا گو پیچ زخم —

۱۶ پیاری تیری چرن کی کہون کہان لو بہید

چھن بچھرت جاکی پری جہاوان چہاتی چہید

جہاوان خشتی گلی کہ جس سے پاؤن گہستے ہیں حاصل دوہا اے
پیاری تیرے قدم کے کہان تک بہید بیان کرون یعنی صفت کرون کہ ایک
لمحہ کی جدائی میں جہاوان کہ جو غیر ذی روح ہے اوسکا سینہ مشبک ہوگیا
سید غلام نبی ہمشیرہ زادہ میر عبد الجلیل بلگرامی ست اگرچہ سلکش در
قلمرو سخن فارسی و ہندی نفاذ دارد اما بہ تسخیر سواد اعظم ہندی نوعے پرداخت
کہ سرکشان پایہ تخت را یکقلم از اوج غرور انداختہ میرزا مظہر جانجانان عمدہ
سرہ فن شعر ہندی از وے اخذ نمود از نتایج فکر اوست نکہہ سکہہ صد و ہفتاد
و ہفت دوہا ست کہ آنرا انگ درپن نام گذاشتہ و در ایجاد و اختراع مضامین

دقیق و خیالات نازک عجیب قوت فکری صرف کردہ تمام نسخہ از اول تا آخر
تمثیلات تام دارد و رسلین تخلص میکردلین بمعنی محو ست یعنی کسے کہ در رس
محو باشد درا ینجا صد و بست و پنج دوہا از کلام او انتخاب زدہ و چند
کبت چیدہ ثبت میشود ۰

۱ منگلا چرن دوہا

سُو پاوت یا جگت مین سرس نیہہ کو بہاے

جُو تن من سے تلن لون بالن ہاتہہ لگاے

سرس زیادہ نیہہ عشق و محبت تن جسم من دل تلن جمع تل
بالن عورات حاصل دوہا دنیا مین عشق کا مزہ زیادہ تر وہ پاتا ہے
کہ جو جسم و جان سے مثل تلون کے بدست عورات بک جاوے یعنی مناسبت
تل کی خوبی آرایش عورات مین داخل ہے دوم یہہ کہ - بالن خوشہ ہا
کو بھی کہتے ہین اور تل ہمہ تن داخل خوشہ ہا رہتے ہین اس صورت مین مراد
یہہ ہے کہ ہمہ تن عشق عورات مین محو ہو جاوے ۰

۲ دوہا جوڑا برنن

چندرمکھی جوڑو چتی چت لیکھون پہچان

سیس اُوٹھایو ہی تمر سس کو پاچھو جان

چندر مکھی ماہ رو جوڑو جد چتی دیکھکر سیس سر تمر تاریکی
سس ماہتاب حاصل دوہا اوس ماہ رو کا جوڑا موے سر دیکھکر
دل نے یقین کیا کہ یہہ جوڑا نہین ہے تاریکی نے سر اوٹھایا ہے ماہتاب کی پشت

سے ماہتاب مراد از چہرہ تاریکی مراد از جوڑا ؎

دوہا ارن مانگ پاٹی چھبت برنن

تین مانگ نہہ ارن کن مدن جگت کو مار

است پہری پری دہری رکت بہری تلوار

تین عورات ارن کن سیندور بدن کامدیو یعنی حسن مجسم جگت مخلوقات
است سیاہ پہری سپر رکت بہری خون آلودہ حاصل دوہا
فرق عورات پر مانگ سرخ نہیں ہے حسن مجسم نے خلق کو مار کر سپر سیاہ پر شمشیر
خون آلودہ رکھی ہے سپر سیاہ مراد از ہر دو پاٹی و شمشیر خون آلودہ مراد
از مانگ سیندوری ؎

دوہا بھونہہ اینٹھہ برنن

اینٹھن بھون اوترت دہنک یہہ اچگت کی تان

جیون جیون اینٹھت بہرو دہنک تیون تیون چڑہت ندان

دہنک کمان اچگت تعجب تان بات بہرو دہنک کمان ابرو ندان
یقین حاصل دوہا کمان چڑہی ہوئی اینٹھنے سے اوترجاتی ہے مگر
ہمارے تعجب ہے کہ کمان ابرو جس قدر اینٹھتی ہے اوسی قدر چڑہتی ہے

دوہا کرن مکت برنن

مکت بہی گہر کہوئی کی بیٹھی کان جائے

اب گہر کہوت اور کیجے کہا اوپائے

حکمت مروارید تو تارک دنیا کان گوش جنگل حاصل دوہا اے مروارید
تو اپنا گھر صدف کہو کر اب زیب گوش ہوا ہے اور یہان بیٹھہ کر اب دوسرون
کے گہر کو کہوتا ہے یعنی دل ہر یک کو مایل خوبی گوش کرتا ہے پس کیا تدبیر کیجاوے

دوسرے یہہ کہ اے مرد آزاد تو تارک دنیا ہو کر قیام پذیر جنگل ہوا ہے
اور یہان بیٹھکر بہی دوسرون کے گہر کہوتا ہے یعنی جو تجہہ سے ملتا ہے اوسکو
تارک دنیا کر دیتا ہے

۶

ترنگ دیٹھہ آگین دہرن برنین دل کے ساتھہ

تیوری لکہہ مکہہ کی جگت کیو چہپت سب ہاتھہ

ترنگ اسپ دیٹھہ نظر برنین مژگان تیوری تیون جگت دنیا
حاصل دوہا مطلوبہ اسپ نظر آگے بڑہائے ہوئے اور لشکر مژگان
ساتھہ لئے ہوئے تیور دکہا کر چاہتی ہے کہ تمام دنیا کو اپنے قبضہ مین کرے ❊

کاجر برنن

۷

ری من ریت بچترہ تیہ نیکن کی چیت

بکہہ کا جر سچ کہا ہی کی جی آورن کی لیت

ریت طور بچترہ گوناگون چیت ہوشیار ہو بکہہ زہر حاصل دوہا
اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہہ آنکھین کاجل کا
زہر کہا کر دوسرون کی جان لیتی ہین ❊

۸

دوہا کاجر کورین برنن

تیّا کا جر کورین بڈہی کیۃ پورن کب بجھہ

لکھیت کھنجن اچھہ کین پچھہ الکھہ بیہ تجھہ

بچھہ تو ل کھنجن صعوہ اچھہ چشم پچھہ دُم الکھہ جو نظر ین نہ اوے پر بچھہ ظاہر حاصل دوہا مطلوبہ نے دنبالہ چشم کا جر سے بڑہا کر قول شاعران کو پورا کیا معنی کہ صعوہ چشم کی دُم جو نظر نہین آتی تھی آج ظاہر معلوم ہوتا ہے شاعران ہندی نے تشبیہہ چشم کی صعوہ سے اکثر کی ہے ❊

۹ دوہا نیترن کی لال ڈوری برنن

انجن کن ڈورت نہین تو ین لال ترنگ

کورن تک ڈورن لگت تو پربال کرنگ

---

۱۰ چہاک چہاک تو ناک سون یہہ پوچہت سب گانو

کی نواسن ناس کی لیو نا سکا ناؤ

چہاک چہاک آسودہ ہو ہوکر نواسن قیام ناس عالم بالا ناسکا بینی حاصل دوہا آسودہ ہو ہو کر تیری بینی سے یہہ بات تمام شہر دریافت کرتا ہے کہ تونے عالم بالا مین قیام کرکے اور وہاں کی خوبی کو حاصل کیا ہے اس واسطے کیا تیرا نام ناسکا مشہور عالم ہوا ہے ❊

۱۱ تہگ لٹکن نتھہ پاس لی پائے ناسکا ساتھہ

مار مروری جگت تیو نٹ نٹ ڈولت ہاتھہ

ناسکا یعنی نٹ نٹ انکار کر کر دولت ہاتھ ہلاتا ہی ہاتھہ حاصل
دوہا غارتگر لٹکن نے بہ اتفاق حلقہ یعنی کہ کمند گلوگیر ہے اور اعتبار قیام
جا ہے مستحکم یعنی کہ عالم بالا ہے تمام دنیا کو مارا اور مروڑا تا ہم تمنا سے دلی
کے حاصل ہونے سے دست انکار ہلاتا ہے ؁

۱۲ پناری برنن دوہا

للت پنارِی گلتِ یوں لستِ ادہر سکمار
منوا ہی بہاستِ پر لو چنہہ انگری بہار

للت خوشنما پناری خلا درمیان لب بالا کانت خوبصورت اہی بہاشت
یہہ معلوم ہوتا ہے جنہہ نشان انگری انگشت بہار یار حاصل دوہا
یہہ خلا ہی خوشنما و خوبصورت کہ جو درمیان لب بالا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ بوجہ نزاکت لب نشان یار انگشت کا ہو گیا ہے ؁

ادہر برنن دوہا 13

تیرس دُتیا دُوہن سسِ ایک رُوپ سچ ٹہانِ
بہور سانجہہ کہہ ارُنی بہی ادہر تو آنِ

تیرس تاریخ سیزدہم ماہ ہندی دتیا معنی دوج یعنی تاریخ دوم ہندی
دوہن دونوں سس ماہتاب بہور صبح سانجہہ شام ارنی سرخی
ادہر لب حاصل دوہا تیرس ناقص النور اور دتیا زاید النور ان دونو
شب کا ماہتاب ہلال ہوتا ہے اور روشنی اور سرخی بہی دونوں ہلال کے مساوی
ہوتی ہے لہذا شاعر کا بیان ہے کہ تیرے دونوں لب نہیں ہیں دونوں تاریخوں

مذکورہ صدر کے دو ہلال ہین ۞

۱۴ مہدی برنن دوہا

بارہ منگل راس کی سوبھ سب مِل آئی

ابھی ہتھیرن دس نکھن مہدی ہی بنائی

بارہ منگل دوازدہ مریخ راس برج ابھی ہردو ہتھیرن کف دست دس نکھن دہ ناخن حاصل دوہا دسون ناخن اور دونون کف دست حنابستہ نہین ہین دوازدہ برج کے مریخ ملکر یکجا ہوگئے ہین مریخ جلاد فلک ہے اور رنگ اسکا سرخ لہذا نسبت سرخی حنا سے ہے ۞

سکمارتا برنن دوہا

۱۵ لگت بات تا کو کہان جا کو سیجہم گات

نیک سانس کی جھوک سے ہین پاس نہین ٹھہرات

بات ہوا سیجہم نہایت باریک مراد از نازک بودن گات جسم سانس نفس حاصل دوہا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کسطرح ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہین ٹھہر سکتی ۞

روما دل برنن دوہا

۱۶ امل اودر وا سگہر ہین روما دل کی ریکہہ

پد گہٹ دیکہی سانس کی آوا گون کی لیکہہ

امل صاف اودر شکم سگہر خوبصورت روما ول موے نرم زیر شکم

جیسکے صورت پر گت ظاہر سانس دم او آگون آمدرفت رکھے
لکیر حاصل دوہا اوس شکم صاف و خوبصورت پر ہوے نرم ہیہ
نہین ہین نفس کی آمدورفت کا سلسلہ بظاہر معلوم ہوتا ہے یعنی دم کی آمدورفت
کی لکیر ہے ؎

۱۶ دوہا پیٹھ کی نال برنن

نہین بناری پیٹھ تو دیکھون دیٹھ بچار
دہسک گئی بہ بہار تین بہنی کی سکمار ؎

بناری نشیب درمیان پشت دیٹھ نظر بہ بہار بسیار بار بہنی چوٹی
سکمار نازک حاصل دوہا تیری پشت پر نشیب جو درمیان ہین مثل
لکیر کے ہے وہ بناری نہین ہے نظر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پشت
نازک تیری بار چوٹی سے دہسک گئی ہے ؎

۱۸ کٹ برنن دوہا

سنیت کٹ سچھم نپت تکت نہ دیکہت نین
دیہہ مدہ یون جانیئے جیون رسنا مین بین

کٹ کمر سچھم نازک باریک نپٹ زیادہ تکت نظر کرنے سے دیہہ مدہ
درمیان جسم کے رسنا زبان بین گویائی حاصل دوہا سننے ہین
کمر تیری نہایت نازک و باریک ہے کہ باوجود معائنہ نظر نہین آتی پس
جسم مین اوسکو ایسا سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح زبان مین گویائی ہے کہ ہے
اور نظر نہین آتی ؎

۱۹ جنگھا برنن دوہا

سیس جٹا دہر مون گہہ کہڑی رہین ایکپائی

اپتی تپ کدلی تیؤ لہین نہ جنگھہ سبھائی

سیس سر جٹا ہوی سر مون خاموش گہہ پکڑ کمر تپ ریاضت کدلی درخت موز جنگھہ ران حاصل دوہا درخت کیلے نے سر پر بال کہ برگ ہاسے مراد ہے رکہے اور خاموشی اختیار کی اور ایک پیر سے ایستادہ رہا باوجود اسقدر ریاضت ومحنت کے بہی تیری رانِ مصفا کی برابری نہین کرسکتا ❊

۲۰ پگ تل برنن دوہا

نکہہ پگ تل کی مرولتا کب برنت سکچاہنہ

من تین آوت جیبہہ لون ہیت پہالی پرچاہنہ

نکہہ دیکہہ پگ تل کف پا مرولتا نزاکت جیبہہ زبان حاصل دوہا اوسکے کف پا کی نزاکت اور نرمی کی تعریف مین شاعر خوف زدہ اس امر سے ہین کہ دل سے تا زبان ذکر لانے ہین بوجہہ نازکی مبادا اوپر آبلہ نہو جاوین پس بار تعریف کے متحمل کسطرح ہوسکتے ہین ❊

۲۱ نکہہ برنن دوہا

دوت واآوت نکھن کی بہنی کون کب ایس

پائی پرت چہت جاہ کو ہبو جند بیہہ سیس

اوت روشن دوت چمک نکھن جمع ناخن بھنی بیان کرے کہ ایسی
ملک الشعرا حاصل دوہا روشنی طلوع ہلال ناخن پا نایکا کی
صفت کوئی ملک الشعرا بھی بیان نہین کرسکتا کیونکہ پشت پا پر سر رکھنے سے
نایک کے خط ناخن سے ہلال پیشانی نایک پر نمود ہوا ۞

سرب انگ برنن دوہا

مکھ سس نرکھ چکور اور تن پانپ لکھ مین

پگ پنکج دیکھت بھور ہوت نین یہ تین

مکھ چہرہ سس ماہتاب نرکھ دیکھ تن جسم پانپ دریا مین
ماہی پگ قدم پنکج کنول حاصل دوہا ماہ چہرہ کو دیکھکر مثل چکور
اور دریائی جسم کو دیکھکر مثل ماہی اور نیلوفر سرخ پاے کو دیکھکر مثل بھنوریکی
آنکھین تین طرح پر ہو جاتی ہین ۞

انرس پریودہ پریت بھاو دوہا

توہت تو تر نیہہ کو اسیچو ہر ہیہ آئے

سرت سلل سینچت رہت سہک ہونکی جاے

تو تیری ہت محبت تو تر نیا درخت نیہہ عشق ہیہ دل سرت یاد
سلل آب سہمل بار آور جاے تمنا حاصل دوہا قول سکھی ایک
کا نایکا سے کہ تیری محبت مین نیا درخت عشق کا نایک کے دل مین جما اوسکو
وہ ہر دم آب یاد سے آبپاشی کرتا رہتا ہے یہ تمنا ہے اسکے کہ بار آور ہو جاوے

سکیا برنن دوہا

۲۸۶ دہرت نہ چوکی نگ جٹی یا تین اُرمین لائے
چھانہہ پری پر پُرکہہ کی جن تیہ دہرم بہائے

دہرت نہ رکھتی نہیں ہے چوکی نگ جٹی وہ گہنہ یعنی مرصع اُرسینہ چھانہہ سایہ پُرپُرکہہ مرد غیر جن مت تیہ دہرم عفت زنان لسانسے معدوم ہو حاصل دوہا تعویذ طلائی مرصع جواہر عورت پارسا سینہ پر اس وجہہ سے نہیں پہنتی ہے کہ مبادا سایہ مرد غیر کا اس تعویذ پر پڑے اور میری عفت و پارسائی بوجہہ پڑنے سایہ مرد غیر کے جاتی رہی ؛

النکرت جوبنا مگدہا دوہا

۲۸۷ یون بالا جوبن جہلک اُرجن ہین درسائے
جیون پرگٹت من کو بچن تیہ نینن ہین آئے

بالا عورت جوبن عنفوان جوانی ارجن پستان پرگٹ ظاہر ہوتی ہین تیہ عورت حاصل دوہا زن کم عمر و دوشیزہ کی عنفوان جوانی کی چمک کا یون پستان پر نمود ہے کہ جسطرح منشاء دلی طرز نگاہ عورت سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے بقولیکہ مصرع سیمائے مردم آئینہ حال باطن است

نو جوبنا مگدہا دوہا

۲۸۸ جیون تیہ تہ بارہت کلا جوبن سمر ادہکات
تیون سستا نس تم گہت چپ دوت پہیلت جات

سس ماہتاب سستا تیجگی نس رات تم تاریکی حاصل دوہا

جسطرح ہلال مین روز بروز ترقی نور ہوتی ہے اوسیطرح عورت عنفوان جوانی مین روزانہ خوبی حسن پیدا کرتی ہے اور جسطرح ترقی نور ہلال مین سیاہی شب کم ہوتی جاتی ہے اوسیطرح ترقی حسن جوانی عورت مین آثار طفولیت زائل ہوتے جاتے ہین ❊

پنہہ یعنی ایضاً

الست ہین تو اُرج اُرگست جھلک سُبھاے

اکس نکس سب تین کی پری جین ہین آے

الست ہین نکلتی ہین تو تیری اُرج پستان اُرسینہ اکس نکس مراد انتشار حاصل دوہا تیرے سینہ پر پستان کا جلوہ نمود ہوتی ہی دیگر عورات انباع کے دلون مین دہشر کا پڑگیا کہ اب بہ نسبت ہمارے یہہ منظور نظر شوہر زیادہ تر ہوگی ❊

کیات جو بنا مگدہا دوہا

سکہن کنت لون تیہ نین کچ تک بس لجات

مانو کنول کلی تیہی الین ہلس رہ جات

کنت شوہر کچ پستان الین بہنور ہلس خوش ہوکر حاصل دوہا جسطرح عورات اپنے شوہر کو دیکھکر شرمگین ہوجاتی ہین اوسیطرح یہہ زن نو عمر مجمع عورات مین اپنی پستان نو خیز کو دیکھکر تبسم کنان محجوب ہوجاتی ہے جیساکہ زنبور سیاہ شگوفہ گل نیلوفر سرخ کو دیکھکر دلمین نہایت خوش ہوتا ہے چشم زن نو عمر مراد از زنبور سیاہ پستان زن نو عمر مراد از شگوفہ

گل نیلوفر سرخ ٭

۲۹ اگیاب جوبنا دوہا

وا دن باندہی سانس مین ہوڑ سکہن سون لاۓ

سو میری یہہ ٹہور ہوئی ہے مین اسی آۓ

سانس دم ہوڑ شرط ٹہور جگہہ ہیہ دل اسی ہی حاصل دوہا یہہ نایکا اپنی پستان کا ادہبار دیکھکر اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ جو بروز فلان مین نے سکہیون سے شرط باندہ دم کو روکا تہا وہ دم میرے سینہ مین پہسکر آج اسجگہہ پر ابہرا ہے اسکو دیکھو ٭

۳۰ بنوڈ ہا مگدہا دوہا

سکہن کہین لال آبہرن نیک نہ پہرت بام

من ہین من سکچت ڈرت بہرم لال کی نام

لال سرخ ابہرن لباس زیور و پارچہ بام عورت بہرم پس و پیش حاصل دوہا یہہ نایکا نوجوان سکہیون کے کہنے سے لباس لال زیب بدن کرنے مین انکار کرتی ہے وجہ یہہ ہے کہ لال سرخ کو کہتے ہین اور لال شوہر کو بہی کہتے ہین سبادا یہہ سب ظرافت سے اقبال پہننے لباس لال مین اقبال مواصلت شوہر قرار دین لہذا ڈرتی ہے اور پس و پیش کرتی ہے ٭

۳۱ بشر بدہا بنودہا مگدہا دوہا

ہنست ہنست رت بات لہہ یون روئی کہہ تہیہ

دیک دیک جیون واسنی ناچین برسے مینہ

رت بات کلام مباشرت دامنی برق حاصل دوہا ہنگام ہمبستری شوہر یہہ نایکا کم عمر یون ہنستی روتی غصہ کرتی ہے کہ گویا بجلی چمک چمک کرتا جیسے ہو اور پانی برستا ہو خندہ مراد از برق و گریہ مراد از باران ٭

چہنہہ یعنی ایضاً

تیہہ اگیان ار گیان مین پریم نہ دیت جنائے

جمن گنگ تہہ پائی کی رہی سرستی بہائے

اگیان جہل گیان علم پریم محبت حاصل دوہا نایکا کم عمر کہ جسمین بلوغ دانائی اور نقصان نادانی ہنوز نہین ہوا لہذا بوجہہ اختلاط ہر دو حالت حال اوسکی محبت کا نسبت شوہر کے معلوم نہین ہوتا جیسا کہ ناہین دریا سے گنگ و جمن کے وجود سرستی مفقود ہے ٭

مگدہا کی سرت آنت دوہا

یون محبت سر و لالا ابلن انگ بنائے

ملی پہپ کی باس لون سانس نہ پائی جائے

ابلن عورات انگ جسم ملی پہپ گل مالیدہ باس خوشبو حاصل دوہا قول نایکا کی مصاحبہ کا نایک سے کہ اے صاحب کوئی زنان نو عمر کے جسم کو ایسا ملتا ہے کہ جیسا تم نے ملا یعنی جیسی ملے ہوئے پہول مین خوشبو نہین رہتی ہے ایسا ہی اسکے بدن مین دم معلوم نہین ہوتا ٭

مدہیا دوہا

پیہ تیہ پلن کپاٹ کٹ نر کہہ لیہہ درگ کور

گہات پریم کی جوبتین ہندت نیم کی جور

پلن مژگان وجفن کپاٹ کواڑہ کٹ سخت نر کہہ لیہہ دیکہلی درگ کو گوشۂ چشم پریم محبت نیم پابندی طریقہ جور زور حاصل دوہا قول سکہی کا نایکا سے کہ شوہر کے جفن دربند سخت ہین انکو گوشۂ چشم سے دیکہہ یہہ قوت محبت سے وا ہوتے ہین اور خود بینی سے بند ہوجاتی ہین ۔

پنچہہ دوہا

رسنی من پاوت نہین لاج پریت کو انت

دہون اور اینچو پہرے جیون بیچ بیتہ کو کنت

رسنی عورت پریت محبت انت انتہا بیچ دونون بیتہ استری کنت شوہر حاصل دوہا عورت کا دل شرم ومحبت دونون کی انتہا نہین پاتا کہ آیا حیا مقدم کرون یا محبت لہذا دونون طرف کنچا ہوا پہرتا ہے جسطرح سے کہ دو عورتون کا شوہر

مدہیا مانت کا ما دوہا

یون نیہ نہین لاج مین لست کام کی بہائے

جلو سلل مین نیہہ جیون آدپ مین درسائے

کام شہوت سلل آب نیہہ روغن حاصل دوہا نایکا کی آنکہون شرمگین مین ہنگام مستی غلبۂ شہوت ایسا نمود ہوتا ہے کہ جیسے صدہیت روغن بر رو ے

آب ظاہر ہوجاتی ہے ۞

32 مدہیا کی پریت دوہا

کان پریت مرگ لون پری مرچھہ کلین کی پران
کنٹھ بھنک تو پر جھنک دہن لیتی جب تان

کان پریت بمجرد استماع مرگ لون مثل آہو مرچھہ غفلت للن شوہر پران جان کنٹھہ بھنک آواز خوش گلو تو پر جھنک آواز زنگولہ دہن کمان دہن تال تان چڑہاکر تان راگ حاصل دوہا جب مطلوبہ آواز خوش گلو سے باتفاق تال زنگولہ تان یعنی راگ لیتی یعنی آغاز کرتی ہے اوسوقت سنتے ہی شوہر مطلوبہ کا مثل آہو کے غافل و خود فراموش ہوجاتا ہے اور مثال آہو سے یہہ مراد ہے کہ آہو عاشق راگ ہے دوسرے یہہ کہ آواز خوش گلو و تال آواز زنگولہ کا قوس جب نایکا تانتی ہے اوسوقت طالب مطلوبہ کا بمجرد سننے کے مثل آہو تیر خوردہ کے غافل و خود رفتہ ہوجاتا ہے ۞

33 مدہیا کی پریت دوہا

رمت رمن پیریت یون لاج مدن مین چہاک
جیون رتہہ ہاکت سارتھی دہون لیک کو تاک

رمت مباشرت کرتی ہے رمن عورت پیریت برعکس لاج حیا مدن شہوت چہاک چہہ سارتھی رتہہ بان دہون دونوں لیک تاک دیکہہ کر حاصل دوہا ہنگام مباشرت راہ پیچیدہ اور اسپہ

برعکس یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر مطلوبہ شرم وشہوت دونون مین مبتلا ہوکر
دونون امر ایسے ملحوظ رکہتی ہے کہ جسطرح ارابہ کے نشان راہ ہردو
جانب کو دیکہکر رتہہ ہانکتا ہے ؀

۳۴ پروڑہا دوہا

جب بنتا برکہہ راس مین رب جوبن چمکائے
مدن بپتن پیرت دیوس بڈہہ لاج سیت گہٹ جائے

بنتا عورت برکہہ راس برج ثور رب آفتاب جوبن حسن وجوانی مدن
شہوت بپتن گرما پیرت دیوس روز بروز بڈہہ زیادہ ہوتی ہے لاج
حیا سیت سرما حاصل دوہا جب آفتاب برج ثور مین آتا ہے
روز بروز گرمی زیادہ ہوتی ہے اور سردی جاتی ہے اسیطرح عورت جب
حسن جوانی چمکاتی ہے گرمی شہوت برسر ترقی ہوتی ہے اور سردی حیا زائل ؀

۳۵ پرودہا کی سترانت دوہا

ڈہرک پری کہون اُرسی نکہہ کچ سیس سُہائے
ترن چہپیو منو گر سیکہر ڈیچ نکس دُرسائے

ڈہرک پری علیحدہ ہوگئی اُرسی چولی نکہہ ناخن کچ پستان سیس سر
ترن آفتاب گرسیکہر چوٹی پہاڑ دیچ مراد ہلال حاصل دوہا انجام
ہوا نترت مین چولی پستان کا ایکا سے جدا ہوگئی اور اوس نے ہاتہہ سے پستان کو
چہپایا شاعر اوسکی مثال بیان کرتا ہے کہ گویا آفتاب چہوٹے پہاڑ مین پوشیدہ
ہوا اور ماہ نو طلوع ہوکر نظر آیا آفتاب مراد از پستان وچوٹی پہاڑ مراد از دست

دلال مراد از ناخن دست نایکا

۳۵ مدہیا دہیرا دوہا

کلکت ہتی درگ کمل لیے چو ر بدن رب اور

اب ان آنن چند سے کر تو نین چکور

کلکت ہتی دیکھتی تھی درگ کمل لیے آنکھ نیلوفری کر کے چور پوشیدہ بدن چہرہ رب آفتاب اور طرف آنن چہرہ سے ت واسطے نین آنکھیں چکور تدر د حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ اب تک میں اپنی آنکھ کو گل نیلوفر سرخ کہ جو ہمیشہ دن میں شگفتہ رہتا ہے اور رات کو غنچہ ہو جاتا ہے بناکر تمہارے چہرہ خورشید مثال کو پوشیدہ از انظار حاسدان دیکھتی تھی اور اب اس تمہارے چہرہ ماہ تمثال کے دیکھنے کو میں آنکھ کو چکور کہ جو عاشق ماہ ہے بناؤنگی خلاصہ یہہ کہ در پردہ شکایت غیر حاضری دن کی کرتی ہے ۞

۳۶ مدہیا دہیرا دوہا

یہی بڑائی تم رکھی میری ہت ٹھہرائے

ہاتھ پرت ہو اور کی پاین پرت مو آئے

یہی یہہ بڑائی بزرگی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے از راہ طعن کہ آپ میرے تو پاؤں پڑتے ہو آکر مگر ہاتھ اوروں کے پڑتے ہو یہیں یہی بڑائی میرے واسطے آپ نے تجویز کی ہے ۞

مدہیا دہیرا دوہا

۳۸ کت بنولیت نہر کی یہہ پونجہت گہہ ہاتہہ

ورتا دہن انسوا گہن بوند لون جہری بات کی ساتہہ

کت کیون بنولیت نہین بولتی ہو نہر کی بیرجی کرکے گہن بوند باران لون طرح حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کا ہاتہہ پکڑ کر یہہ کہتی ہے کہ اے ریجی ہے مجہہ سے کیون نہین بولتے ہو اور سیل اشک کا اوسکی آنکہون سے مثل باران کے برستا ہے بات کرنے کے ساتہہ ٭

۳۹ پرورہا دہیرا

پاگ دہری پیری کہری پیہ مکہہ پری نہار

پہول چہڑی کرمین دہری آنکہہ بہری جہکار

پاگ دستار پیری کہری زرد جیپی پیہ مکہہ چہرہ شوہر پری نہار نظر آئی جہکار غصہ ناک حاصل دوہا نایکا نے اپنے شوہر کو دستار جیپی زرد باندہے ہوئے دیکہہ چہڑی پہولون کی ہاتہہ مین لی چشم غصہ ناک کی مراد یہہ کہ نایکا کو دستار زرد چیپی ہمرنگ انباغ ناگوار معلوم ہوئی ٭

۴۰ پرورہا دہیرا ادہیرا

نین لال تک رس ڈری کچہو نہ بولی بال

بانہہ گہت ہی لال اُرہنی توڑ اُرمال ٭

نین لال چشم سرخ تک دیکہکر بال عورت بانہہ دست گہت ہے پکڑتی ہے لال شوہر اُر سینہ ہنی ماری مال مالا حاصل دوہا

نایکا اپنے شوہر کی چشم غصہ ناک دیکہکر ڈری اور کچہہ نہ بولی الاجب شوہر نے
ہاتہہ اوسکا پکڑا نایکا نے مالا اپنی گلی کی توڑکر سینہ شوہر پر ماری ؛

۶۱ جیشٹہا و کیشتہا یعنی بزرگ و خورد

کن سکہنی یہہ کیسی بل دینہون تمہین سکہائے

موٹہہ مار واکی درگن موکہہ مانڈت دہائے

کن سکہنے سکہی عجیب بل قربان موٹہہ مشت گال وغیرہ درگن آنکہین
مانڈت ملتی ہو دہائی دیکر حاصل دوہا دو عورت چہوٹی بڑی
اپنے شوہر سے کہتی ہین کہ یہہ بازی عجیب تمکو کسنے سکہلائی ہے کہ ایک کی آنکہہ
مین موٹہہ گال وغیرہ کی مار کر دوسرے کو ملتی اور عاجز کرتی ہو ؛

۶۲ پروڑہا دہیرا دوہا

ڈری گانٹہہ جو بال ہیئہ لیے نہ کہون ناتہہ

پرگٹ بال مدہ گانٹہہ لون ہہی گت ہین ہاتہہ

ڈری پڑی گانٹہہ گرہ بال عورت جیہ دل لہی نہ دریافت نہوے
لیہون کسیطرح سے ناتہہ شوہر گت ظاہر بال ہوے مدہ درمیان
لون طرح گت پکڑتے ہوئے حاصل دوہا نایک کیطرف سے
نایکا کے ولین جو گرہ بال پڑی تہی وہ نایک کو کسیطرح سے ظاہر نہوئی مگر
جسوقت نایک نے ہاتہہ نایکا کا پکڑا اوسکی کم توجہی وغیرہ سے وہ گرہ بال
ظاہر ہوگئی جیسا گرہ موئے باریک کی کہ بادی النظر مین چاہے تمیز نہوسکے
مگر بال کو ہاتہہ مین لینے سے ظاہر ہوجاتی ہے ؛

اوڈہاپرکیا

۷۳ نَین اَچل چَل مہج توُ دُواؤبدہ مَن رَنج

رنج پت لاگت کنج اَر اپنیت لاگت کنج

نین آنکھین اچل غیرمتحرک چل متحرک مہج خوش وضع تو تیری دواوبدہ دونون طرح من رنج تسکین دہ دل رنج پت شوہر جو داپ پت مرد غیر کنج گل نیلوفر سُرخ کہنج صعوہ حاصل دوہا اے نازنین تیری چشم خوش وضع متحرک وغیرمتحرک دونو طرح سے تسکین بخش دل ہین کہ اپنے شوہر کو مثل گل نیلوفر سرخ کے غیر متحرک اور مرد غیر کو مثل صعوہ کے کہ جو ہر دم متحرک رہتا ہے متحرک معلوم ہوتی ہین ٭

انوڑہاپرکیا دوہا

۷۴ رُوکھی ہوجن باس لَون چوری پیت بناے

بنا چڈہین سر نیہ جو چڈہیو نیہہ سر آئے

روکھی مراد خشک مزاجی ہوجن مت کر باس لون مثل خوشبو کے نیہہ محبت وروغن حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا فاحشہ کم عمر سے کہ تو مجھہ سے خشک مزاجی مت کر چوری مثل خوشبو کے ظاہر ہوجاتی ہے کہ بلا چڈہے ہوئے تیل کے سر پر کہ مراد شادی ہونے سے ہے تیرے سر پر محبت نہیں چڑہی ہے آکر ٭

سامانیا

۶۵ مکت مال لکہ دہن کھیو یہہ اجگت ہے نا ہنہ
گنگ تہاری ار تبی شو میری ار نا ہنہ

مکت مال ہار مروارید لکہہ دیکہہ کے دہن بمعنی آفرین جوت اجگت شاں ناموزون گنگ دریاے گنگ شو نام مہادیو ار سینہ حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو مالاے مروارید پہنے ہوئے دیکہکر ظریفانہ یہہ کہتی ہے کہ جیسے آپکے سینہ پر یہہ مالا مثل لہر دریاے گنگ کے خوشنما ہے ویسے ہی میرے سینہ پر بہی یہہ پستان کہ جو بصورت شو ہین زیبندہ ہین اور یہہ مثال جو ہین لے بیان کی ناموزون نہین ہے کہ مہادیو اور گنگا کی مناسبت ظاہر ہے ؛

۶۶ اتہیہ سنہوگ وکہتا دوہا

تیری باس پرکاس پر نہیہ شباس بساے
مو کارن لاے نہین آپے آپ لگاے

پرکاس سے ظاہر نہیہ شباس عطر خوشبودار بساے خوشبو دیتا ہے حاصل دوہا نایکا اپنی مصاحبہ سے بحالت مستی یہہ کہتی ہے کہ اے سکہی تیرے لباس مین ظاہر عطر خوشبودار کی نہایت خوشبو آتی ہے تو میرے واسطے کیون نہین لائی آپ ہی لگا آئی مراد میری مطلوب کو کیون نہ لائی

۶۶ پریم گربتا دوہا

پیہ مورت میری سندر اکہین درگن بساے
ڈہیٹ گوری دیہہ یہہ مت سونری ہوی جاے

پیہ شوہر سورت صورت سدا ہمیشہ درگن آنکھون بسای جاگین ڈرپت ڈرتی ہے گوری دیہ صورت صبیح مت مبادا سونری بیج حاصل دوہا یہ نایکا اپنی محبت کا ہونا شوہر کے دلپر یقین کرکے اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ شوہر میرا میری صورت کو ہمیشہ اپنی آنکھون مین بسائے رکہتا ہے لہذا مین ڈرتی ہون کہ مبادا بوجہہ سواد چشم شوہر رنگت میرے جسم کی ملیح ہوجاوے ؛

روپ گربتا دوہا

۶۶

جوبن لہ ان روپ ٹہگ اد ہبت گت یہ کین

آپ جگت کو مارکے ہتیا مو سر دین

جوبن جوانی ان روپ ٹہگ مراد خوبصورتی ادہبت گت حالت عجیبہ جگت دنیا ہتیا جرم حاصل دوہا یہ نایکا مغرور حسن اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اس جوانی نے غارتگر خوبصورتی کو اپنا رفیق پاکر کیا غضب کیا کہ تمام دنیا کو مارکر جرم اوسکا میرے سر پر قایم کرایا ؛

مانِنی دوہا

۶۷

ڈہرت مانِنی درگن یون آنسو بند بسال

منو مانسر کنول تین جہرت مکت کی مال

ڈہرت ڈہلتا ہے مانِنی نایکا کنول آنسو بند قطرات اشک بسال خوشنما مانسر نام تالاب کہ جسمین مروارید پیدا ہوتے ہین - ونیز نام سینہ کہ جسمین کنول دکہا رہتا ہے کنول گل نیلوفر سرخ جہرت جہڑتی ہین

حکمت کی مال ہار ہاے مروارید حاصل دوہا بحالت ملال نایکا کی آنکھون سے قطرات اشک مسلسل یون گرتے ہین کہ گویا تالاب مانسر سے کہ جسمین مروارید وکنول پیدا ہوتا ہے اور برار سینہ و دل سے بہی ہے ہار مروارید بہتے ہین ؎

سوآدہین پٹکا دوہا

۵۰

نِرکہہ نِرکہہ پرِیت دِیوس نِس تیہ چکہہ پٹ کہہ اور

کمل جان اِل ہوت ہین سس انمان چکور

نرکہہ نرکہہ دیکہہ دیکہکر پیرت روزانہ دیوس نس دنرات تیہ چکہہ آنکہین جورت پیہ مکہہ چہرۂ شوہرا اور طرت ال بہنورا سس ماہتاب انمان تصور کرکے چکور تدرو حاصل دوہا یہہ نایکا خالی از خلل بیگانہ شب ور روز چہرۂ شوہر کو باطمینان تمام دیکہا کرتی ہے دن ہین تو چہرۂ شوہر کو کنول سمجہکر آنکہین اوسکی زنبور سیاہ کہ جو عاشق گل ہے ہوتی ہین اور رات کو ماہ کامل سمجہکر وہی آنکہین چکور کہ جو عاشق ماہ ہے ہوجاتی ہین

انکنٹہا دوہا

۵۱

سکہی کہا جیہ ساج کی آج نہ آی نانہہ

گرہ بہولی کہگ لون پہری ہوں سہج تن ناہہ

ساج آرایش کہگ پرند حاصل دوہا قول نایکا محزون کا اپنی مصاحبہ سے کہ اے سکہی مین آرایش اپنی کیا کرون آج میرا شوہر نہین آیا افسوس کہ مثل طایر آشیان گم کردہ کے پہرتے ہونگے میرا دل او نہین مین ہے ؎

کھنڈتا دوہا

پیئہ تن مکھ لکھ یوں ڈری تیہ چکھ انسو آئے

منوں مدھ مکرند کوں اگل کی پہر کہائے

پیہ شوہر تن طرف مکھ چہرہ ڈری پوشیدہ ہوے چکھہ آنکھ مدھ یکر بہو نرا مکرند عصارہ گل حاصل دوہا یہہ نایکا چشم پر از اشک ہوئی کہ چہرہ شوہر پہ نظر پڑی بمجرد معاینہ چہرہ شوہر وہ اشک یوں غایب ہوگئے کہ گویا زنبور سیاہ عصارہ گل کو اگل کر پہر کہا گیا ❋

پرلبدہا دوہا

لکھہ سنکیت سونوں رہی یوں تیہ نار نوائے

منوں بنی شیو کی کری سبل کام کوں پائے

سنکیت مقام مواصلت سونو خالی نار گردن نوائے جہکائے بلبی مناجات شیو نام مہادیو کہ جنہوں نے شہوت کو جلا دیا سبل کام غلبہ شہوت حاصل دوہا یہہ نایکا جب حسب اقرار مقام موعود پر گئی اور اوس جگہہ کو خالی از مطلوب خود دیکہا تب گردن جہکا کر رہ گئی گویا مہادیو کو مناجات کر رہی ہے کہ تم نے کام یعنی شہوت کو جلا دیا ہے میری بہی شہوت جلا دو ❋

کلنتہ تا دوہا

آلی مان آو کی دسی جہار لوہ ہر کر نیہہ

تیو کر وہ بن آن جہتو اب جہوٹت ہی دیہہ

الی سکھی مان ملال وغصہ آہ سانپ ڈسی گزیدہ نیہہ محبت کرودہ غصہ حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے کہ اس نائیکا کو مار ملال نے کاٹا ہے اسکے طالب نے اسکو محبت کرکے جھاڑا مگر اسکا زہر ملال بوجہ غصہ دور نہیں ہوا اب اوسی حالت میں اسکی جان اسکے جسم سے دور ہوا چاہتی ہے

باسک سجیا دوہا ۶۵

رتیہ سکھہ سیج سجہائے یوں رہی باٹ پیہ ہیر

کہیت بنائے کسان جیوں نت مینہہ اوسیر

تیہ عورت سکھہ سیج بستر تکلف باٹ راہ کسان کاشتکار مینہہ باران اوسیر انتظار حاصل دوہا نایکا بستر تکلف سجہا کر اپنے شوہر کا اسطرح انتظار کرتی رہی کہ جیسے کاشتکار کشت کو تیار کرکے پانی برسنے کا منتظر رہتا ہے

ابہار کا دوہا ۶۶

ایسی کامن لاج میں پیہ پیں اٹکت جائے

جیں سلتا کو سلل یوں ساھیں پائے

کامن زن نازنین پیہ شوہر پیں نزدیک اٹکت جائے آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے جسطرح سلتا ندی سلل آب یون ہوا ساھین مقابل حاصل دوہا زن خوبصورت و نازنین بسبب شرم وحیا اپنے شوہر کے پاس رکتی ہوئی آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے آب دریا ہوا کو مقابل پاکر آہستہ آہستہ بہتا ہے ۞

چیشٹہ یعنی ایضاً

57 انگ چھپاوت سرب سون چلی جات یون نار
کھولت بیج چھٹا چتنی ڈہانپت گھٹا نہار

انگ جسم چھپاوت پوشیدہ کرتی ہوئی سرب سون سب سے بیج چھٹا برق چتنی دیکھنہ ڈہانپت چھپاتی ہے گھٹا ابر سیاہ نہار دیکھکر
حاصل دوہا یہہ نایکا برق تمثال شب تاریک مین لباس سیاہ پہنکر سب سے اپنے جسم کو یون چھپاتی ہوئی مطلوب کے پاس جاتی ہے کہ برق شرار دیکھکر چہرہ کو کھول دیتی ہے کہ ہمرنگ برق ہے اور گھٹا کو دیکھکر چہرہ پوشیدہ کرلیتی ہے کہ لباس سیاہ ہمرنگ گھٹا ہے ‡

58 پر وکھت پتکا دوہا

نس جگان پر اتھہ جہت پران مجوری نال
انگ نگر مین برہ یہہ بھیو نیو کتوال ‡

نس جگان رات جگا کہ پر اتھہ صبح کو پران جان مجوری مزدوری حال جلد انگ نگر دیار جسم برہ ہجر حاصل دوہا اس دیار جسم مین ہجر نئی طرح کا کتوال ہوا ہے کہ رات بھر جگانے کی مزدوری مین صبح کو بعجلت جان طلب کرتا ہے ‡

59 لکھت پتکا دوہا

پہلین پاکہہ نہ آیہو جو آساڈہ کی ماس
پر تمہہ جہر جیت باس لون کستی بھو سانس

پہلین پاکھہ حصۂ اول یعنی نصف ماہ پر تھمہ جھڑ باران اول چھت باس مراد مردہ سانس دم حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو لکھتی ہے کہ اگر نصف ماہ اساڑہ تک تم نہ آؤگے تو اول ہی بارش مین مجھکو مردہ پاؤگے

پچھمت پتکا دوہا

60

پیہ کی چلت بدیس کچھو کہہ نہ سکے کٹھور

چرن انگوٹھا تین ہی داب چھور اچھور

سجور ابھیا پچھور ادوپٹہ چھور گوشہ حاصل دوہا یہہ نایکا باحیا ہنگام روانگی شوہر خود بسفر کچھہ کہہ نہ سکی مگر انگوٹھے پیر سے گوشۂ دوپٹہ شوہر کا داب کر رہ گئی ؛

61 کر دی یہہ جو چیکنی ہرت لاۓ سنیہہ

برہ اگن جو جھنک مین ہون جہت اب کیہہ

چیکنی آراستہ وصاف و روغن کردہ سنیہہ محبت و روغن برہ اگن آتش مہاجرت جھنک ایک ساعت کیہہ خاکستر حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ جس جسم کو روغن محبت طالب نے چکنا و آراستہ کیا تھا وہ اب بہ آتش مہاجرت ایک ساعت مین خاکستر ہوا چاہتا ہے ؛

اگم گت پتکا دوہا 62

ہر آون سن تہاک ملکہہ اگن ہر کہہ سنیہہ

ملکہہ سی سکہہ لون بال کی تہسی چیکنی دیہہ

پتھک مسافر قاصد سینہ محبت نکہہ سے سکھ لون سراپا تاں عورت چکنی آراستہ و تازہ حاصل دوہا اپنے طالب کا آنا بزبان قاصد سنکر مطلوبہ کا جسم سر سے پاتک تازہ و آراستہ ہوگیا فرط خوشی و محبت سے ؛

اگچھت پت کا دوہا ۶۳

آوت لکھ گھنسیام کی آن دیس تین بات
چپلا ہوئے چمکن لگیو سنیہن ہی کو گات

آن دیس ملک غیر چپلا برق نیہن محبت سے ہی دل گات جسم حاصل دوہا اس نایکا نے خبر مراجعت اپنے شوہر کی ملک غیر سے سنی بمجرد سننے کے محبت دل سے تمام جسم اسکا مثل برق چمکنے لگا ؛

آگت پت کا دوہا ۶۴

سکھی بچھرن سمر کی ہوئی لہلہی ترنت
بیل روپ پر پہلت بہی لکھ بسنت سو کنت

سمر موسم اگہن پوس لہلہی سرسبز ترنت فوراً پر پہلت ترو تازہ بسنت فصل بہار کنت شوہر حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے کہ دیکھ یہ نایکا بحالت سرما کے ہجر کیسی افسردہ تھی اور اب شوہر کو مثل فصل بہار پاکر کیا بیل سرسبز کیطرح ترو تازہ ہوئی ہے ؛

اُتما دوہا

65 کیھون اوگن انگ کو کھین نہ ہت کی جور
پیہ مینک مکھہ کی بہی رونی نین چکور

ہت محبت پیہ شوہر مینک ماہتاب رونی عورت حاصل دوہا
یہہ نایکا فرط محبت سے اپنے شوہر کے عیوب ظاہر و باطن پر نظر نہین کرتی
ہر وقت اوسکے چہرہ ماہ کو اپنی چشم چکور سے دیکہا کرتی ہے

ماتہما دوہا

66
پیہ سنگہہ رہت مکھہ مکھہ ہوئی جات
تیہ درپن پرت بنب لون تیری گت درسات

سنگہہ بمقابلہ مہربان مکھہ غیبت و نامہربان درپن آئینہ پرت بنب
عکس آئینہ گت حالت درسات معلوم ہوتی ہے حاصل دوہا یہہ نایکا
بحالت حضوری شوہر فرمان بردار رہتی ہے اور غیبت شوہر مین نافرمان
مثل عکس آئینہ کے کہ مقابل رہتا ہے اور غیبت مین غایب

ادہما دوہا

67
جیون جیون آدر سون للن پانپ ریت بنائے
تیون تیون بہامن مین لون کہن کہن ایٹہت جائے

آدر خاطرداری پانپ دریا بہامن عورت مین ماہی لون طرح
کہن کہن ساعت بساعت حاصل دوہا خاوند عورت کیواسطے جس طرح
کہ دریاے محبت و خاطرداری آراستہ کرتا ہے اوسی اوسی طرح یہہ نایکا

بدروش مثل ماہی کے اینٹھتی جاتی ہے ؛

پت نایک دوہا

جب تیں لالن رون کو گون لی آئے سنگ

تب تیں شیولوں آپنے کرراکہی اردہنگ

لالن شوہر رونی عورت گون مکلاوہ اردہنگ دنصف جسم حاصل دوہا جب سے یہہ مرد اسکی عورت کو اپنے گہر مکلاوہ کرکے لایا اوس روز سے مثل مہادیو کے عورت کو اپنا نصف جسم قرار دیکر پاس کہتا ہے ؛

انکول نایک دوہا

نئی بسن جب ہون سجون تب پیہ بہرم لجاہنہ

بن پرکہے دہن سجن کی پہر سکت ہین نانہہ

نئی بسن پارچہ نوطیار بہرم تک دہن آواز پہر سکت دیکہتی حاصل دوہا قول نایکا کا سکہی سے کہ جب مین پوشاک نئی پہنتی ہون تب شوہر میرا اشک لاکر عورت غیر سمجھکر شرماتا ہے اور جب تک میری آواز نہ سنے پہچان نہیں سکتا ہے ؛

دچھن نایک دوہا

دچھن ساگر دہن کی سم برتت ہین پریت

وہ ندین یہہ تین سون بلت ایکہی ریت

دچھن دچھن نایک ساگر دریا سے شوہر دہن دونوں کی سم برابر برتتا ہین

بیان کرتی ہین پریت محبت ندین ندی ہا تین عورات حاصل دوہا دریاے شور اور اس دچہن نایک یعنی مرد عیاش کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جیسا دریا مین جو ندی آوے مل جاتی ہے ایسا ہی اس نایک کے پاس جو عورت آوے اوس سے ملتا ہے ٭

۶۱ سٹھہ نایک دوہا

پہیر پہیر تکہہ پہیر کت تانت بہو نہہ ندان

بان بدہ کاہون نہین راکہی چڑہی کمان

پہیر پہیر دیکہہ دیکہہ ندان نادان بان بدہ تیرے مارکر حاصل دوہا تون نایک کا نایکا سے کہ مجھکو دیکہہ دیکہہ سٹہہ پہیر پہیر کر بہو نہہ کو کیون تانتی ہے تیرون سے مار کر یعنی شکار مار کر کمان کو کوئی چڑہا ہوا نہین رکہتا ہے ٭

۶۲ دہرشٹ نایک دوہا

کالہہ کہیو ہے آپہین ہو سر سوہین کہائے

آج سیس جاوک لیین پہر لوٹت ہو پائے

سوہین قسم سیس سر جاوک رنگ مہاور حاصل دوہا نایکا اس نایک بے حیا سے کہتی ہے کہ کل تو میرے سر کی قسم کہا گیا ہے کہ دوسری نایکا سے تعلق نہ رکہونگا اور آج پہر نشان مہاور پاے دوسری عورت کا سر پہ لگا کر میرے پیرون پہ لوٹتا ہے ٭

۶۳ اوپیت نایک دوہا

۶۴ آئے وہ پانپ بہری رمنین آج انہان

جہہ بوڈن نکسن لکہین نکست بوڈبران

پانپ بھری پیراز آب وتاب رمنین عورت حاصل دوہا قول نایکا کا سکہی سے کہ یہہ نایکا بہ آب وتاب غسل کرنے کو آئی کہ جسکے غوطہ لگانے اور سر باہر نکالنے سے میری جان ڈوبتی اوچہلتی ہے

۶۵ بیسک نایک دوہا

لال ادہر ہیرار دن جنہہ سیرن تن ساتہہ

دیجے کہنہ دہن لیائے جو کیجے تہہ وہن ہاتہہ

لال ادہر یاقوت لب ہیرار دن الماس دندان سیرن تن جسم طلائی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ تمہارے لب یاقوت دندان الماس جسم طلائی اس مال سے مجھکو کون چیز دوگے جو دوا وسی کی طرف اپنا ہاتہہ بڑہاؤن

۶۶ روپ ماتی نایک دوہا

بار بار ہیرت کہا درپن مین چت لائے

نیک لکہو نیج بدن سون رادہی بدن ملائے

ہیرت دیکہتی درپن آئینہ بدن چہرہ حاصل دوہا قول سکہی کا نایک سے کہ تم بار بار غور سے آئینہ کیا دیکہتی ہو ذرا اپنے چہرہ کو چہرۂ مطلوبہ سے ملاکر تو دیکہو

۶۶

پروکهت نایک دوہا

اگنِ روپ بنِ رہی برہ کت جارت ہی موہ

تیہ تن پانپ پائے کی بورِ مار ہون توہ ✤

اگن روپ شعلہ آتش بن مبکر رہی برہا ے ہجر کت کیون جارت جلاتا ہے موہ مجھکو تیہ عورت تن پانپ دریای جسم بور مار ہون غرق کرکے ماروں گا حاصل دوہا نایک کا قول کہ اسے ہجر تو شعلہ آتش بنکر مجھکو کیون جلاتا ہے یاد رکھہ کہ دریائی جسم عورت کا پاکر تجھکو غرق کرکے مارڈالونگا ✤

سرون درشن دوہا

جب تین موہ سنائی تون سکھے کی بات

تب تین درگ مرگ لون چلی کانن ہین لون جات

درگ آنکہہ مرگ آہو کانن جنگل و گوش حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ جسوقت سے تونے میرے مطلوب کا پیام مجھے سنایا ہے اوسوقت سے میری آنکھیں مثل آہو کے کانن کیطرف رجوع ہین یا ین تمنا کہ گوش مراد دلی اپنے حاصل کرچکے اور ہم محروم ہین ✤

۶۶

سپن درشن دوہا

جاگت چور جو پائے دوڑ لاگے ساتہہ

سپنین کو چیت چور کب آوے اپنین ہاتہہ

کانن بمعنی گوش و جنگل ۱۲

چت چور دل کا چورانیوالا حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ بیداری
مین جو چور آوے دوڑکر اوسکے ساتھہ جاسکتے ہین مگر خواب مین جو دلکا چورانے
والا آوے اوسکو کیونکر پکڑے ✤

80

چترا درشن دوہا

چترہ چیتوت چترجیون رہے ایک ٹک جوئے
متر بلوکت رادری کہو کون گت ہوئے

چترہ تصویر کو چیتوت دیکھتی چتر عقیلہ یون اسطرح ایک ٹنک ٹکٹکی سے
جوہی دیکھہ متر دوست بلوکت دیکھتی رادری آپ کی حاصل دوہا
قول سکھی کا نایکا سے کہ اے عقیلہ تو تصویر دوست کے دیکھنے مین ہمہ تن مصروف
ہوکر خود فراموش ہورہی ہے پس جب دوست کو دیکھے گی اوسوقت کیا تری
حالت ہوگی

81

سوپنکہہ درشن دوہا

جیون پیہہ درگ آل بہنوت پیہہ بدن کمل کی اور
تیون پیہہ مکہہ سس کی بہی تیہہ کی نین چکور ✤

درگ آنکہہ ال زنبور سیاہ بہنوت بلاگردان بدن چہرہ سس ماہتاب
حاصل دوہا جسطرح گل چہرۂ مطلوبہ پر چشم طالب مانند زنبور سیاہ
کے بلاگردان ہوتی ہین اوسیطرح طالب کے ماہ چہرہ کو چشم مطلوبہ مثل چکور
بمحبت تمام دیکھتی ہین ✤

82

دوتی برین دوہا

83 کیجے سنکہ گہنسیام ہون آج پون کی رنگ

آنہہ چپلا چمکائے ہون کیا ئے تہاری انگ

گہنسیام نام طالب واسیاہ پون کی رنگ شل باد چپلا برق تہاری انگ تمہارے جسم مین حاصل دوہا دلالہ کہتی ہے کہ اے گہنسیام تو آج خوشی ولطف زندگی حاصل کرین شل باد اوس برق یعنی تیری مطلوبہ کو اوڑہا لاکر تیرے جسم ہمرنگ ابرسیاہ مین چمکاؤنگی یعنی تجہہ سے ملاؤنگی ۞

84 نایکا کی استت

کسک کسک پونچہت کہا جسک مسک انمان

کہسک جائے گی ٹہسک یہہ نیک سسک سن کان

کسک کساک از راہ درد جسک جنبش مسک پشہ انمان خیال کرکے کہسک جای گی جاتی رہے گی ٹہسک خودبینی نیک ذرا سسک آواز سسکی حاصل دوہا قول نایکا کی سکہی کا نایک سے کہ تم نایکا نازنین کے جنبش کو مثل پشہ سمجہکر غرور سے بظاہر از راہ درد کیا پوچہتی ہو یہہ آپکا غرور اوسکی ذرا سسکی کی آواز سننے مین ہی جاتا رہیگا ۞

85 برہ نو یدن دوہا

کہا کہون واکی دسا جب کہگ بولت رات

پیو سنت ہین جیت ہی کہان سنت مرجات

کہگ پرند مراد پپیہا دسا حالت حاصل دوہا قول سکہی کا نایک سے

کہ اوس نایکا کی حالت ناگفتہ بہ ہے یعنی پپیہا جو رات کو پیو کہاں بولتا ہے جسوقت لفظ پیو کا سنتی ہے زندہ ہوجاتی ہے اور لفظ کہان کے سنتے ہی مرجاتی ہے ۔

بسنت رت برنن ۸۸

کھون لیاوت بکست کسم کھون ڈولاوت باے
کھون سہاوت چاندنی مدہ رت داسی آے

لیاوت لاتی ہے بکست شگفتہ کسم گلہا ڈولاوت بات کرتی ہے ہواے مرغوب مدہ رت فصل بہار داسی خادمہ حاصل دوہا گاہ ہواے مرغوب اور گاہ گلہاے شگفتہ کو لاتی ہے اور گاہ فرش چاندنی آراستہ کرتی ہے یہہ خادمہ فصل بہار وارد ہوکر ؀

تریدہ بات برنن دوہا ۸۹

سرور مانہہ انہاے اڑ باگ باگ براے
مند مند آوت پون راج ہنس کی بہاے

سرور تالاب مانہہ مین انہای غسل کرکے اڑ اور باگ باگ باغ باغ براے استراحت کرکے مند مند آہستہ آہستہ پون ہوا راج ہنس نام جانور پرند کہ خرامش بس پسندیدہ مثل ہوست حاصل دوہا تالاب مین غسل کرکے بس سیر اور باغوں مین سیر و استراحت کرکے بس سطر آہستہ آہستہ ہواے سہ گانہ مثل راج ہنس کے خوش خرام چلی آتی ہے ؀

باگ برنن ۹۰

کلپ بِرچھہ تین سرس تو باگ درمن کو جانِ

ساگر بکسو لکھن کو جل جنتر ان سس آنِ

کلپ برچھہ درخت طوبےٰ سے سرس زیادہ باگ درمن درختان باغ
ساگر دریا جل جنتر آب و فوارہ مس حیلہ حاصل دوہا درخت
طوبےٰ سے درختان تیرے باغ کو بہتر تصور کرکے دریا بہ تمنار مشاہدہ ازراہ
فوارہ نکلا ہے

٩١ گریکھم رت برنن دوہا

دھوپ چٹک کر چیٹک اَر پھانسی پون چلائے

مارت دوپہر بیچ تیہ یہہ گریکھم ٹھگ آئے

دھوپ چٹک دھوپ تیز کرکے چیٹک شعبدہ پھانسی کمند
پون ہوا چلائی چلاتی ہے تیہ عورت یہہ گریکھم یہہ گرما ٹھگ
غارتگر حاصل دوہا دھوپ تیز کا شعبدہ کرکے اور ہوائے گرم کی
پھانسی چلا کر یہہ عورت گرما کہ جو غارتگر ہے عین وقت دوپہر مین مارتی ہے ؛

٩٢ پنہ یعنی ایضاً

چھٹت نہ لی ان نیر جل دل بیچ چھپت لی آئے

نرکھہ ندا گھہ انیت کون چلیو بہان پین دہائے

چھٹت نہ چھوٹتا نہیں ہے لی لیکر نل نیر فوارہ جل آب دل بیچ
فوج آراستہ کرکے چھپت لی ای زمین سے نکلکر نرکھہ دیکھہ نداگھہ جیٹھہ گرما

انیت ظلم وتعدی یہان آفتاب حاصل دوہا فوارہ سے پانی نہین نکلتا ہے بلکہ بمعائنہ ظلم وتعدی موسم گرما ماہ جیٹھ لشکر آب زمین سے براہ فوارہ عبور کر کے آفتاب پر یورش کرتا ہے کہ ظلم وتعدی گرما کو دور کرے ؛

۹۳ جل کیل دوہا

ہر چھینٹت یون تین کرہہ جل کیل آنند

منون کمل جیون اور تین مکتن چھورت چند

ہر کنہیا جی تین عورات جل کیل آب بازی آنند خوش چھورت ڈالتا ہے حاصل دوہا کنہیا اسطرح سے عورات کو دریا مین ہنگام آب بازی چھینٹے دیتے ہین کہ گویا کملون پر ہر چہار طرف سے ماہتاب بارش مروارید کرتا ہو گلہاے کنول مراد از چہرہ عورات و ماہتاب مراد از چہرہ کنہیا و مروارید مراد از قطرات آب ؛

۹۴ پاوس رت برنن دوہا

پاوس مین سرلوک تین جگت ادہک سکھ جان

اندر بدہو جا مین سدا چہت بہرت ہین آن

پاوس موسم برسات سرلوک عالم بالا جگت دنیا ادہک زیادہ سکھ جان آسایش سمجھ اندر بدہو عروسک سدا ہمیشہ چہت زمین بہرت خرامان حاصل دوہا قول شاعر کہ اس موسم برسات مین عالم بالا سے زیادہ عیش وآرام اس دنیا مین ہے تصدیق اوسکی یہہ ہے کہ ہمیشہ اس موسم مین عروسک عالم بالا سے دنیا مین آکر عیش وآرام کرتی ہین قاعدہ

عروسک موسم برشکال میں ہمراہ آب آسمان سے برستے ہیں ❊

95 چھند یعنی ایضاً

جھول جھول تیہ سکمت ہین گنگن چڈہی کی ریت

آج کا لہہ ہین آی ہین سرناری کو جیت

تیہ عورت سکمت خوش گنگن آسمان ریت طریق سرنارن عورات عالم بالا جیت شرمندہ کرکے حاصل دوہا موسم برسات ہین عورات نہایت ذوق وخوشی خاطر سے ہنڈولا جھولتی ہین اور خوشی خاطر کیون نہ حاصل ہو کہ مرتبہ بلند ہونیکا طریق ہی یہہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عورات اپنے حسن وخوبی سے عورات عالم بالا کو آج کل خجل کرکے خوش وخورم زمین پر آئی ہین ❊

96

سرورت برنن دوہا

چند بدن چمکائے ارکھنجن درگ بہڑکائے

سکل دہرا کو چہلت ہے سرو ایسرا آئے

چند بدن ماہ چہرہ کھنجن درگ صعوہ چشم سکل سب دہرا زمین چہلت فریفتہ کرتی سرو فصل کا نام یعنی آغاز موسم سرما ایسرا پری حاصل دوہا یہہ سرو پری کہ آغاز موسم سرما سے مراد ہے ماہ چہرہ کو روشن کرکے اور صعوہ چشم کو بہڑکا کر تمام مخلوق کو خود رفتہ و فریفتہ خود کرتی ہے اس موسم مین ماہ نہایت صاف و روشن ہوتا ہے اور صعوہ بھی اسی موسم مین بعد بارش اپنے آشیانہ سے نکل کر آبادی مین آتا ہے ❊

ہیمنت رت برنن

۹۷

ہیم سیت کی ڈرن تین سکت نہ اوپر جائے

رہیو اگن کو پائے کی دہوم بھوم مین چھائے

ہیم برف سیت سرما دہوم دخان بھوم زمین حاصل دوہا
کہ شدت برف باری اور سرما سے دخان آسمان کو نہین جا سکتا آگ کو پاکر
زمین پر چھایا رہتا ہے ❖

سسرت برنن دوہا

۹۸

پرگٹ کہت پا سسر مین روکہہ روکہہ کی پات

بچھرن کو جیت ہون دہرین سوکہہ جات ہی گات

پرگت ظاہر سسر نام فصل روکہہ روکہہ درخت پات برگ
بچھرن مہاجرت گات جسم حاصل دوہا اس موسم مین درختون
کا ہر برگ علانیہ یہ کہتا ہے کہ جسوقت ہمکو جدا ہونے کا درخت سے خیال
گذرتا ہے تمام جسم خشک ہو جاتا ہے ❖

لیلا ہاو دوہا

۹۹

سیام بیکہہ سچ کی گئی رادہی درپن دہام

بھولو بیکہہ چکت بہی جبت دیکہی تت سیام

سیام نام کنہیا رادہی نام معشوقہ کنہیا درپن دہام آئینہ خانہ
بیکہہ صورت چکت متعجب حاصل دوہا رادہے کنہیا کی صورت

ناک آئینہ خانہ میں گئیں وہاں اپنی شکل بدلنا بھول گئیں جس طرف نظر کی ادھی طرف کنھیا نظر آئے سخت متعجب ہوئیں ؛

۱۵۰ بلاس ہاؤ دوہا

درگن چور اٹھلائے ارت بھوہین کر بلسائے

کامن پیتہ ہیتہ گود مین مود بھرت سی جائے

درگن چور آنکھہ ملا کر اٹھلاہی ناز و کرشمہ بلسائے جنبش سے گامن عورت مود خوشی حاصل دوہا آنکھہ ملا کر ناز و کرشمہ سے بہ جنبش ابرو و دست نایکا نایک کی آغوش دلکوا نبار خوشی سے پر کر رہی ہے ؛

۱۵۱ للت ہاو دوہا

سکل بہو کہن کون جدپ تو جب رہی سنگار

پی کنہہ بد وانہہ بہار کی بیتہ پین جئیہی نار

سکل سب بہو کہن زیور بہار بار حاصل دوہا تیرے خوبی حسن اگرچہ تام زیور کو رونق دے رہی ہے یعنی تیرا تمام جسم زیور سے آراستہ ہے مگر اسقدر بار اوٹھاکر مطلوب کے پاس جانے کی تو متحمل کب ہو سکتی ہے ؛

۱۵۲ بیچھیت ہاو دوہا

سیام لال ان تلک تو یہہ رنگ کہنون لال

شوتن کو رنگ سیام دی ہنگیو سیام کو لال

سیام سیاہ لال سرخ تلک قشقہ بھہ رنگ یہہ طور بال عورت
سوتن زنان انباغ سیام نام طالب حاصل دوہا قول
سکہی کا نایکا سے کہ تو نے جو بحالت بیخودی قشقہ سرخ و سیاہ پیشانی پر لگائے
ہین اونہون نے یہہ خوبی پیدا کی کہ زنان انباغ کو بمقابلہ خوبی خود سیاہ
نام اور طالب کو سرخ کردیا لیکن یہہ بگڑی ادا لاکھہ بناوٹ کے برابر

بیوگ ہاو دوہا ۱۵۵

بَات ہوی سُو دُور تین دیجی ہُو نہ سُنائے

گَاری ہَاتِ جِن گھولاَل چُونری رَآئے

نایکا بحالت ملال کمال اپنے طالب سے کہ جو سیاہ فام ہے کہتی ہے کہ جو
بات تمکو کہنا ہو دور سے کہدو اپنے دست سیاہ میری چونری سرخ
مین مت لگاؤ

کلکنچت ہاو ۱۵۶

سِو سیر کی سس مین سوا تنک تنج پیا نہ بھرائے

ڈری جھکی رُوی بہر ہنسی آپ کو پائے

سو مہادیو سس ماہتاب سوا پاربتی تنک تنج چہا نہہ
دیکہہ اپنا سایہ بھرائے متحیر ہوئین ڈری ڈرگئی جھکی غصہ کیا روی
گریہ کیا بہر پھر حاصل دوہا پیشانی مہادیو پہ جو ہلال ہے اوسمین
پاربتی اونکی زوجہ نے اپنے عکس کو دیکھکر شک کیا کہ کوئی دوسری عورت
ہے لہذا ڈرین اور غصہ ناک ہوئین اور روئین اور پھر سمجھین کہ کوئی عورت

غیر نہین ہے میرا سایہ ہے اسواسطے ہنستی ہون ؛

105 ببہسّرم ہا و دوہا

بِیندی اَرُن کپول دی لال دِہٹھونان بہال

اِیہہ بدہ کنہہ من ہرن پہسہ چپلی نویلی بال

بِندی ارن ٹیکی سرخ کپول رخسار دہٹھونان نشان سیاہ کاجل کا جو واسطے دفع نظر بد پیشانی پر بناتی ہین بہال پیشانی نویلی نوعمر بال عورت حاصل دوہا بندی سرخ بعوض پیشانی رخسار پر لگائے اور دہٹونان سیاہ کے عوض مین سرخ بناے ہوئے اسطرح سے یہہ نایکا نوعمر بحالت خودرفتگی کسکے فریفتہ کرنے کو جاتی ہے ؛

106 بودہک ہا و دوہا

مانگ بیچ دہر آنگرہی ڈہانپ نیل پٹ بہال

اروہ نسا کر بس چہپت پیٔہ سین بتای بال

نیل پٹ پارچہ لاجوردی بہال پیشانی اروہ نسا نصف شب سس ماہتاب سین اشارہ بال عورت حاصل دوہا اس نایکانے طالب کیطرف دیکہہ درمیان مانگ کے آنگلی رکہی اور دوپٹہ لاجوردی سے اپنی پیشانی کو چہپایا یعنی باشارہ وعدہ مواصلت نصف شب وقت غروب ماہ کا کیا مانگ پر آنگلی رکہنا مراد نصف شب سے ہے اور پیشانی چہپانے سے مراد غروب ماہتاب سے ؛

107 مدہ ہا و دوہا

۱۰۸ رُوپ گرب جوبن گرب مدن گرب کی جور
بال درگن مین مدبھرین آوت چلین ہلور
روپ گرب غرورِ حُسن جوبن گرب غرورِ جوانی مدگرب غرورِ شہوت جور طاقت بال عورت درگن آنکھوں مین مدبھرین نشہ و غرور بھری ہُوئی ہلور موج حاصل دوہا غرورِ حسن و غرورِ جوانی و قوت شہوانی کے زور سے اس نایکا کی آنکھوں مین نشہ کی ہلور چلی آتی ہے ؛

سنو بھاو داہرن

۱۰۹ ایک سکھین کرلی چھرین ہنت چکورن دہائے
ایک بھنور کی بھیر کون مارت چھور ڈولائے
اس نایکا ماہ چہرہ کنول چشم کے گرد ہجوم چکوروز نبور سیاہ کا دیکھکر ایک سکھی چھڑی سے چکوروں کو اور دوسری چنور سے بھنوروں کو مار مار کر بھگاتی ہے مراد زیادہ خوبصورتی نایکا سے ہے کہ جسکے چہرہ کو چکوروں نے ماہ کامل اور جسکی آنکھ و بوے خوش کو بھنوروں نے کنول بہ یقین سمجھا ؛

۱۱۰ کانت اوداہرن

مکر بملتا لہی کہی کنول مردلتا باس
تو تو آنن کی ملن کی سبرن اکھی آس
مکر آئینہ بملتا صفائی مردلتا نزاکت باس خوشبو سبرن طلا آنن چہرہ حاصل دوہا اے نایکا تیری چہرہ مخزن خوبی سے آئینہ نے

صفائی پانی اور گل کنول نزاکت و خوشبو کے بیان مین رطب اللسان ہے اور طلا کو آرزو سے ملازمت ہے ؀

111 دیپت اوداہرن

چند چہان بدرہ لکھہ رچی تن چپلا سو تہسان ؀

تا پر اوپ دہری کہری تو تو پوجے آن

چند چہان خلاصہ نور ماہ بدرہ خالق تن جسم چپلا برق اوپ آب و تاب

حاصل دوہا اے نازنین خالق نے خلاصۂ نور ماہ لیکر تیرا چہرہ اور خلاصہ برق لیکر تیرا تمام جسم بنایا اور آب و تاب مزید سے بران بخشی اسطرح سے تو آراستہ ہوکر خلق ہوئی ہے ؀

112 دہیرت اوداہرن دوہا

دیپ تماری نیہ کو برت رہت ہیئہ ماہہ

بات جہون کے دس کی سہی بجہت کیہون ناہہ

دیپ چراغ نیہ محبت ہئیہ دل بات ہوا جہون دس چارسو

حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ چراغ تمہاری محبت کا ہردم میرے خانۂ دل مین روشن رہتا ہے اور ہر چارسو کی ہوا کا گزند اگرچہ اوسکو پہونچتا ہے مگر وہ کسی طرح سے خاموش نہین ہوتا ہے ؀

113 اتہہ ساتوک بہاؤ

پیئہ ملک تہک آدہ برن کہہ پاک سو بید تین چہائے

ہوئے بیرن کنپت گری تیہ آنسو آدہ ہراسے ؀

پیہ تک شوہر کو دیکہکر تہک بحالت سکتہ ادہ برن سخن ناتام پلک
فرط خوشی سوید غرق بیرن رنگ فق کنپت گری لرزان گری
تیہ عورت انسواد بہرای اشک روان ہوے حاصل دوہا نایکا
بعد مدت شوہر کو دیکہکر فرط خوشی سے بحالت سکتہ ہوئی سخن ناتام رہا جسم
عرق مین غرق ہوا رنگ فق لرزان زمین پر گری اور سیل اشک آنکہون
سے روان ہوا ॥

سنگار رس اوداہرن

114

موہن مورت لال کی کامن دیکہہ سو بہائے
ریجہہ چکی موہی جکی تہکی رہی ٹک لائے

موہن فریبندہ مورت صورت لال شوہر کامن نازنین ریجہہ
عاشق ہوی چکی آسودہ ہوی موہی فریفتہ ہوی جکی متحیر تہکی درماندہ
ہوی رہی ٹک لای محو تماشا رہی حاصل دوہا فریبندہ
صورت شوہر کی نایکا نظر محبت سے دیکہہ کر عاشق ہوئی آسودہ ہوئی فریفتہ
ہوئی بحالت سکتہ درماندہ ہوکر محو تماشا رہی ॥

سنجوگ سنگار اوداہرن

115

کی رت سکہہ بپریت جیون رچی پریا اوریت
راو نوپرن بین بہی ایک رسنان کی ہیت

کی لیکر رت سکہہ بپریت مباشرت برعکس رچی خوش ہوئی پہر یا مطلوبہ
میت طالب راو آواز نوپرن زنگولہ بین بہی خوش آواز

رسنان زبان حاصل دوہا طالب ومطلوبہ دونوجیسی مباشرت
برعکس سے باہم خوش ہوئے اوسیطرح زنگولہ بلا زبان ایسے خوش آواز
ہوئے کہ خوبی زبان کو جیت لیا یعنی زبان نے خاموشی اختیار کی ؟

اتھہ بیوگ مدہ سرتا نراگ

۱۱۵
جاہ بات سن کی ہہی تن من کی گت آن
تاکہہ دکھائین کامنی کیون بدہ ہین پران
تن جسم من دل گت حالت کامنی زن حسین پران جان
حاصل دوہا قول نایک کا سکھی سے کہ جس حسین کا ذکر سنکر میرے
جسم ودل کی حالت غیر ہوگئی اوسکی مواصلت مین کیونکر میری جان جسم
مین رہے گی ؟

۱۱۶
پوربانراگ مین درشٹانراگ

ہین منکیا ٹہنہ متھہ ڈیٹھہ رہی کوٹن ڈار
سو من ماکھن لگی گئی دیہہ دہی کون ڈار
ہین سینہ منکیا مٹکی ماٹہہ مین متھہ متھہ کر ڈیٹھہ نظر رہی
نام آلہ چوبی ماکھن مکھن حاصل دوہا قول نایک کا نایکا کی
سکھی سے کہ یہہ نایکا نظر کی آری میرے سینہ کی مٹکی مین ڈالکر مکھن دلکو
نکال لیگئی اور یہی جسم کو چھوڑ گئی ؟

۱۱۸
کرمان اودا ہر

رپیہ درگ ارن چتی بہی یہہ تیہ نکہہ کت آتے
کمل ارنیا لکہہ منھوں سس دُت گہتی بناتے

درگ آنکہہ ارن سرخ ارنتا سرخی سس ماہتاب دت چمک
حاصل دوہا طالب کی آنکہہ سرخ دیکہکر مطلوبہ کے چہرہ کی حالت تغیر ہوگئی گویا سرخی گل نیلوفر سرخ کو دیکہکر ضیا ماہ گہٹ گئی گل نیلوفر سرخ مراد از چشم طالب و ماہتاب مراد از چہرہ مطلوبہ ظاہر ہے کہ گل نیلوفر سرخ وقت طلوع آفتاب شگفتہ ہوتا ہے اور بحالت شگفتگی سرخی گل مذکور نمود ہوتی ہے اور طلوع آفتاب مین روشنی ماہ زایل ہوجاتی ہے:

۱۱۹ دان اپاے دوہا

پٹہئی ہین نج گون کنہہ لال مالتی پہول
رہسہ لہہ توہیئہ کمل تین کڈہی مان ال تول

نج خود گون مکلاوہ مالتی پہول گل چنبیلی ہیہہ دل مان ملال وغرور ال اے سکہی تول ہینہہ حاصل دوہا تو اے سکہی کا نایکا سے کہ تیرے شوہر نے جو بتقریب مکلاوہ گلہاے چنبیلی بہیجے اوسکو ہین کہ تیرے دل کنول مین جو ہینہہ ملال تہی وہ نکل گئی گل کنول کے اندر خاک مثل ہینہہ ہنجار ہوتی ہے

۱۲۰ بہید اپاے دوہا

ڈوس اگن کی آنچ سھون تون جن جاری ناہنہہ
تہنہہ ترور دہیت تہن رہیت جاکی چہانہہ

روس غصہ اگن آتش نا نہہ شوہر تر و درخت دہیت جلاتی
حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ تو آتش غصہ سے اپنے شوہر کو
مت جلا کیونکہ جس درخت کے سایہ مین رہتے ہین اوسکو جلاتی نہین *

پرسنگ ہنس اپاے دوہا

۱۲۱ کہت پران جو رین کون تپوت ہین کر مان
تی سب چکی ہووینہ گی اگلے جنم ندان *

پران کتب تاریخ رین رات تپوت ہین جلاتی ہین کر مان کرکے
ستم وغرور چکی سرخاب اگلی جنم ولادت آیندہ ندان ضرور حاصل دوہا
قول ہنس کا سکھی نایکا سے کہ کتب پارینہ مین لکھا ہے کہ جو عورات بوقت شب
اپنے طالب باظہار ملال وغرور آتش فراق وحسرت مین جلاتی ہین وہ سب
باعتبار تناسخ ولادت آیندہ مین سرخاب ہونگے کہ تمام شب سرخاب آتش
فراق مین جلتی رہتی ہے *

پھر یاس ہیوگ

۱۲۲
سیو اسنا دن کو گئی برہن پہپ منگاے *

پرست پہپ بہشم بہی تب شیو دی چڑہاے

سوا پاربتی مناون پرستش برہن مہجورہ پہپ گل پرست
چھونے سے بہسم خاکستر شیو مہادیو حاصل دوہا یہہ نایکا
مہجور نزدیک پاربتی کے مراد مانگنے اور پہول چڑہانے کو گئی چنانچہ جسوقت
اوس نے پہول چہوے تو بوجہ سوزش فراق گرمی ہاتھ سے وہ پہول

خاکستر ہوگئے لہذا وہ خاکستر مہادیو کو چڑہائی کہ مہا دیو جسم مین خاکستر کرنا یوگ

دوہا

123 سکہہ لیں سنگ جنہہ تج گئی پیہ تم رہیا کاج

سو پران دکہہ پائے کی چلیو چہت ہی آج

سکہہ آسایش تج گئی چہوڑ گئی رہیا حفاظت پران جان حاصل دوہا
قول نایکا کا سکھی سے کہ جملہ اثاث آسایش شوہر میرا سفر مین اپنے ہمراہ لے گیا
فقط جان کو براد حفاظت قالب میرے پاس چہوڑ گیا تہا اب آج وہ بہی صدام
فراق سے رخصت ہونا چاہتی ہے

124 سندیس دوہا

پکڑ بانہہ جن کر دیئے برہ سترو کے ساتہہ

کہیو ری وا نٹہر سون ایسی گہدت ہاتہہ

برہ ہجر سترو دشمن نٹہر بے رحم حاصل دوہا قول نایکا مہجور کا
سکھی سے کہ شوہر بے رحم سے یہہ کہدینا تو نے میرا بازو پکڑ کر حوالہ ہجر دشمن
کے کیا ایسا بہی کوئی دستگیری کرتا ہے جیسی تو نے میری کی

125 پاتی دوہا

بتہا کتہا لکہہ انت کی انپین انپین پیہہ

پاتی ہے ہین آو رسب ہون دیہون یہہ

بتہا کتہا حکایت رنج و غم انت انجام پاتی خط جیہہ جان حاصل دوہا

قول نایکا مہجور کا سکھی قاصد سے کہ ہر ایک تجھکو حکایت رنج و غم فراق کا خط لکھہ لکھہ کر بنام طالبان خود دیگی اور مین بعوض خط اپنی جان دونگی ؎

دیگر نایکا برنن بزبان ریختہ

در وزن رباعی بستہ کہ

این دو رباعی ازانست

سکیا

اوروں کے حیا دوست ہی وہ مایۂ ناز
اسطرح سے ہی اوسکے سخن کا انداز
خامی کی زبان سون جیون نکلے ہیں حرف
پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

بشر بدہ بشود ہا

آتے ہین اگرچہ وقت ایام شباب
پر کچھہ اسکا چھٹا ہے اب خوف و حجاب
تدبیر کئی رہی ہے یون نایک پاس
جیون آگ مین زور سے دل کے سیماب

نعت

نور اللہ تین اول نور محمد کو پر گٹو شبہہ آئے
یا چہین بہی تہون توک جہان لگ او سب شئ جود کہائے
آد دلیل شواخت کی کہی رسلین جو بات یہی من بائے
تب لگ نہ پاوی الا کون کیہون جو لون محمد مین نہ سمائے
نور الٰہی سے اول نور محمد ظاہر ہوا اس بعد ہر سہ عالم و تمامی محسوسات

پیدا ہوسے بس جو دلیل ابتدا ہے وہی انتہا میں یقین ہوتی ہے رسلین
کہتے ہیں کہ تا وقتیکہ عشق محمد دلمین نہوگا کوئی شخص اللہ کو پا نہیں سکتا ہے

کبت در منقبت

پیر تیہو کون نہ چینہو اِن من میری ایک چین بیدا اور پیران کو کیونہ چیت چاو رہی
تیج دُوا رایس کو تو آیو سیس مانس کو بیٹہی کی کاج سلاج کہوے باوری
ایسو ہی نداں جاہ آج لو نہ آیو گیان کیہون نہ تجی اجان اَنیو سہاوری
بہر لیو آپراوہ تیج ذرت نزل آدہ شاہ مردان جو بہروسی ایک [illegible]
پیر ہوتا ورنہ چینہو نہ پہچانا ان من میری اس [illegible] نے
ایک چین ایک ساعت بیدکتب ساوی پیران کتب تاریخ [illegible] کیا نہین
چیت چاو دل سے آرزو تیج چہوڑکر دو آر دو [illegible] ایس خدا
تو آیو سیس سجدہ کیا مانس کو انسان [illegible] با وہی دیوانہ نادان
نادان بہر لیہ اپراوہ پیراز گناہ تل [illegible] وہ بمقدار نیم گنبد حاصل کیت
اسے دل تونے اللہ کو نہ پہچانا اور کتب ساوی و مذہبی کیطرف میلان نہ کیا
بلکہ دروازۂ خدا کو چہوڑکر دروازۂ انسان پر سر جہکایا اور بند شکم مین گرفتار
ہوکر بے حیا و بے غیرت ہوگیا با این ہمہ حال تاحال اپنی عادت کو اے نادان
نہیں چہوڑتا اور باوجود سرزد ہونے بڑے بڑے گناہوں کے بمقدار
نیم گنبد بہی نہیں ڈرتا اور ہوش میں نہیں آتا بہرحال یا شاہ مردان ایک
آپکا بہروسا ہے

بشر بارہ بنود ہا کبت

اُدچکِ بین آئی بَال نَینَن نِہَارِ لَال بَیٹھہ گئی تَنیہ کَاں آپ کو چھپائے کے
چَنچَل چِتوَن چِت چُھپین ہر رسلین کون کرکری کیلِ بھون مُرجھائی کے
تاہی سے پیّہ پاس آڈ آڈ سکھین کی آوِن تیہ کی رہی ہے چھپ جھائی کے
بادِیکِ چِتوَن چُوٹ کی دُرَت پھر اوٹ اوٹ مرگ اوٹ پوٹ بین کھوج جائی کے
اوچک ناگاہ بال عورت نہار دیکہہ لال شوہر کرکری سخت کیل
آنکہ آنی بھون ابرو سے مرجھائی کے پژمردہ کرکے بادِیک مژہ کاری
درخت پوشیدہ اوٹ اوٹ پس پردہ لوٹ پوٹ مضطربان کھوج
سراغ اصل کبت اس نایکانے ناگاہ آکر اپنے تیر نگاہ سے طالب کو
مجروح کیا اگرچہ از حیا سے بزمرۂ عورات آپکو چھپا کر پوشیدہ بیٹھہ گئی اسے رسلین
اول تو تیر نگاہ ہی جگر پر پڑا دوم سختی خار ہائے ابرو نے حالت بیخودی طالب پر
طاری کی مثال اسکی اسطرح پر خوشنما ہے کہ جیسے شکاری شکار پر حربہ کاری کرکے
اول پوشیدہ ہوجاتا ہے اور پوشیدہ پوشیدہ جہاں وہ شکار بسمل ہوتا ہے
سراغ رسان پہونچتا ہے ایسے ہی یہ معشوقہ حسب خواہ شکار مار کر پس پردہ
دیگر عورات پوشیدہ ہوگئی ہے ؂

تُرنای اگم ریت برنیو کبت

آوتِ بسنت تُرنای تُرتُری کی بات گات آتُرنای دُور بنیت ہی
بِلسَت چمن مَن سنبھل اُر وج ٹوٹ ہنسَت ہنوجیت راکھیہ رس ریت ہی

گھور رو گنٹھہ بہاس باس انگ کی سُباس پریم پر کاش کیت پران چیت ہی
ریت بیس گی تین نہ بھاوین رسلین ڈ ڈو جوبن کی پیت سوی جوبن کی تر
بسنت نام فصل بہار ترناہی جوانی تر درخت ترنی نوجوان عورت پات برگ
گات جسم ارناہی سرخی دورت دوان پینیت پاک بکست
شگفتہ سمن گل من دل سہیل پھ بار ارو ج پستان
بھنوت بلاگردان بھنور زنبور سیاہ چیت دل رس عصارہ
پریت محبت گھور و دیکھو گنٹھہ گرہ بہاش ظہور باس
خوشبو انگ جسم سباس خوشبو پریم پر کاش ظاہر ہو
لیت لیتی پران چیت جان و ہوش رت فصل بیس [illegible] صفت
خنگل جوبن نوجوانی ریت طریق حاصل کبت [illegible]
آمد فصل بہار صحرا اور عنفوان شباب محبوبہ دلربا مشابہ [illegible] ہے یعنی زمانہ بہار
مین اشجار پر برگ و بار اور عورت کی جوانی میں [illegible]ت حسن و خوبی پستان
نمودار وہان صحرا مین شگفتگی غنچہ گل یہان [illegible] کی شگفتگی شگوفہ دل وہان
زنبور سیاہ سرگردان یہان دلہائے مردم قربان وہان جوش مستی یہان
محبت کی چیرہ دستی وہان عقود شاخہائے اشجار مین خوشبو یہان جوش جوانی
سے جسم محبوبہ مشکبو وہان بہار آرایندہ گلہا یہان خوبی جوانی فریبندہ دلہا
لیکن وہان خزان آتی اور یہان جوانی جاتی پر دونون خوشنما نہین ٭

مہ سیاد سیار ادبیلکبت

راتِ کو بیتی جیسون پرات آئی سیلین تہہ کال ربولی لال سکچات لکھ پیاری گون

نین جھکھیل دیو سہو تو دیکھیے شکلہ کو کسم تارِ رین پرہ ہماری گون

تب آدن کنیہین گھات نین میری ہین پرات کیسی کہ پھیرون تو لکھ جیاری گون

بام کہیو جانی ہم اندرانی تہین سو اب چند ربان ہہی ہون دگیندن تہاری گون

پرات صبح کال وقت نین سنکھہ چارچشم کوک سرخاب کہ تمام شب نرو مادہ مین ہمیشہ جدائی رہتی ہے اور تمام روز وصال رین رات ہجر اندرانی نام زوجہ راجہ اندر حاصل کبت اس نائکا کا ... اب بسبب ... جاند زن انباغ بسر کرکے علی الصباح اسکے پاس آیا ہے اوسکو شہر ... طالب ... ہوئے دیکھکر کہتی ہے کہ اگرچہ رات مجھکو مثل سرخاب بحالت ہجر کی گذری مگر اب ... نہین تو لطف چارچشمی کا حاصل ہوا افسوس کہ رات کو زنان انباغ نے میرے ... ہاتھ گھات کی اور اب صبح کو آپکی آنکھین زیادہ آمادہ گھات ہین کہ سامنے ... ہین ہوتین کسطرح سے آپکے چہرہ کو دیکھون پس معلوم ہوا کہ تا حال چہرہ میرا مثل اندرانی کے تھا کہ تمہاری آنکھین مثل اندر کے ہر وقت اوسکو بہ تمنا دیکھا کرتی تہین اور اب شاید مثل ماہ ہوگیا کہ آپ کی چشم کنول جسکے مقابلہ مین مثل غنچہ بستہ کے ہوئی جاتی ہین ؎

رت دوتی منایو مانی کوتا کو کبت

بدن تی چند تہان راہ بار دیکھت نین مرگ پلو اد ہر تہان آہی

آسا کیر ڈگ سلین دانت داڑھی تین سو گری پوروم راجی پنگی سراہی

کٹ سنگھ گج گت ہین تین پنکھی باتین یہہ بات آن ہین آو گاہی
اپتی سب ستر تو تن آی متر بہی تو کون بنج متر سنگ ستر نانہ چاہی
بدن چہرہ چندماہتاب راہ راس بار موئے مرگ آہو پلو برگ
ادہر لب ناسا بینی کیر طوطا دہگ نزدیک داڑہی انار گریچہ
گردن پہ وم راحی سیلے موی نرم شکم پنکھی بادہ بار کٹ کمر سنگھ
شیر ویونہ گج فیل گت چال ستر دشمن متر دوست حاصل کبت
اس نا کامل کو مصاحبہ ولالہ سمجہاتی ہے کہ تیرے چہرہ ماہ کے نزدیک
موئے سر مثل ستارہ راس کے کہ جو دشمن ماہ ہے موجود ہین اور چشم آہو
کے نزدیک برگ لب کہ جو خورش آہو ہے موجود ہین اور بینی طوطی صفت
کے مقابلہ مین دندان جو مثل انار وخورش طوطے ہین موجود ہین اور موئے نرم
شکم کہ جو مثل مار ہین اوسکے مقابلہ مین گلو طاوس صفت کہ جو دشمن مار ہے
موجود ہے اور روش مستانہ مثل فیل کے قریب کمر کہ جو دشمن فیل ہے
موجود ہے پس جس حالت مین کہ یہہ تمام دشمن یک تیرے جسم مین فراہم ہوکر
باہم دوست ہوگئے تجھکو تیری دوستی سے دشمنی کرنا نامناسب ہے یہہ
خشک مزاجی اپنے دیگر زنان اتباع کے دلمین ڈالدے ؎

بدمعنی سرورت

سانت رس کبت

تیری منو رتھہ کو ہوت ہی سین لوک تو نہین چھوٹی اکاش کرت نکہت ادوت ہے
تو نہین چاردو تو تسیل تر دہین سنچہی ہوت تو نہین ہوں سکہہ بوجھی کوت اور اکہت

تو نہیں بن ناری بہرتا کی ہن سکین ہوت تو نہیں ہوی کی ستری آین تین لوک ہے
جاگ برین جہو نہو جیون میں لوک ہوت تو نہیں آتما سجاری لوک جتا کو ہوت ہے
منور تہہ مطلب و ارادہ سیین اشارہ لوک دنیا اکاش آسمان نکہت
ستارہ اودت روشنی چار و تتوا اربعہ عناصر سیل کوہ تر
درخت پس چرند پنچھی پرند میگہہ ابر سیاہ بوجی دیتا ہے کوت
بعد حساب اکوت بے حساب بن ناری عورت ہوکر بہرتا شوہر سکین
محو ستر دشمن آتما جلوہ حق لوک دنیا حاصل کبت اس کبت مین
[illegible] لین توحید بیان کرتے ہین کہ تیرے ارادہ کے اشارہ سے دنیا ہوتی ہے
اور [illegible] تو ہی آسمان ہوکر ستارگان کو روشن کرتا ہے اور تو ہی اربعہ عناصر
و کوہ و [illegible] و چرند و پرند ہوتا ہے اور تو ہی ابر سیاہ ہوکر باران بحد
حساب و بے حساب [illegible] دیتا ہے اور تو ہی پیرایہ عورت مین مرد کا راحت رسان
ہے اور تو ہی انجام [illegible] غالب فنا دشمن جان پس حالت بیداری مین جیسی
حالت خواب نزدیک عوام [illegible] نا معتبر ہے ویسے ہی اوسکی شان جاننے والون
کے نزدیک یہہ دنیا خواب و خیال ہے

نرت برنن کبت

بسن بنائی لٹ آنن پی لٹکائی کا جر لگائی سجکے سپان تکہہ کہائی کی
تال جہنکائی بین مردنگ ملائی نتکار گون بلائی سب سنگت آجائی کی
ہاتہن او ٹہائی کٹ گریو لچکائی دوا او بہو نہین نچائی اب بین بہکائی کی
نیور سجائی جب بہائی سون ہرت پائی لاگت ہی گت آئی تیری کپت دہائی کی

بسن بارچہ آنن چہرہ چکھہ آنکھہ بین و مردنگ نام ساز شنکار
سازندہ اچاپی آراستہ کٹ کمر گریو گردن لچکاپی خم کرکے نین
آنکھہ نیور زنگولہ پگ قدم حاصل کبت اس کبت مین رسلین
رقص کا بیان کرتے ہین کہ وہ نازنین جب بارچہ رقص زیب بدن کرکے
اور لٹ بالون کو چہرہ پر لٹکا کر کاجل لگا کر پان کہا کر تال جہنکا کر بین مردنگ
ملا کر سازندگان کو بلا کر رقص کرتی ہے اور ہاتہون کو اوٹہا کر کمر اور گردن
کو لچکا کر عشوہ و غمزہ سے زنگولہ بجا کر قدم کو باندازِ زمین پر رکہتی ہے
اوسوقت گت خود دوڑ کر اوسکے قدمون پر آکر گرتی ہے ۞

سید برکت اللہ قدس سرہ وے از کملاے فقہا ہست گاہے میل
بہ شعر ہندی می نمود و معنی عرفان را بزبان ہند ادا می فرمود پیم پرکاس
نام رسالہ دارد مشتمل بر دوہا و کبت و بشنپد و ڈہرپد وغیرہ [illegible]رم دم
دا پرست پیمی تخلص می کرد قدرے از اشعارش ثبت می شود ۞

دوہا

چکہہ جوگی کنٹہا گرین ارن سیام اور سیت
آنسو بوند سمرن لیین درسن بہچہا ہیت

چکہہ جوگی چشم جوگی کنٹہا گرین گنٹہہ در گلو ارن سرخ سیام سیاہ
سیت سفید آنسو بوند قطرات اشک سمرن عصہ چہارم تسبیح درسن بہچہا
خیرات دیدار ہیت واسطے حاصل دوہا چشم مرتاض گنٹہہ دانہ ہاے
سرخ و سیاہ و سفید کا گلے مین پہنے ہوئے اور قطرات اشک کی تسبیح
لئے ہوئے خیرات دیدار کے خواستگار ہین ۞

دوہا

پیمی ہندو ترک مین ہر رنگ رہیو سمائے

دیول اور مسیت مین دیپ ایک ہین بہائی

پیمی نام شاعر ہندو ہنود ترک اہل اسلام ہر رنگ جلوۂ حق دیول بتخانہ مسیت مسجد حاصل دوہا اسے پیمی ہندو مسلمان دونون مین جلوۂ حق موجود ہے جیسا کہ چراغ ہاے بتخانہ و مسجد دونون جگہہ مین ایک ہی جلوہ ہے

دوہا

انٹیا تن کی اُلجھی من پیڑوا ہیو سُور

[illegible] رہہاوی گرگیان سون بٹی پیم کی ڈور

انٹیا کلادہ تن [illegible] اُلجھی اولجہا ہوا پیڑوا پیڑہ گیان معرفت پیم محبت حاصل دوہا کلادہ ایسے جسم ابتر و اولجھے ہوئے کے سلجھانے کو دل میرا پیڑہ ہوا ہے پس سلجہاتا ہے دست معرفت سے اور بناتا ہے ڈور محبت کو

دوہا

من پنچھی تن پنجرا آپا نپ بہرو آمول

پیارہ دو پورو کر دیو تو ہین تہین بول

من دل پنچھی پرندہ تن جسم پنجرا قفس پاشپ بہرو پرواز خوبی

اصول بلاقیمت حاصل دوہا اے پیارے [illegible] اس قفس جسم بیش قیمت پر از خوبی
مین تیرے پیارے یعنی مالک نے جملہ سامان آسایش مہیا کر دیا ہے پس تو بہی بہ جمعیت
دل ہر وقت ہمہ اوست ہمہ اوست کی آواز کر ؀

دوہا

ہم دیپک تم ہو پتنگ اجگت کہی سناے
بن دیکھی نہین رہ سکھون دیکھین ہو نجاے

دیپک چراغ پتنگ پروانہ اجگت مثال ناموزون حاصل دوہا
تم چراغ ہو اور مین پروانہ اگرچہ یہہ مثال ناموزون ہے مگر حاصل مدعا یہہ
ہے کہ مین مثل پروانہ بلا دیدار ضبط نہین کر سکتا اور بر وقت دیدار [illegible]نہین
رہ سکتا ؀

دوہا

ہون چکئی وا سندہ کی جہان نہ سورج چند
رات دیوس نہین ہوت ہی نا دکہنا نہہ انند

چکی مادہ سرخاب سندہ دریاے شور سورج چند آفتاب ماہتاب رات دیوس
شب و روز دکہہ رنج انند خوشی حاصل دوہا سرخاب دریا کے
کنارہ پر رہتا ہے اور شب کو درمیان نر و مادہ رنج جدائی ہوتا ہے اور دن کو
خوشی وصال سید برکت اللہ فرماتے ہین کہ ہم چکی یعنی سرخاب اوس دریا کے
قدم کے ہین کہ جہان چاند سورج رات دن رنج و خوشی کچہہ نہین ہے ؀

دوہا

۶ من پارا تن کی کھرلی گئی سیاہی رس ہوئے

برہمہ اگن سون پھونک دی نرمل کندن ہوئے

من دل پارا سیماب تن جسم کھرلی کھرل گیان معرفت دھیان

مراقبہ رس شیرہ موی ملاکر برہمہ اگن حق بینی نرمل

خالص حاصل دوہا کیمیاگر نقرہ وطلا بناتے ہین اور نسخہ کو نہایت پوشیدہ

رکھکر جان سے زیادہ عزیز جانتے ہین سید برکت اللہ نسخہ طیاری کندن کو

جو طلا سے بیش قیمت ہے علانیہ بنظر فیض عام بیان کرتے ہین کہ دل سیماب کو

بوتہ جسم مین بعصارۂ معرفت و مراقبہ تر کرکے آتش ہمہ اوست سے آنچ دو

خالص کندن بنجایگا

۶ جہان پریت تہان برہ ہی جہان سکھہ دُکھہ کر دیکھہ

جہان پھول تہان کانٹ ہی جہان درب تہان سیکھہ

پریت محبت برہ مفارقت درب دولت سیکھہ مارسیاہ حاصل دوہا

جہان محبت ہے وہان مفارقت ہے اور جہان خوشی ہے وہان رنج ہے جہان

گل ہے وہان خار ہے جہان دولت ہے وہان مار ہے ٭

دوہا

۶ جم جن پورا ہوی تون دورت گہیرت آن ٭

ہم تو تب ہین دی جکی پیران ناتھہ کو پران ٭

جم ملک الموت جن مت پورا دیوانہ پیران ناتھہ جان آفرین

حاصل دوہا اے ملک الموت تو دیوانہ مت ہو کہ دوڑ دوڑ کر مجھکو آ کر گھیرتا ہے
ہم تو اول ہی جان آفرین کو جان دے چکے ہین ﴿

دوہا

ہم کِسان ہِت کھیت کِی بووین دہیان کی دہان
لونین گیان کی ہاتھ سون ہووی درس کھلہان

کسان کاشتکار ہت کھیت کشت محبت دہیان مراقبہ لونین دروکرین گیان معرفت درس دیدار کھلہان خرمن حاصل دوہا
ہم کشت محبت کے کاشتکار ہین اور خیالی مراقبہ کی تخم ریزی کرتے ہین اور
دست معرفت سے درو کشت کرتے ہین اور خرمن دیدار فراہم کرتے ہین ﴿

دوہا

نی ریت یا پیت کی پہلین سب سکھ دیہہ
پاچہین دکھ کی جیل مین ڈالکی تن کیہہ

نئی ریت نیا طور پیت محبت سکھ خوشی دکھ رنج جیل قید تن جسم کیہہ خاکستر حاصل دوہا اس محبت کا طریق نیا ہے کہ اول
سب طرح کی خوشی دیتی ہے اور پھر قید خانہ رنج مین ڈالکر جسم کو خاکستر کر دیتی ہے

دوہا

سن بینتہو اکیس سون ڈہونڈہو کیو بار
بہولو کاری رین کو تاکو کہا بچار

من دل بیلہ ہوا اولجھا کیس موے سرکاری رین شب تاریک حاصل
دوہا دل اوسکے بالون مین اولجھ رہا ہر چند کہ چند مرتبہ ڈہونڈھا
مگر نہ ملا پس جو شب تاریک مین بہولا ہوا اوسکا کیا ٹھکانا ہے ۞

دوہا 13

بہت کیینھون سکھ جان کی پڑی دکھن کی بھیر
کیا کیجے سن ہوی گی کڑوا کرڈ متین پھیر

دوہا 14

یومنون بالغیب کون آنکھ موند من بیل
سیکھ گرسون یہ جگت آنکھ مچوا کھیل
یومنون بالغیب یقین لاتے ہین ساتھ غیب کے گرو پیر مرشد حاصل دوہا
یقین لاتے ہین ساتھ غیب کے اور آنکھ کو بند کرکے دل اوسمین لگاتے ہین
مرشد سے اسطرح کا کھیل آنکھ مچیا سیکھو ۞

دوہا 15

سیکا ہم ہو ساہنچ سو سر نہ آوی کوی
پریم جوت وا بدن پر جگمگ جگمگ ہوی
پریم جوت نور الٰہی بدن چہرہ جگمگ تجلی حاصل دوہا
جو صدق دل سے سر پیشانی کو اوسکی جناب مین جھکاتے ہین نور الٰہی اوسکے

چہرہ پر چمکتا ہے

دوہا

تو نہیں تو نہیں جو چھوٹے ہو نہیں ہو نہیں ہوئے
جہار بجھاوی کامری رہی اکیلا سوئے

تو نہیں تو نہیں انت الحق ہو نہیں ہو نہیں انا الحق کامری کمل حاصل دوہا جسوقت مرتبہ انت الحق سے گذر کر مرتبہ انا الحق حاصل ہوا اوسوقت کمل جھٹک کر بچھاوے اور تنہا سو رہے یعنی فنا فی اللہ ہو جاوے

دوہا

رکت پان پکوان تن ہیو رسوین سار
بیٹھی برہا راوری سدا کرت جیو نار

رکت خون پان آب پکوان اقسام طعام تن جسم ہیو دل رسوین سار مطبخ برہا ہجر راوری راجہ سدا ہمیشہ جیو نار تناول حاصل دوہا مہاراجہ ہجر مطبخ دل میں بیٹھ کر ہمیشہ بعوض پانی کے خون اور بعوض اقسام طعام کے جسم کو تناول فرماتے ہیں

دوہا

میا موہ من میں بھری پیم پنتھ کو جائے
چلی بلائے جگ کون توسی جو ہی کسائے

میا موہ مامی و منی و طمع دنیا پیم پنتھ راہ محبت حاصل دوہا

محبت دنیا و دولت کی دلمین بھری ہوئی ہے اور راہ خدا پر چلنا چاہتا ہے گویا ایسا ہے کہ بلی نوشے چوہے [illegible] ہے ؛

دوہا

۱۹

اَوَدھ گئی آئی نہ ہر کرپو نہ ہرچیت چاؤ ؛
بِرہا تُو آنند ہی مُوسَل ڈھول بجاؤ ؛

اودھ وعدہ وصل ہم تعداد عمر ہر مطلوب و نام خدا کرپو نہ کیا نہیں ہرچیت چاؤ برامر خواستہ دل برہا فراق انند خوشی حاصل دوہا عمر گذر گئی اور محبوب نہ ملا کہ اوسکے ساتھ عیش و آرام کرتے اے ہجر تجھکو مژدہ ہے کہ بخوشی موسل یعنی چوب کلان و دبیز سے خوب ڈھول کو اب بجاؤ ؛ میر عبدالواحد ذوقی [illegible] امی صاحب شکرستان خیال در وصف انواع شیرین درین رسالہ طوطی ناطقہ اش [illegible] ریزی کردہ و اشعار ہندی را بزبان شیرین ادا نمودہ از انجاست ؛

دوہا

برنوں واحد کون بدھ کُنن کی دت جوت
رین اماوس جاہ لکھ پورن ماشی ہوت

برنوں بیان کروں واحد نام شاعر یعنی ای واحد کون بدہ کسطرح گُنن عورات دت چمک جوت روشنی رین اماوس شب تاریک جاہ لکھ جسکو دیکھ کر پورن ماشی شب ماہتاب ہوت ہوتی ہے حاصل دوہا واحد شاعر بیان کرتا ہے کہ مین عورات کی چمک اور روشنی

کا کیا بیان کرون کہ جسکو دیکھکر شب تاریک شب روشن ہو جاتی ہے ؛

دوہا

کئی بار پہر پہر کی رسنان پہر پہر کہات

پہر پہر نیکی لگت ہی پہر پہرنے کی بات

کئی بار چند مرتبہ پہر پہر کہی بار بار کہا رسنان زبان پہر پہر کہات پہر پہر اوسی کو کہتی ہے پہر پہر نیکی لگت ہی بار بار اچھی معلوم ہوتی ہے پہر پہرنے کے بات سفر سے واپس آنیکی بات حاصل دوہا مژدہ مراجعت طالب کو چند مرتبہ بار بار بیان کیا مگر زبان پہر پہر اوسی کو کہے جاتی ہے کہ مواصلت طالب کا سخن بار بار اچھا معلوم ہوتا ہے ؛

کبت

میٹھی ہی نپت ہی سبہائی بہائی نینن کی جا کی رس چاکی گو سبھی للچات ہین

پہینکی اور سبھی سب کہا ہی کی کہا کہون ہیرا کی سی جوت دیکھی پہوہت ہیں

کہانڈ کی کسیلی مدہ ات ہین بیوت سہنس رسنان کی پیاری ہی اوٹہن بلاہین

ایسی سکمار ہین ہی اولی بارون کا پی کی دیٹھ کی لکہین دیکھو ٹوتی ہو جاہین

محمد عارف بلگرامی جوان قابل صاحب فضایل بود شعر ہندی خوب

می گوید و مضامین دلنشین می آرد برخی ازان درین جریده ثبت میشود ؛

از نکهه سکهه دوها نکها چرن

۱ بال بال کی بال کو بیوری بهید نپائے

سکهه نکهه تین بالن مین کنگهی کون سمائے

بال عورت و موے سر بیوری جدا کرے بهید راز سکهه نکهه سراپا کنگهی شانه حاصل دوہا اے سکهی اس نازنین کے موے سر کو جدا تو جدا کرتی ہے واقف راز نہین ہو سکتی جب تک کہ مثل شانہ کے سینہ پر سوئین نہ آوے گی حاصل مدعا یہہ کہ جب تک شاعر محبت عورات مین دل باختہ نہو جاوے بیان سراپا ناممکن ہے

۲ بینی برنن دوہا

سمد [illegible] متہہ مین من لی جگ کرت انیت

بینی تیری سیس مدہ کرت کو بینی ریت

سمد دریا ہیو دل متہہ بلو کر مین من ماہی دل جگ دنیا انیت ظلم بینی چوٹی سیس سر مدہ درمیان کو بینی خلاف ریت طریق حاصل دوہا دریاے سینہ سے ماہی دل کو پکڑ کر دنیا مین ظلم کرتی ہے یہہ چوٹی تیری سر نے کیا نیا طریق اختیار کیا ہے ؛

۳ مانگ برنن

بیچهو ہیتو کی نان بچهو اندہ ابد بچهہ سوے

مانگ بهیکهہ جهلکت سو ہیہ آکهی کلا جو گوے

۴ لال بینڈلی جت انک لکھہ اوٹ آپان ٭
پہن ست انک منیک کی من دہوکہین لپٹان

لال سرخ بینڈلی قشقہ مدور الک زلف جت کے ساتھ لکھہ دیکھہ اپمان مثال نہین پہن کفچہ مار ست انک صد منیک مار سیاہ من مہرہ مار دہوکہین شک لپٹان لپٹے ہین حاصل دوہا پیشانی پر قشقہ مدور سرخ لگا ہوا اور گرد چہرہ زلف آویزان کی مثال بجز اسکے دوسری خیال مین نہین گذرتی کہ صد کفچہ ہاے مار سیاہ بہ شک وطمع مہرہ مار ہرجانب سے لپٹے ہوے ہین ٭

نتر برنن دوہا

لکھہ چکھہ بین بہرو بہاوام مانون لہکگب ہین
چکھہ پد دیرگھہ کرت ست لکہ دینی ہی این

ایضاً

کہنج تہکی لکھہ چپلتا کو رنگ چکی لکھہ رنگ
ہین چکی درگ بین لکھہ چہب لکھہ چہکی ترنگ

کہنج صنوہ چپلتا شوخی کو رنگ آہو مین ماہی درگ آنکھہ بین دراز ترنگ اسپ حاصل دوہا صنوہ شوخی چشم اور آہو رنگ چشم اور ماہی درازی چشم اور اسپ خوبی چشم کو دیکھکر حیران و خجل و ششدر ہین ٭

ایضاً

۷ بِن پِہلت اَنکی لکھت مَن پاوَت نہین چین
رَکِن پرکاش نِج گُن کرین بِہ جھک راس تو نین

لبن نہیں پہلت پہلا چُگن کیون نہ پرکاش ظاہر نج گن ہین
صلاحیت خود کرین بہر جہنک یا راس یعنے عقرب تو نین تیری چشم حاصل
دو رہا انکی یعنی تیری چشم کے دیکہنے سے زہر سرایت کرتا ہے اور دلکا چین
جاتا ہے تیری چشم کا طالع برج عقرب ہے پہر کیون نہ اپنا ہنر ظاہر کرین ✤

کرن برن

گُنیا کیون کہہ سکت تیہہ سمتا سیت پرکاش
جا مکہ آنن بیت کی کرت مکت ناک بین باس

گنیا اہل ہنر سمتا مثال سیت سفید پرکاش روشنی کان جنگل گوشہ
مکت مروارید مرد آزاد ناک عالم بالا یعنی باس جائے سکونت حاصل دوہا
اہل ہنر تیرے گوش کی آب و تاب اور مثال کو بیان نہین کر سکتے کہ جن کانون
مین بیٹہہ کر ریاضت کرتے ہین مروارید بہ تنا سے قیام یعنی دوسرے یہہ کہ
جس جنگل مین مرد آزاد عاقبت بخیر ہونیکے واسطے ریاضت کرتے ہین ✤

ناسا برن دوہا

۹ دیکہت ہی اینکی کمل ایک نال مین آئے
او بہت ناسا نال جیت چکہہ بِکمل کہلائے

تا سا بینی چکھہ آنکہ ب دونون حاصل ... دوہا قاعدہ ہے کہ ایک نال
مین ایک ہی کنول پیدا ہوتا ہے ... ایک کنول ہی ہے کہ جسمین دو کنول
یعنی دو آنکھہ ہین ۔

نتھہ برنن دوہا

۱۰

نتھہ کی جھولن نرکھہ لینھی من یون پائے
مکتن ڈار سو ناک مین سنگ ہنڈ وراآئے

مکتن مرواریدو مرتاض ناک عالم بالا یعنی حاصل دوہا عورت کے حلقہ
بینی کے جھولن دیکھکر دلکو یون مثال ہاتھہ آئی کہ گویا مروارید خواہ مرد انکے
مرتاض نے بینی خواہ عالم بالا مین جھولا ڈالا ہے آکر ۔

مکرن مکت برنن دوہا

۱۱

مکت بہی جب آپ تو ناک باس تو آس ۔
کان کان مین آجون تب بہت کرت نواس

مکت مروارید و مرتاض جب آپ ہر چند کہ ناک عالم بالا و بینی باس جائے
سکونت تو آس بآرزوے تو کان (جنگل) کان گوش تب بہت
تیرے واسطے نواس مسکن حاصل دوہا ہر چند کہ مروارید یا
مرتاض ہوے الائیری بینی اور عالم بالا کی تمنا رکھتے ہین اور صحرا و گوش مین
تیرے حاصل کرنے کو قیام پذیر ہین یعنی مروارید بہ تمناے قیام بینی گوش
مین اور مرتاض بہ تمناے عالم بالا صحرا مین جاگزین ہین ۔

لالری برنن دوہا

انگ نشان انگ جسم مینک اہتاب مرگ انگ نشان آہو حاصل
دوہا قرص ماہ مین نہ نشان کسیاہ ہے اور نہ نشان آہو تیرے چہرہ کی چمک
دیکہکر ماہ سوختہ ہوکر اوس نے غصہ سے خود اپنے سینہ مین داغ سیاہ دیا ہے ❊

مکہہ جوت برنن دوہا

مکہہ دیپت وا بدن کی اُپمان ہین سب ہین
جا مکہہ جوتن ہوت ہی رجنی پت دت چہین

جوتیت روشنی بدن چہرہ رجنی پت اہتاب دت چہین ناقص النور
حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ پیکر کی بے مثال ہے کہ جسکے دیکہنے
سے ماہتاب ناقص النور ہوتا ہے ❊

مکہہ باس برنن دوہا

ڈگر ڈگر تو نگر کی گنجت مدہکر پنج ❊
کینہو تو مکہہ باس نی بہون کنج بن کنج

ڈگر ڈگر راہ راہ نگر خانہ گنجت خوش آواز مدہکر زنبور سیاہ پنج جوق جوق
بہون کنج خانہ باغ بن کنج چمنستان حاصل دوہا تیرے گہر کی
راہوں پہ جوق جوق زنبور سیاہ گنجان یعنی آواز خوش کر رہے ہین اے گلشن
خوبی تیری خوشبو دہان نے تیرے گہر کو باغ و چمنستان بنا دیا ہے ❊

ٹہوڈہی برنن دوہا
تو ٹہوڈہی سو بنا چتی کیون نہ لال الچا تہد
جہہ مکہہ ٹہوڈہی ہاتہ دی کہری بال پہچانہد

ٹہوڈہی زنخدان سو بہا خوبی چہتو ... بال عورات حاصل دوہا

تیری زنخدان کی خوبی کو دیکہکر کیون نہ طالب تیرا تیری تمنا و آرزو کرے کہ جسکو دیکہکر عورات حسرت سے شرمندہ ہوتی ہین ❊

کنٹھہ برنن دوہا

ہارے لو کوٹ کپوت کو دیکہہ کنٹھہ ابہرام

گنہین لون ان بج گرین ڈاریو پٹکا سام

کوٹ کرور کپوت کبوتر کنٹھہ گردن ابہرام خوبصورت گنہین گنہگار پٹکا سیام کہ بند سیاہ حاصل دوہا گردن خوبصورت کو دیکہکر کرورون کبوتر شرمندہ ہوئے بلکہ کثرت انفعال سے مثل گنہگارون کے طوق سیاہ اپنے گلوں مین ڈالے ہوئے ہین کبوتر کی گردن طناز و ملیح ہوتی ہے شاعران ہندی نے تشبیہ اوسکی گردن محبوب سے کی ہے ❊

پیکہہ ریکہہ تو کنٹھہ کی جیہ کپوت دہر ٹیکہہ

پہانسی پہانسی بج گرین بیٹت داگر لیکہہ

پیکہہ دیکہہ ریکہہ خط تو تیری کنٹھہ گردن جیہ دل کپوت کبوتر دہر رکہکر ٹیکہہ غرور پہانسی کمند پہانسی ڈالی بج گرین اپنی گردن مین حاصل دوہا دیکہکر خط تیری گردن کے کبوتر اپنے دلمین بس خجل ہوا اور کثرت خجالت سے کمند کو اپنے گلے مین پہانسی کہ داغ ہائے گلو کبوتر سے ثابت ہے

کنٹھہ سر برنن دوہا

۲۴ سنی جھنک سر پیت ہین سو کنٹھہ کی کوک
چاتاک ہیہ دو ٹوک ہوی بہر کہوک ہی موک

سنی جھنک سنکر آواز سر پیت ہین سر لیتے ہین سو کنٹھہ خوش گلو کی کی کوک آواز چاتاک پپیہا ہیہ جگر دو ٹوک دو ٹکڑے کہوک کویل موک خاموش حاصل دوہا آواز خوش گلو سے نایکا کی سنکر پپیہا کا جگر دو ٹکرے ہوا اور کویل کثرت خجالت سے خاموش ہو گئی ؛

ناربرنن دوہا

۲۵ نار نار لکھہ کی ربین ناربن نار نوآے
ناربن ناربن ہہر کی ناربن ناری کہائے

نار عورت نار گردن ناربن عورات نار نوا سے سرفرو ہہر کی پشیمان ہو کر حاصل دوہا گردن نایکا کی خوبصورتی دیکھکر جملہ عورات سرفرو ہوئین اور ہارگئین تمام پشیمان ہو کر اور ہارین ہار کر ؛

بانہہ برنن دوہا

۲۶ پاس تلت تو بانہہ کی بیت اجگت ہیت
جیو لیت یہہ کر پرین یہہ پیتم جیہ دیت

پاس پہانسی پرین عزیزدن حاصل دوہا اے محبوبہ پہانسی کے مانند تیرے حلقہ ہر دو دست کا بیان کرنا سخن ناموزون ہے کیونکہ وہ پہانسی جان لیتی ہے اور یہہ پہانسی حلقہ آغوش کے طالب کو جان دیتی ہے ؛

کانکهه برنن دوہا

کنکھیان لکھہ ان باہنہ تر سکھیان ہین کہ چیت

سندرتا سندہ سب لہر تین پری سندہ کہنہ بیت

کنکھیان ہر دو بغل لکھہ دیکھکر اچپیت غافل سندرتا سندہ دریا آبحیات سب وہ لہر موج پیری بڑی سندہ خلا کہہ بیت کیدن حاصل دوہا تیرے دونون باہون کے نیچے دو نونبلون کی خوبصورتی کو دیکھکر سکھیان خود فراموش ہوتین کہ دونون دریاے آبحیات ہین کہ مراد ہر دو بازو سے ہے انکی موج مین فصل وخلا کسواسطے ہے ؞

پہنچا برنن دوہا

کوٹ اوپاین سون الی بلی کرین بدہ ساتھہ

پی پہنچن واکی نہین پہنچت اپمان ہاتھہ

کوٹ کرور اوپاس تدبیرون سے الی اے سکھی بلی باہنہ ایمان مثال حاصل دوہا کرور ہا تدبیرون سے اوسکی خوبی ہاتھون کی بیان ہوتی مگر اوسکے ساعد یعنی پہنچا تک ساعد مثال پہونچ نہین سکتا کہ اوسکی خوبصورتی کا بیان کرسکتے ؞

پورین برنن دوہا

بہاوت چت آوت ہین لکھہ آنگرین چہدباین

پورن پورن رس کیو ملہون گانٹہہ دی تاین

بہاوت چت خوش آئی سے دلکو اوت ہین آتا ہے دلمین لکھہ انگرین
دیکھکے انگشت چھب این مخزن خوبی پورن پورن جوڑ جوڑ
رس کیو شیرہ خوبی بہرا ہے گانٹھہ دئی گرہ دیگر مین حسن مجسم نے
حاصل دوہا اوسکے جوڑ ہاے انگشت مخزن خوبی دلکو خوش آیندہ نیز
اور مثال اوسکی دل مین یون معلوم ہوتی ہے کہ گویا حسن مجسم نے جوڑ جوڑ مین
عصارۂ خوبی بہر کر گرہ لگائی ہے ؛

۵۵ روماول برنن دوہا

مانگ انگ جو سیامتا مٹی آلی تون دیکھہ

اودر آن سو پر گہٹی روماول کی بھیکھہ

مانگ انگ مانگ مین جونشان سفید خط جو سیامتا اوسکی سیاہی اودر
شکم پر گھٹی ظاہر ہوے روماول موے نرم نرم شکم بھیکھہ صورت
حاصل دوہا موے سیاہ کے درمیان مین جو نشان مانگ سفید کا اے
سکھی تجھکو نظر آتا ہے اوسکی سیاہی معدوم ہونیکی یہہ صورت ہے کہ وہی سیاہی
بشکل موے نرم نرم کی بنکر اس نایکا کے شکم پر ظاہر ہوئی ہے تو دیکھہ لی
مراد یہہ کہ نایکا کے شکم صاف پر سیلے بسیار باریک و راست موے نرم نرم
کی بمقدار سفیدی مانگ بس خوشنما ہے ؛

ایضاً دوہا

۵۶ روماول نہہ جان تون لکہہ بیسر سکی رنگ

کچ سونچ منو تک چلیو نابہی بیر بہونگ

روماول موے نرم نرم شکم بلیسر رنگ حلقہ بینی مار طاوس گیج شوپستان
تج چھوڑ کر نابھی کہر جو سراخ ناف ہوت مار حاصل دوہا
یہہ خط موے نرم نرم کا شکم نایکا پہ نہین ہے گویا بخوف طاوس حلقہ بینی مار سیاہ
بستان یعنی مقام جاے مسکن اپنے کو چھوڑ کر رجوع بطرف سوراخ ناف ہے ۞

گیج اگر سیامتا برنن

لست بام گیج سنبھہ پر نہین سیامتا رنگ
رہیو منو بہو گون دہی سر چڑہ رہیو کلنک

لست زیبا ہے بام عورت گیج سنبھہ پستان سیامتا سیاہی
منو بہو شہوت کلنک عذاب حاصل دوہا اے سکھی سر پستان
نایکا پر کہ جو مدوربہ شکل مہادیو ہین سیاہی نہین ہے مہادیو نے جو شہوت
کو جلایا ہے وہی عذاب بصورت سیاہی تکمہ پستان پر نمودار ہے ۞

ارج سندہ برنن دوہا

آلی بہلی بدہ جان تون ارجن سندہ انوپ
ادہر امی کی چرن ہت راہ نابھہ کی کوپ

ارجن سندہ فصل درمیان ہر دو پستان انوپ عدیم النظیر ادہر لب
امی آبحیات چرن ہت جہت خورش نابھہ ناف کوپ چاہ
حاصل دوہا اے سکھی تو یہہ یقین تصور کر کہ درمیان ہر دو پستان
کے جو راہ ہے وہ عدیم النظیر ہے لیکن واسطے خورش آبحیات لب ہاے
محبوبہ کی راہ راست چاہ ناف کی تصور کر

نابھہ برنن دوہا

۳۶ نابھہ بھنو لون دیکھی روپ سندہ تو گات

سکھمان کیچی کون بدہ اوپمان بوڈی جات

نابھہ ناف بھنور گرداب لون طرح روپ سندہ دریا حسن تو گات تیرا جسم سکھمان تعریف اوپمان مثال بوڈی جات غرق ہوی جاتی ہے حاصل دوہا اے نازنین تیرے جسم کے دریاے حسن مین ناف گرداب ہے تعریف اوسکی کیونکر بیان کرون جو مثال لاتا ہون غرق ہوئی جاتی ہے

کٹ برنن دوہا

۳۷ ای ری تیری لنک تین الکھہ روپ سرسات

جاتین سب پرکاش ہی وہی نہین درسات

لنک کمر الکھہ روپ جو نظر نہ آوے سرسات زیادہ ہوتا ہے درسات دیکھتا ہے پرکاش ظہور حاصل دوہا اے نازنین تیری کمر سے اللہ کی صفت غایت ظاہر ہوتی ہے یعنی یہہ کہ جس ذات سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا ہے وہ نظر نہین آتا ہے ۞

ایضاً

۳۸ کٹ آدیٹھہ کون اینٹھہ لون بھنیو نظہ بدہ سنگ

پرگٹ بھیو ہی بھار بھیکیہہ دہر جگ امنگ کو انگ

کٹ کمر اڈیٹھہ نایب اینٹھہ بل نپٹ مشکل ہے بدہ سنگہ اتفاق پیرکٹ ظاہر ہوا ہے بھیلہ دیہہ صورت پذیر ہو کر جگ دنیا امنگ جوش نشاط انگ وجود حاصل دوہا کمر نا پیدا کا بیچ و تاب سے بمشکل تمام اتصال ہو کر ظاہر ہوا ہے یہ تغیر صورت دنیا مین جوش نشاط کا وجود

37

کام بھون برنن دوہا

تیری نابھہ تر کو الی برنن کرت سکات
بدہ بچ ہیہ سکچت جہان اوچان جات لجات

نابھہ تر زیرناف برنن کرت بیان کرتی سکات ڈرتا ہے بدہ عقل بچ ہیہ اپنے دلمین سکچت پس و پیش کرتی ہے اوچان شال لجات شرمندہ حاصل دوہا اے نازنین تیرے زیرناف یعنی اندام نہانی کی تعریف کرنے مین شاعر ڈرتا ہے کیونکہ عقل کو جس جگہہ کی رسائی مین پس و پیش ہے اور مثال خود شرمندہ ہوتی ہے اوسکو شاعر کیونکہ بیان کرسکتا ہے

38

چرن برنن دوہا

اَل کَل وا چرن کی لہی نہ سمتا این
جا پر بھنور ن سون سدا بہرت ہین جگ نین

اہل صاف سمتاں ہین خانۂ شال بہرمت بلاگردان جگ نین
چشم خلق حاصل دوہا [illegible] ہین یعنی پائے صاف گل نیلوفر
سرخ کی شان خانۂ شال ہین نہین ہے کہ جس پر دل مخلوق مثل زنبور سیاہ
کے بلاگردان ہوتے ہین

۳۹ ایڑی برنن دوہا

تو ایڑن سکھمان کی ہین آپان سب ہین
مُوڑہ بوڑہ جابرن لہہ اِند بدہو یدلین

ایڑن پاشنا سکھمان تعریف اپمان مثال موڑہ بے عقل
بوڑہ عروسک جابرن لہہ جسکے ہمرنگ ہوکر اند بد ہو
عروسک ومنکوحہ راجہ اندر پلہ مرتبہ حاصل دوہا اے نازنین
تیری پاشنا پای کی اگر تعریف کردن تو مثال اوسکی ناپیدا ہے بے عقل بوڑ
یعنی عروسک کا نام جس پاشنا کی ہمرنگی اختیار کرنے سے اندبدہو کہ
نام منکوحہ راجہ اندر کا بھی ہے مشہور عوام ہوا یعنی بجاے نام بوڑہ خطاب
اندبدہو کا پایا اور بوڑہ واندبدہو یہہ دونون نام عروسک کی زبان
ہندی ہین۔

۴۰ گات برنن دوہا

اُپمان کو او لاگت نہین وا تن اُدپ انُوپ
جات رُوپ سی گات لکھ جات رُوپ کو رُوپ

ایمان مثال اوپ روشنی جات رہے طلا حاصل دوہا
اوس ماہ پیکر کی خوبی و روشنی جسم کی ... یال مین نہین آتی اوسکا
جسم طلائی دیکھکر حسن کا بھی حسن شرمندہ ہوتا ہے ۔

چھب برنن دوہا

۴۱ چھب جھلکت منہہ جھلک تین من لاگت ایمان
ہوت اودی سس کی ہون سمد سلل اولتان

چھب خوبی اودے طلوع سس ماہتاب سمد دریاے شور سلل آب اولتان بہ سر طغیانی حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ طلعت سے تمام جسم اوسکے مین اس قسم کی خوبی و روشنی عیان ہے کہ مثال اوسکی ناپیدا ہے گویا ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور بہ سر طغیانی ہے قاعدہ ہے کہ ہمیشہ ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور بہ سر طغیانی ہوتا ہے یہان ماہ کامل مراد چہرہ نایکا سے اور طغیانی آب دریا مراد ازدیاد خوبی جسم نایکا سے

سکمارتا برنن دوہا

۴۲

کیون وہ بھوکھن کنک کی سجی انگ سکمار
نیٹھہ نیٹھہ مگ ڈگ دہرت نار مہاور بھار

بھوکھن زیور کنک طلا انگ جسم سکمار نازک نیٹھہ نیٹھہ مشکل مشکل مگ راہ ڈگ دہرت قدم رکھتی ہے نار عورت مہاور رنگ عنابی بھار بار حاصل دوہا زیور طلائی وہ نازنین کیونکر زیب بدن کرے

کہ رنگ مہاور کا جو اوسکے پیرون پر لگا ہے اوسکے ہی بار کو بار گران سمجھکر بمشکل تمام قدم راہ پر رکھتی ہے۔

سوبھا بہن دوہا

۶۵

رتیہ چھیہر جیتہ پیہ ہری تاتین بدہ بچار
متواری ہتیار لون راکھی بھوکھن تار

تیہ عورت چھیہر نام زیور جب پیہ ہری دلونکو ہایل کیا تاتین اسواسطے بدہ بچار از راہ فہم رسا متواری شراب خوار مخمور ہتھیار اسلحہ لون طرح راکھی رکھی بھوکھن تار زیور اوتار کر حاصل دوہا اس نایکا کے زیور پارے نے دلون کو بزور مطیع خود کیا لہذا بخیال اسکے کہ مخمور کے پاس اسلحہ کا رہنا خالی از مفسدہ و نقصان جان نہین تمام زیور اوتار رکہا گیا۔

نکھہ سکھہ پورتیا دوہا

۶۶

پرتہم رچیو سکھہ نکھہ برن عارف نپٹ اجان
بدہ جن جان سدہار یو چھمیو بدہ ندہان

پرتہم اول ہی تہ رچیو تصنیف کیا سکھہ نکھہ سراپا برن بیانین نپٹ اجان سراپای علم بدہ جن کملا و فضلا چھمیو معاف کرین بدہ ندہان مخزن علوم و عقل حاصل دوہا عارف سراپا سے نہر نے اول ہی مرتبہ یہ سراپا تصنیف کرکے بیان کیا ہے لہذا اکاملان فن مخزن فراست سے آرزو ہے کہ میری

غلطی کو معاف فرمادین

از سکھہ نکھہ کبت جوڑا برنن

کیدھون بدرہ ببدرہ بدیہان چھندبند کریا ندھیو تمراج کانٹھ سوہت اسیت ہے

کیدھون رس بیچک کی للت نوین لتا سندر ادوار پھل تا کو چہت ہیت ہے

کیدھون کام نٹ کہی کندن چھری بین دھری نیلمن کو کی دان پر این کولیت ہے

کیدھون ہیم سان بین مدن بٹھیو آسن کی کیدھون تیہ تیرو جوڑ وینہہ کو سیت ہے

کیدھون شاید بدرہ ببدرہ بدیہان تدبیرات انواع انواع چھند بند
مکر و فریب باندھیو تمراج باندھا ہے تاریکی کو گانٹھ گرہ سوہت
خوشنما اسیت سے تاریک ہے رس بیچک جوش سیاہی للت
خوبصورت نوین نئی لتا بیل وتختہ اوار فیاض کام حسن جسم
نٹ رسن بازیگری اچھی کندن چھری چوب طلائی نیلمن
نیلم ہیم سان چوکی طلائی مدن محبوب بیٹھ بیٹھہ محبت در روغن سیاہ
نکہت خانہ حاصل کبت اے ماہ رو تیرے سر پر جوڑا سیاہ نہیں ہے

شاید تدبیرات انواع الوان کسکر و فریب سے تاریکی کو باندہا ہے کہ جسکی یہہ گرہ
سیاہ خوشنما ہے یا جوش سیاہی کی یہہ خوبصورت ایک بیل ہے کہ جسکا ثمر
خوبی زیادہ تر خوشنما و فیاض ہے یا حسن مجسم رسن باز نے چہڑی طلائی مرصع
نیلم کہ مراد قد اور موے سرنا پکا سے ہے حاصل کرکے اب خواستگار جان ہے
یا جوکی طلائی چہرہ پر محبوب ملیح کہ مراد جعد موے سر ہے رونق بخش ہے یا اے
نازنین تیرا جوڑا خوبی و صفائی کا گھر ہے ٭

نیتر برنن کبت

کیدہون ہین کیتن کی ہرکی ہین اوہی ہین کیدہون بنج سرج کی سرادو داہین

کیدہون پہ پہلت ارن سرج تامین نیل کنج الی کر جکت تاکی سوبہا سرسات ہین

کیدہون جوری ہوری کل کنجن کی بجن ہی رسک بلند کیدہون دینت کہات ہین

نیت نویلی ال ہیلی ہیم سیلی کیدہون تیری پچہہ اچہہ میری چہپن سہات ہین

کیدہون شاید مین کبت حسن مجسم سر تالاب او بہی دونون مین
مچہلی بنج نیلوفر سر جو سر دریاے سرجو پر پہلت شگفتہ ارن سرج
سرخ کنول نیل کنج کنول سیاہ سوبہا خوبی سرسات زیادہ جوری
دو بہوری بہولی کل اچہی کہنجن ممدوہ رنجن تسکین دہ
رسک چاشنی گیر بلند زنبور سیاہ دینت ثروماندہ بکہیات ظاہر
نیت نویلی نوخیز ال بیلی طناز ہیم سیلی جعد دل طلائی پچہہ صاف

اچھے انکھ چھین آنکھو نین سہات خوش آیند حاصل کبت اے نازنین
تیری چشم تماشا پر حسن مجسم کے تالاب کی دو مچھلی ہین یا دریا ے سرجو کے دو
گل نیلوفر نوشگفتہ و خوشنما ہین یا گل سرخ کنول کے اندر گل کنول سیاہ
رکھے ہین کہ اوس سے خوبی کو دوبالا کرتے ہین یا دو صعوہ خوبصورت ہین
کہ دل کو اپنی حرکت سے محظوظ کرتے ہین یا دو زنبور سیاہ حیا شنی گیر زر یا دہ
ہین یا نو خیز طنّاز ہین یا جدول طلائی ہین بہرحال یہہ تیری آنکھین خوبصورت
و صاف و بہتر میری آنکھون کو خوش آیندہ ہین ٭

مکھہ برنن کبت

باسَرَ ہُواپَتُو آدِتَ اَل جُوتِ وَاکُونِس ہِی ہِین اَولُوکِی لُوک لُوک ہے
بھاؤ بَدَمان یاکی مہان سَمان مَان ہَیں دِن وَاکُون چِن پَر دیہہ شوک ہے
پُورَن پَرکَاش سَدا اُسّدہا کو نواس دیکھو رہت دوکھت جاتین بنت صنوبر کو ہے
یاکون نکلنکت کلنکت لکھوہی وَاکون تیرو مکھہ چندبال چند سم کوک ہے

یاسرن دن اوت روشن امل صاف نس رات اولوکی یکھی
لوک ملک بھان آفتاب بدمان موجود شوک رنج پورن
پرکاش طلوع کامل سدا ہمیشہ سدہا آبحیات نواس مکان
کوک سرجا نکلنکت بلاعیب کلنکت باعیب مان عورت سم مقابل
و برابر کوک ہی کون کہے حاصل کبت اے نازنین تیری چہرہ ماہ کی نظیر

کیا لکھون اول یہہ کہ ماہتاب فقط رات ہی کو روشنی دیتا ہے اور تیرا چہرۂ ماہ
ہمہ وقت روشن ہی منور رہتا ہے کہ آفتاب اپنے مقابلہ مین اوسکی روشنی کو اپنی
روشنی کے مطابق جانتا ہے بلکہ وقت غروب رشک سے ملول ہوتا ہے کہ میری
غیبت مین بھی یہہ پرتو روشن رہیگا دوم طلوع ماہ مین جانور سرخاب
صدمۂ مہاجرت سے ملول ہوتا ہے اور یہہ تیرا چہرۂ ماہ ہمیشہ راحت رسان
وشب و روز منور و سیراز آب حیات ہے سوم یہہ کہ ماہتاب کو عیب ترقی
وتنزل کا ہر ماہ دامنگیر رہتا ہے اور تیرے چہرۂ ماہ کا نور لازوال ہے پس تیرے
چہرہ کے مقابلہ مین شاعر مثال ماہتاب کو کیونکر موزون کرسکتا ہے *

جان برنن کبت

کری ہوتی اریبن کر سانکر کری ہی دیکھہ نپت اچنبھا بھری رہتا گ چھاجی ہے

سندر سرت دنت سوبھونت راجت ہی رچنا رچیہہ بیچ کرن براجی ہے

ات ہین سر دیپ ڈہاری سچ دیپ ہیکی سانچی مانون کاریگرین اچھی مورت ساجی ہے

سکمان ترلوک کی سکیل سوچ سوچ ات بیری جان بہہ جان جان تیہہ ساجی ہے

کری فیل مادہ اریبن آزاد از دشمن کرہاتہہ سانکر زنجیر کری ہی کی ہے
نپت اچنبھا بھری سخت تعجب رہتا درخت ہو رگت جال چھاجی خوشنما
سرت ونت لائق صحبت رچنا رچ نہایت اچھی صورت رچ کرن خوش آینڈ ہاری
ڈہالی ہوی سانچے قالب کاریگرین حسن مجسم کاریگر سکمان خوبی ترلوک

ہرسہ عالم سکیل فراہم کرکے بدہ جان خالق نے سمجھکر جان تھیہ ران عورت
ساجی بنائی ہے حاصل کبت اے محبوبہ تیری ران ہاکی تعریف کیا لکھون
کہ مادۂ فیل گزند دشمن یعنی پوز کمر سے آزاد ہوکر اور حلقۂ زنجیر اپنی خرطوم مین
لیکر اظہار نیاز کرتی ہے اور یہہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ تہہ موز خراسان
ہے اور بس خوبصورت وخوشنما لایق صحبت وخوش آیند ہر وقت ہین حسن مجسم
نے قالب حسن مین ڈہال کر بہت پاک وصاف آراستہ کیئے ہین میرے نزدیک
خالق نے حسن ہرسہ عالم کو یاد سے فراہم کرکے رانین عورت کی بنائی ہین *

نا سابرتن کبت

سکہمان اکہنڈ سنگ سنڈرن کی کہنڈن ہی منڈن مکہہ منڈل کی ابہلا کہی ہے
تل کوسمن تا دوتن تن باوی تہمن توہین کیتن کی چھبین بدہ بہاکہی ہے

سکہمان امل مہاکوکل نوین ات روپ سرسبج کلی سیب تا کی ہے *

راچیپو سبج نیہ تین بدہ ہاتانیہ مکہہ دیپ تاکی دت سیت ناسا باتی سہم راکہی ہے
سکہمان خوبصورتی اکہنڈ لازوال سنگ سنڈرن منقار طوطیان کہنڈن
مٹانے والی منڈن زیور مکہہ منڈل حلقہ چہرہ تل کوسمن گل کنجد
امل صاف مہاکومل نہایت نازک نوین نورسیدہ روپ سرور یا حسن
سبج کلی شگوفہ گل کنول سیب خدمتگذار نیہہ محبت ور ذہن بدہ ہاتا بہملا خالق
تیہ مکہہ دیپ چراغ چہرۂ محبوبہ تاکی اوسکی دت ہیت روشنی کیواسطے ناسا بینی
باتی فتیلہ سہم مثل راکہی ہے بنائی ہے حاصل کبت اے
نازنین تیری بینی کی خوبی لازوال رشک دہندۂ منقار طوطیان اور زبون

حلقہ چہرہ ہے گل کہنہ کی اگر مثال دی جاوے تو اوسکی خوبی بھی ہم پلہ خوبی تیری بینی کی نہین ہوسکتی کیونکہ صد ہا خوبیان بہ مقتضاے عقل تیری بینی مین پائی جاتی ہین نہایت خوبصورت وصاف وبس نازک ہے کہ دریاے حسن کے گل نیلوفر کا شگوفہ نوخیز جسکا خدمتگار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے چہرہ کے چراغ کو روغن خوبی وصفائی سے جب خالق نے آراستہ کیا اوسکی روشنی کیواسطے یہہ تیری بینی مثل فتیلہ کے بناکر روشن کی ہے ؞

نوپہ برنن کبت

رُوپ کو کیدار سم سُندر آجر تا مین ترن کنک کیسی لتا درسات ہے ؞

کیدھون چھری کھری کلدھوت کی نور ہی جاکی چھب پچن کی چھٹا چھرات ہے

نو چرتو ین نیلمن کی نگن جٹیو تا کو کر دیٹھ آننہ آدپان سہات ہے ؞

بھوشرن کی پانت تامرن کی سمن سر یکھمان ہمو وہ لیکھہ سون اگھات ہے

روپ حسن کیدار تھالا سم مثل وبرابر سندر خوبصورت اجر صحن ترل جوان وخوشنما کنک طلا لتا شاخ وبیل درسات معلوم ہوتی ہے چھری کھری چوب دستی بہتر کلدھوت طلائی نور ہی خمیدہ چھب خوبی پچن شعاع چھٹا مجمع چھرات جلوہ دہ نو سر نگولہ نوین نو طیار نیلمن نیلم نگن نگ ہاے جٹو مرصع دیٹھ نظر اننہ زیادہ اوپان مثال سہات ہے خوش ہوتی بھوشرنکی

صفت زنبور سیاہ تامرس کنول سمن گل سکھمان خوبصورتی سموہ انبار لمہ پاکر اگھات سے آسودہ ہوتی ہے حاصل کبت زن نازنین خیابان حسن ہیں خوبصورت مثل بیل طلائی صحن خانہ کے اندر معلوم ہوتی ہے یا خمیدہ چوب دستی طلائی ہے کہ جسکی شعاع جلوہ افروز ہے زنگولہ پاسے پہنے ہوئے کہ جسکے دیکھنے سے مثال سرور اور چمن چمن تعریف سرور در سرور حاصل کرکے آسودہ ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صفت زنبور سیاہ گل کنول پہ آراستہ ہے زنگولہ پاے نازنین نہیں ❊

نثر خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ کہ خامۂ خوش خرام بہ منتہاے این قلمرو رسید و سیاحتے کہ آغاز کردہ بود بانجام رسانید و باقتضاے ترتیبی کہ درین تالیف اختیار افتاد ختم کتاب بر نظم ہندی دست بہم داد چہ مضایقہ بعض الفاظ ہندی جزو فرقان عظیم است و جواہر سلک کلام قدیم شیخ جلال الدین سیوطی رح در تفسیر دُرّ منثور می گوید تحت قولہ تعالیٰ طوبیٰ لہم وحسن مآب اخرج ابن جریر و ابو الشیخ عن سعید بن مسجوح قال طوبیٰ اسم الجنۃ بالہندیۃ و نیز شیخ جلال الدین سیوطی در تفسیر آیہ کریمہ سندس خضر از سعید لہ صاحب کتاب برہان نقل میکند والسندس رقیق الدیباج بالہندیۃ و می فرماید اخرج ابو الشیخ عن جعفر ابن محمد عن ابیہ فی قولہ تعالیٰ یا ارض ابلعی مائک اشربی بلغۃ الہند علماے فصاحت اتفاق دارند کہ این آیہ افصح آیات قرآنی ست و ابداع بینات آسمانی و وقوع لفظ ہندی در کلام معجز نظام خصوص درین آیہ بلند پایہ از عجایب است این چنین ست و سرو آزاد و ختم این کتاب در سنہ دوازدہ صد و نود و ہفت ہجری بوقوع پیوست و در بلدۂ فرخندہ بنیاد نقش تالیف بست چشم از یاران دادرس و عزیزان صحیح نفس آنکہ اگر گوشۂ چشمی برین سرمایۂ نا سرہ اندازند

خاتمة الکتاب

از نتائج طبع سعید بیدل ناظم بے نظیر ظهوری ظهور نظیری نظیر افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان متخلص بشهید سلمه القدیر

گاہے سخن از یار و گہے از سخن یار ‌ ‌ ‌ ‌ دیوانۂ عشق سر و کار است دل ما

امروز فکر تردد پرست پے سپر جادۂ اقبال ست و فضائے کار آگہی جولانگاہ توسن خیال ماضی سجال قرین آمد و حال باستقبال ہمنشین شد گاہے بر روے مہر دیدم و گاہے بمرزا رفیع رسیدم روزہا در انجمن ناسخم و شبہا ہم بزم آتش مومن بزم آرائے ماست و ذوق بادہ پیمائے ما گزشتگان سجالیان مانند و حالیان بآیندگان سخت پیوند آرے اینہمہ دیدنیہا کہ دیدہ شد و دریافتنیہا کہ دریافتہ آمد پیدا است کہ غیر از دو چیز سببے دیگر نخواہد ہم قم عیسٰی را از قفا می دریابند و ہم آب زندگی را از جائے بہم سانند مژدہ باد کہ نگرانی سر آمد و تلاش بہر طرف شد صریر خامہ معجز نگار ابو الخیر سید نور الحسن خان بہادر متخلص بہ کلیم باد قم را رواج قم عیسٰی دادند و در ظلمات الفاظ تذکرہ خم خم آب زندگی نہادند یارب لطف این قم عیسٰی برفتگان روزی و فیض این آب زندگی بزندگان ارزانی باد اندرین میدان پیش کلیم پا گزاشتن ہمانا بیش از کلیم پا گزاشتن ست و دو تصورتہ این بار فرسودن کاہ بودن و کوہ برداشتن توسن قلمش در دویدنست و صبا ممنون پا کشیدن عمریست کہ زبان ریختہ را سجال افتادہ و شاہد کمال را براہ استادہ است شغلے آورد کہ طلسم گنج کمال بکشاد و کارے کرد کہ اختلاط لفظ و معنی براہ افتاد چون نہا شد نہال مراد امیر الملکی ست کہ بر او رنگ جامعیت نشستہ است و گل امید والا جاہے ست کہ کار جہانی بیک انگشت بستہ بیست فطرتی درین نزدیکی بدرگاہش

دیده باشی شنیده م که نشانمند اوج برآمد و بائین پرستی یکچند بر آستانش شنیده باشی دیدم که بلندی نام دارد ۵

نور الحسن کلیم بنوشت
خوش تذکره که جان نوشتم

لعلی ست ز معدن معانی
در صدف بیان نوشتم

اوصاف معانیِ بلندش
بر صفحهٔ آسمان نوشتم

آوازه در اے نالهٔ دل
با بانگ جرسِ فغان نوشتم

در عهد رئیسه که آن را
شاهِ فلک آستان نوشتم

آن شاه جهان که در سخایش
بر هم زنِ بحر و کان نوشتم

تاریخ گر از سپهر خواهی
نیرنگ سخنوران نوشتم ۱۲۹۷

قطعهٔ تاریخ چکیدهٔ خامه بلاغت جامه نواب مرزا داغ دهلوی سلمه الله

سیدی نور حسن خان بهادر ذیجاه
آنکه با نطق کلیم ست و بطبع است سلیم

منتخب کرد چو اشعار بگفتم تاریخ
نور الهام جدید و ید بیضاے کلیم ۱۲۹۷

قطعهٔ تاریخ از سید جمیل احمد سهسوانی

جمیل این تذکره آن رونق نرگس سخن دارد
که مقبولِ دل و مطبوع هر طبع سلیم آمد

ز دل بر لب بیٔ تاریخ این گلدستهٔ رنگین
تماشا گاهِ معنی جلوهٔ طور کلیم آمد ۱۲۹۷

قطعهٔ تاریخ از معدن شیوا بیانی سید قدرت علی شمیم سهسوانی

چیده مضمون و منتخب اشعار
داخل تذکره چو شد فی الحال

سال تاریخ او شمیم نوشت
انتخاب پسند اهل کمال ۱۲۹۷

قطعہ تاریخ از منشی سید احتفاظ علی ہسوانی

چون کلیم این کلام اہل کمال — مجتمع ساختہ بفکر رفیع
گفت احتفاظ سال تاریخش — چیدہ و منتخب کلام بدیع ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از منشی محمد شاکر حسین شاکر ابن منشی صابر حسین صبا

کلیم سحر بیان طرفہ تذکرہ بنوشت — کہ دل فریفتہ او شدہ است و جان مائل
نوشت مصرعۂ تاریخ خوش دل شاکر — بہار طور کلیم است نور دیدۂ دل ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سخنور بے ہمتا رشک صائب و کلیم

ابو النصر سید علی حسن خان صاحب بہادر سلیم

بو العجب تذکرہ مرتب شد — رونق جلوۂ بہار چمن
جلوۂ فکرت کلیم نمود — شمع بزم سخنوران روشن
از سر انبساط گفت سلیم — گلشن دلپسند اہل سخن ۱۲۹۷ھ

منہ سلمہ ربہ

ہے یہہ بے مثل تذکرہ ایسا — جسکا ثانی نہین ہے بہت عجیب
فیض ہے حضرت کلیم کا یہہ — اسکا طالب ہی دور ہو کہ قریب
کون ہے جسکو یہہ پسند نہین — دیکھو کیا کیا لکھے ہین شعر عجیب
جلد کہد و سلیم فکر ہے کیون — اسکی تاریخ ہے عجیب غریب ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سخنور لاثانی موجد الفاظ و معانی منشی محمد صبا حسین صاحب سہسوانی

عجب دلاویز تذکرہ ہے کہ دل لبھاتا ہے اک جہان کا
بتاؤ حب کا عمل ہے اسمین کہ نقش تسخیر اسکو سمجھون

بلا ہے انداز دلبری مین یہہ حسن و جلوہ کہان پری مین
زمانہ اسکی ادا پہ شیدا جہان شوخی پہ اسکی مفتون

کہین ہے یہہ دلخراب عاشق کہین یہہ معشوق دلربا ہے
کہین ہے لیلی کا اسمین جلوہ کہین دکھاتا ہے رنگ مجنون

لکھے وہ چن چن کے شعر اسمین کہ انتخابونکی جان ٹھیرا
نہ دیکھی آنکھون نے ایسی بندش سنا نہ کانون نے ایسا مضمون

ہر ایک صفحہ ہی صحن گلشن کھلے ہین کیا کیا گل مضامین
جو لفظ رنگین ہوئے گل تر تو ہین معانی بہار گلگون

بیان وصل و فراق سے یہہ کہین ہے تریاق سم کہین یہ
کسیکے دل مین ہے اس سے شادی کیا ہے اسنے کسیکا دلخون

نہ کیون ہو یہہ نور کا کرشمہ کلیم کی فکر کا ہے جلوہ
جو نام طور کلیم پایا یہہ کچھہ اسی کے لئے تہا موزون

سن مسیحی و سال ہجری صبا جو پوچھے کوئی تو کہدے
قیامت آشوب نظم ہے یہہ — ۱۸۸۰ء
یہہ نثر ہے اک حصار افسون — ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ طبع از معدن نکتہ دانی سید جلیل احمد سہسوانی

جلوہ ہے شعر شعر مین مضمون ہین بلا فرق
یہہ تذکرہ کہ منتخب ہے نور کریم سے

تاریخ بہی چمکتی ہوئی کہدو اے جلیل
روشن عجیب نور سے ہے طور کلیم سے — ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ طبع از مولوی عبید الباقی سہسوانی

سیدی نور الحسن خان تذکرۂ نادر نوشت
جلوۂ اشعار شد روشنگر نور کلیم

مصرعۂ تاریخ از باقی چنان شد دلفروز
ہست زیبا سے تجلی جلوۂ طور کلیم ۱۲۹۷ھ

تاریخ تالیف تذکرۂ طور کلیم نتیجۂ خامۂ منشی فدا علی صاحب متخلص فارغ

عنوانہای تاریخی

ہے طور کلیم کوہ مضمون ۱۲۹۷ھ
چمکا یا نور شعر کا طور کلیم نے ۱۲۹۷ھ

قطعہ

جلوہ گری معانی کی لفظوں میں کیا کہوں
فانوس میں ہے شمع کہ بادل میں مہر ہے

سمجھا جائے کیوں نہ آتش جادو سامری
طور کلیم نور تجلی سحر ہے ۱۲۹۷ھ

ایضاً تاریخ طبع

عنوانہای تاریخی

طور کلیم گشت تجلی بلبس طبع ۱۲۹۸ھ
آیت طبع یافت طور کلیم ۱۲۹۸ھ

قطعہ

میر نور الحسن حلیم و سلیم
ہر سر طور نثر و نظم کلیم

جوہر فرد معدن تقوی
در یتیم عز و جاہ و دُر یتیم

شاعران زبان اردو را
کرد منت پذیر لطف عمیم

یعنی از بهر یادگاری شان — کرد نایاب تذکره ترقیم
جمله اشعار انتخاب زده — دلکشا مثل بوستان نعیم
نثر صاف و روان او آمد — غیرت آب گوهر و تسنیم
کلک فارغ نوشت مصرع طبع — جلوه پیرا از گشته طور کلیم ۱۲۹۰ھ

قطعهٔ تاریخ

تالیف طور کلیم از نتیجهٔ طبع سلیم محمد ابراهیم المتخلص به خلیل زکیه ربا فارغ

گشت مفتوح ازین تذکره باب معنی — نور خورشید و قمر یافته تاب معنی
ساغر چشم برین گر بی سیر اندازی — مست طافح شوی از کیف شراب معنی
روشن از شمع قلم کن سنه تالیف خلیل — جلوهٔ طور کلیم است شهاب معنی ۱۲۹۷ھ بمعنی ستارهٔ روشن

ایضاً تاریخ طبع

بیشک کلیم تذکره طرفه نگاشته — بیوجه نیست بر لب بیننده واه واه
می تابد از حروف معانی لفظ او — چون در سواد چشم بتان مردم سیاه
تاریخ طبع یافت بگنج دل کلیم — طور کلیم کرده تجلی چو نور ماه ۱۲ھ

نثر خاتمه بطرز تقریظ از احمد خان صوفی مهتمم مطبع مفید عام آگره

کلامیکه طور زبان را نور و موسی صفتان را سرور بخشد حمد روشنگر آئینهٔ دل است که کوه طور با شکوه عشقش خاکستر و آن خاکستر سرمهٔ دیدهٔ اهل نظر گردیده و دیده ورانی که بنورش راه برده اند قدم براهش سپرده چراغ هستی برافروختند و نقد حیات ابدی اندوختند جا بجا که الله نور السموات والارض

خود میفرماید ما کو چشمان را نظر خدابین باید تا بهر سو نظارهٔ تجلیات او کنند و اینما کنتم فثم وجه الله را تعویذ بازو و **مثنوی منه**

ذاتش بصفات هست پیدا	چون نور که شد ز مه هویدا
اصل همه نور نور ذات است	چشم تو منور از صفات است
در ذات مپیچ و سر لاهوت	بگشا نظری بنور ناسوت

و سخنی که از طور دلم بکرسی ظهور نشیند نعت حضرت خواجه کائنات علیه الصلوات و التحیات است که موسی عمران مروحه جنبان اوست و عیسی مریم یکی از دربان او کلیم طور نشین سوال رب ارنی بر زبان بود و بجوابش لن ترانی می شنود و آن محمود رب ودود بعرش برین رسید و از ما زاغ البصر و ما طغی سرمه در چشم خود کشید ببین و بلند مراتب و دیده بگشا که طور کلیم کجا و عرش عظیم کجا ه ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا منه

موسی بطور رفت و همین است اوج او	بر لامکان و عرش معلی ست جای تو

اما بعد از طور بدعاء خویش جدا صوفی بی ریا چون طنبور خالی پر صداست که عشاق را نغمهٔ داودی سازگار ست و سخن بینوا را فکر اشعار سزاوار بقول حافظ شیراز ه

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است	صراحی می ناب و سفینهٔ غزل است

در بزم سخن سنجان برنگ قافیه تنگ می نشینم و دلم می گشاید و براه پخته کلامی خود را همردیف الشان می بینم دانی بر روی کار می آید کیسهٔ خالی من از گوهر سخن پر است و معانی آبدار بهرین لعل و در شده گره طور کلیم که با اشعار گوناگون برنگ گلهای بوقلمون است و بسوانح بالوادی المقدس طوی مضمون پیرایهٔ اختتام در بر کشید و از سنگ طبع چشمهٔ آب بقا روان گردید تشنگان را نوید تازه و مخمور دوران را ساغر لبالب انداز ارزانی باد که این کتابیست مایهٔ سرور و شادمانی و چشمهٔ آب زندگانی گلدستهٔ دست نگین خیالان و دستنبوی آشفته حالان هیکل گردن فرهادمنشان روزگار و تعویذ بازوی شعرای شیرین گفتار هر ورقش عینک دیدهٔ فراق دیده و هر نقطه اش سویدای دل غم کشیده نظم منه